وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا سورة الحشر

''اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکے اس سے رُک جاؤ''

مشکوٰۃ الحدیث

علم حدیث کے شائقین کے لئے صحیح احادیث کا ایک جدید جامع مجموعہ

''مشکوٰۃ المصابیح'' کی منتخب صحیح احادیث کا آسان اُردو ترجمہ وتشریح، اُن کا قرآن مجید سے ربط، مفصل مقدمہ، اشاریہ، فرہنگِ الفاظ، صحاحِ ستہ کا تعارف اور راویانِ حدیث کے مختصر حالاتِ زندگی شامل ہیں

جلد دوم: عبادات

پروفیسر مولانا محمد رفیق مدظلہ العالی

Marfat.com

Marfat.com

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورة الحشر 7)

"اور رسول (ﷺ) تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکے اس سے رُک جاؤ۔"

مشکوٰۃ الحدیث

علم حدیث کے شائقین کے لئے صحیح احادیث کا ایک جدید جامع مجموعہ

"مشکوٰۃ المصابیح" کی منتخب صحیح احادیث کا آسان اُردو ترجمہ وتشریح، اُن کا قرآن مجید سے ربط، مفصل مقدمہ، اشاریہ، فرہنگِ الفاظ، صحاحِ ستہ کا تعارف اور راویانِ حدیث کے مختصر حالاتِ زندگی شامل ہیں

جلد دوم: عبادات

پروفیسر مولانا محمد رفیق مدظلہ العالی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۲۹، ۲۹۷
۱۰۹۲۱۲
جلد دوم

نام کتاب : مشکوٰۃ الحدیث جلد دوم

مؤلف : پروفیسر مولانا محمد رفیق

ناشر : مکتبہ قرآنیات، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اردو بازار لاہور۔ پاکستان
فون: 5811297، موبائل: 0321-7724032
0333-4399812

اہتمام : حافظ تقی الدین

سن اشاعت : اکتوبر 2010ء

Marfat.com

ارشادِ نبوی ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
....فَإِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ.

صحیح مسلم، رقم: 3257

نسائی، رقم: 2619

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب میں کسی چیز کے بارے میں تمہیں حکم دوں تو جس قدر تم سے ہو سکے اُس پر عمل کرو اور جب میں کسی چیز سے تمہیں منع کروں تو اُسے چھوڑ دو۔"

Marfat.com

۱۰۹۲۱۲
جلد دوم

ارشادِ نبوی ﷺ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:

"نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا، وَ وَعَاهَا وَ اَدَّاهَا..."

ترمذی، رقم: 2658

ابو داؤد، رقم: 3660

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اُس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث سنی، اُسے یاد رکھا، محفوظ کر لیا اور پھر آگے بیان کر دیا......"

Marfat.com

فہرستِ مضامین

تقدیم 11

باب 1..... طہارت و پاکیزگی

پاکیزگی آدھا ایمان ہے 19
پانی میں پیشاب نہ کرنا 21
جس برتن میں کتا منہ ڈالے اُسے سات مرتبہ دھونا 22
مسواک کرنا 23
حیض کے بارے میں حکم 25
استحاضہ کے بارے میں حکم 28
وضو کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں 29
وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی 31
موزوں پر مسح کرنا 32
جماع کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے 33
غسل کا حکم 34
تیمّم کرنا 35

باب 2..... نماز

نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں 38
سات سال کے بچوں کے لیے نماز کا حکم 40
نمازوں کے اوقات 42
نماز کے ممنوع اوقات 45
نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی فضیلت 47
اذان کا حکم 48
اذان کے بعد کی دعا 51
مسجد بنانے کا ثواب 52

Marfat.com

- مسجدیں اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں ہیں 54
- مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا 57
- مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کی فضیلت 58
- تین مخصوص مساجد کی نیت سے سفر کرنا 60
- نماز پڑھنے کا طریقہ 62
- نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا 64
- سورہ فاتحہ کی فضیلت 66
- سجدے کے اعضاء 69
- درود شریف 70
- درود شریف پڑھنے کی فضیلت 73
- سجدہ سہو کرنے کا طریقہ 74
- نمازی کے آگے سُترہ 76
- جب کھانا تیار ہو تو نماز بعد میں پڑھی جائے 77
- باجماعت نماز کی اہمیت 79
- باجماعت نماز کی فضیلت 81
- باجماعت نماز کا درجہ 83
- امام مختصر نماز پڑھائے 85
- ایک مقتدی ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو 87
- نمازِ جمعہ کی فضیلت 88
- سفر میں نمازِ قصر 90
- عیدین کی نماز اور خطبہ 93
- نبی ﷺ کا قیام اللیل ..... نمازِ تہجد 94
- تہجد، دعا کی قبولیت کا وقت 96
- تحیۃ المسجد 99
- چاشت کی نماز (صلوٰۃ الضحیٰ) 100

Marfat.com

- اِستخارہ کرنے کا طریقہ 101
- نمازِ تسبیح (صلوٰۃ التسبیح) 103
- نمازِ استسقاء (بارش مانگنا) 105
- مرنے والے کو کلمے کی تلقین کیجیے 107
- میت کا غسل اور کفن 109
- جنازے کو جلدی لے جانا 111
- جنازے میں شرکت کا ثواب 112
- دو یا تین نابالغ فوت شدہ بچوں کی ماں کے لیے اجر 114
- شہیدوں کی اقسام 116
- قبروں کی زیارت 118
- قبرستان میں داخل ہونے کی دعا 120
- اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش اور قرب 122
- اللہ کے ذکر کی فضیلت 125
- دو آسان کلمات کا بے انتہا اجر 127
- توبہ کرنا 129
- اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے 131
- توبہ کرنے کا صحیح وقت 133
- توبہ کا دروازہ کب تک کھلا ہے؟ 135
- بنی اسرائیل کے ایک قاتل کی سچی توبہ اور بخشش 137
- سیّد الاستغفار..... سب سے اعلیٰ استغفار 140
- دعا عبادت ہے 142
- سونے اور جاگنے کی دعائیں 144
- بیوی سے ہم بستری کے وقت کی دعا 146
- پناہ مانگنا (اِستعاذہ) 147
- پناہ مانگنے کی دعا (1) 149

Marfat.com

❁ پناہ مانگنے کی دعا (2) 151
❁ پناہ مانگنے کی دعا (3) 152
❁ جامع دعا (1) 154
❁ جامع دعا (2) 156
❁ جامع دعا (3) 157
❁ جامع دعا (4) 158
❁ جامع دعا (5) 160

باب 3...... روزہ

❁ رمضان المبارک کی فضیلت 162
❁ روزے کا اجر وثواب 164
❁ روزے کی اہمیت اور ثواب 166
❁ روزے اور تراویح بخشش کا ذریعہ ہیں 168
❁ روزے کی اصل روح تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنا ہے 169
❁ رویت ہلال...... چاند دیکھنا 171
❁ سحری کھانا 174
❁ روزہ کھولنے میں جلدی کرنی چاہیے 176
❁ روزہ کھولنے کی دعا 178
❁ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا 180
❁ سفر میں روزہ رکھنا یا نہ رکھنا 181
❁ حائضہ عورت کے لیے روزے کی قضا ضروری ہے 183
❁ جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ 185
❁ نفلی روزوں میں اعتدال 188
❁ عورت کے نفلی روزے کے لیے شوہر کی اجازت 192
❁ شوال کے چھ (6) روزے 193
❁ صومِ وصال یعنی لگاتار بغیر افطار کیے روزہ رکھنا منع ہے 194

Marfat.com

عیدین پر روزہ رکھنے کی ممانعت 196
رمضان المبارک میں اعتکاف کرنا 197
لیلۃ القدر (شب قدر) 200

باب 4......زکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم 204
زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب ہوگا 208
جانوروں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام 210
زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کا حکم 212
زکوٰۃ کا نصاب 214
بارانی اور چاہی زمین کی پیداوار پر عشر اور نصف عشر 217
صدقہ فطر کا حکم 219
سادات کے لیے صدقہ حرام ہے 221
اصل مسکین کون ہے 223
قناعت پسندی (Contentment) 225
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے 228
سب سے افضل صدقہ 229
صدقے کا ثواب کئی گناہ زیادہ ملتا ہے 231
معمولی صدقے کی اہمیت 234
نیکی کا ہر کام صدقہ ہے 235
انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے 236
زراعت (Agriculture) کی فضیلت 238
گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے 240
نیکی کا سب سے اعلیٰ درجہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا صدقہ 241
بیوی کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا 243
صدقہ کر کے واپس نہیں لینا چاہیے 244

Marfat.com

باب 5......حج وعمرہ

- حج فرض ہے 246
- ایمان اور جہاد کے بعد حج سب سے افضل عمل ہے 248
- مقبول حج کا ثواب عمر بھر کے گناہوں کی معافی ہے 250
- عمرے اور حج کا ثواب 252
- رمضان المبارک میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے 253
- بچے کا حج 254
- حج بدل 255
- حج عورتوں کا جہاد ہے 256
- حج اور عمرے کے میقات (احرام باندھنے کی جگہیں) 257
- تلبیہ کہنا 259
- بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے 260
- حجر اَسود اور رکنِ یمانی کے درمیان کی دُعا 262
- حجر اَسود کو بوسہ دینا 264
- حج کے مناسک سنت سکھاتی ہے 267
- حج اور عمرے میں سر منڈانے کا حکم 269
- جانور کی قربانی کا حکم 271
- حج کے اعمال میں تقدیم وتاخیر 273
- حجۃ الوداع کی تفصیل 275
- خطبہ حجۃ الوداع 284
- طوافِ وداع 290
- مکہ مکرمہ حرم ہے 291
- مدینہ منورہ بھی حرم ہے 294

راویانِ حدیث کے مختصر حالاتِ زندگی 299

اشاریہ احادیث 'مشکوٰۃ الحدیث' (جلد دوم) 319

فرہنگ الفاظ 326

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

انسانی عقل و دانش آج تک یہ عقدہ حل نہ کر سکی کہ انسان کو کس لیے پیدا کیا گیا اور اُس کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ لیکن قرآنِ حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کو اُس کے خالق نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاریات:56)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

تمام انبیائے کرام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ اللہ کے بندے اللہ کی عبادت کریں:

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾

(النحل: 36)

"اور ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اِس دعوت کے ساتھ بھیجا کہ اے لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔"

اسی مضمون کو مولانا روم رحمہ اللہ نے اپنی مثنوی میں یوں ادا کیا ہے:

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

(بندے کو اس لیے پیدا کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کرے ورنہ اُس کی زندگی شرمندگی کے سوا کچھ نہیں)

1۔ عبادت کے معنی

عبادت کے لفظی معنی جھکنے اور عاجزی کرنے کے ہیں (اَلْخُضُوْعُ وَالتَّذَلُّلُ، کذا فی اللسان) اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد ہے: "اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اُس کے احکام پر عمل کرنا۔"

2۔ اسلام میں عبادت کا تصور

اسلام میں عبادت کا تصور نہایت وسیع اور جامع ہے۔ دوسرے الہامی مذاہب میں اسے محض پوجا پاٹ (Worship) یا دُعا (Prayer) تک محدود کر دیا گیا ہے یا پھر رہبانیت اور ترکِ دنیا کے مترادف سمجھ لیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ دین داری اور دنیا داری ایک دوسرے کی ضد بن کر رہ گئی ہیں۔ گویا جو دین دار ہے وہ دنیا دار نہیں ہو سکتا اور جو دنیا دار ہے وہ دین دار نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

لیکن اسلام میں اس طرح کے بت پرستانہ، جوگیانہ یا راہبانہ تصورِ عبادت کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسلام کے نزدیک دین اور دنیا میں تفریق غلط ہے۔ مادیت (Materialism) اور روحانیت (Spirituality) ایک دوسرے کی نقیض (Anti) نہیں۔ اس میں کلیسا (Church) اور قیصر (Caesar or State) میں جدائی نہیں۔ ع

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلام پوری انسانی زندگی کو عبادت اور بندگی بنا دینا چاہتا ہے۔ اس کے ہاں صرف نماز روزہ ہی عبادت نہیں بلکہ ایک مسلمان کی زندگی کا ہر عمل، ہر نیکی، ہر معاشی جدوجہد، ہر اخلاقی وصف، ہر معاشرتی کردار، ہر سیاسی سرگرمی اور خدمت خلق کا ہر کام عبادت ہے بشرطیکہ اسے اللہ سبحانہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اُس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سرانجام دیا جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے تصورِ عبادت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد ایک ساتھ جمع ہوگئے ہیں اور ایک مومن کی پوری زندگی یکسر عبادت بن گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (البقرہ: 172)

”اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ بندگی اور عبادت کا حق اسی طرح ادا ہوسکتا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حلال اور پاکیزہ روزی کما کر کھانا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھی عبادت ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ الصَّائِمِ النَّهَارَ .))

(صحیح بخاری، رقم 5353، صحیح مسلم 7468، ابن ماجہ، رقم 2140)

”جو شخص کسی بیوہ عورت یا محتاج کی خدمت کرتا ہے وہ ان لوگوں کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا ہے۔“

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام میں بیواؤں کی خبر گیری بھی جہاد اور نفلی نماز کی طرح عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں اچھے اخلاق کو بھی نفلی نماز اور نفلی روزے جیسی عبادت کے برابر قرار دیا گیا ہے:

2۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ .))

(ابوداؤد، رقم 4798، مسند احمد، رقم 25102، مشکوٰۃ المصابیح، رقم 5082)

''بے شک مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے تہجد گزار اور روزے دار شخص کا درجہ پالیتا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی خوش اخلاقی اور دوسروں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم کی ایک حدیث قدسی میں حقوق العباد کو حقوق اللہ کا درجہ دے کر عبادت کی حیثیت دی گئی ہے:

3۔ ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: يَاابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ . قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهٗ . يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ ، قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ . قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ . يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ . قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ .))

(صحیح مسلم، رقم 6556)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا: اے ربّ! میں بھلا تیری عیادت کیسے کرسکتا ہوں جبکہ تو ربّ العالمین ہے؟ اللہ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے لیکن تو نے پھر بھی اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے (میری رضا کو) اس کے پاس پاتا۔ ارشاد ہوگا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے مجھے کھلایا نہیں۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ میں تجھے کیسے کھلاتا تو ربّ العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ

Marfat.com

سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اسے کھانے کو نہ دیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسے کھلا دیتا تو میرے ہاں اس کا ثواب پاتا۔ ارشاد ہوگا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پینے کو مانگا مگر تو نے مجھے نہ پلایا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں بھلا تجھے کیسے پلا سکتا ہوں جب کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا: تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے نہ پلایا۔ سن لے، اگر تو اسے پلا دیتا تو تجھے اس کا ثواب میری طرف سے ملتا۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حقوق العباد بھی اصل میں حقوق اللہ ہیں کیونکہ ان کو پورا کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اور حدیث یہ ہے کہ:

4۔ ((عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ: قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ . .))

(ابوداؤد، رقم 4919)

''حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل بتاؤں جو (نفلی) روزے، صدقے اور نماز سے افضل ہے؟ عرض کیا گیا ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دوسروں کے درمیان صلح کرانا اور ان کے باہمی تعلقات درست رکھنا۔''

گویا لوگوں کے درمیان صلح کرانا اور اُن کے باہمی تعلقات درست رکھنا بھی روزے اور نماز کی طرح عبادت ہے۔

3۔ اسلام میں عبادت کی حکمت:

اسلام میں عبادت کی حکمت اور اُس کا فلسفہ یہ ہے کہ بندے کو ہر وقت اپنے خالق کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اُس کا ذکر کرتے رہنا چاہیے جو عبادت ہی کے ذریعے صحیح طور پر ممکن ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴾ (طٰهٰ: 14)

''اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔''

اور صحیحین کی حدیث میں ہے:

((عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيْلَ لَهٗ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: اَفَلَا

Marfat.com

اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا .)) (صحیح بخاری، رقم 4836، صحیح مسلم، رقم 7124، نسائی، رقم 1644، ابن ماجه، رقم 1419، مشکوة المصابیح، رقم 1220)

"حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو اس قدر عبادت کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے۔آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ ﷺ ایسا کس لیے کرتے ہیں، جب کہ آپ ﷺ کی ساری اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔"

گویا عبادت اس لیے ہے تاکہ نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔

4۔صرف اللہ کی عبادت

اسلام اس بات پر زیادہ زور نہیں دیتا کہ بندے کو عبادت کرنی چاہیے بلکہ وہ اس پر زور دیتا ہے کہ بندے کو صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔اس کا سبب ظاہر ہے۔کسی انسان کی زندگی عبادت سے خالی نہیں رہ سکتی۔وہ دنیا کی سب سے زیادہ محتاج مخلوق ہے۔اس کی خواہشوں، تمناؤں اور ارمانوں کا شمار نہیں لیکن ان کو پورا کرنے کے لیے اُس کے پاس وسائل اور اختیارات بہت محدود ہیں۔اُس کی یہی محتاجی اُسے دوسروں کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔وہ اگر اپنے خالق اور معبود حقیقی کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوگا تو اُسے قدم قدم پر جھوٹے خداؤں کو سجدے کرنے پڑیں گے۔ ؏

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدہ سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اس لیے بہتر یہی ہے کہ بندہ در در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے ایک ہی دروازے کے آگے جھک جائے۔

یک در گیر و محکم گیر

گویا جب پیشانی ایک دی گئی ہے تو اُس کے جھکنے کی چوکھٹ بھی ایک ہی ہونی چاہیے۔

یہی وجہ ہے کہ کلمۂ اسلام کے پہلے حصے کی شہادت تمام جھوٹے معبودوں کی نفی کر کے ایک ہی معبودِ کائنات کا اثبات کر دیتی ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

اسی طرح قرآنِ مجید کی سب سے پہلی سورہ میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ نَعْبُدُكَ (ہم تیری عبادت کرتے ہیں) کیونکہ اس سے مشرکین عرب کو بھی انکار نہ تھا۔ان کا سارا قصور یہ تھا کہ وہ اللہ تعالٰی کی عبادت کے ساتھ

Marfat.com

بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے جو کہ شرک ہے اور اسلام میں شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ کلمہء حصر کی تاکید اور اُسے مقدم لا کر یہ فرمایا گیا کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ (صرف تیری ہم عبادت کرتے ہیں) اور ان دولفظوں نے شرک کی ہر قسم کی نفی کر دی اور توحید فی العبادت کا اثبات کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عبادت صرف وہی معتبر اور مقبول ہے جو صرف ایک اللہ کے لیے ہو۔

5۔ اسلامی عبادات کی خصوصیات

اسلامی عبادات دوسرے تمام الہامی مذاہب کی عبادات پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس کی افادیت میں انفرادیت ہے۔ اس میں ایسی اعلیٰ خصوصیات ہیں جن سے دوسرے مذاہب یکسر محروم ہیں۔

ذیل میں اسلامی عبادات کی چند خصوصیات بیان کی جاتی ہیں:

(1) درمیانی واسطہ ضروری نہیں

اسلام میں عبادت کے لیے کسی درمیانی واسطے (Middle Man) کی کوئی ضرورت نہیں جب کہ دوسرے مذاہب میں عبادت کے لیے بندے اور خدا کے درمیان کوئی نہ کوئی واسطہ ضروری ہے۔ ہندوؤں میں برہمن، یہودیوں میں کاہن اور عیسائیوں میں پادریوں کا واسطہ عبادت کے لیے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔ مگر اسلام میں اس طرح کے کسی درمیانی واسطے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ہر مسلمان بغیر کسی درمیانی واسطے کے، اپنے ربّ کی عبادت اور مناجات کرسکتا ہے ؎

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھا دو

(2) مخصوص جگہ کی پابندی نہیں

دوسرے مذاہب میں عبادت کے لیے مخصوص جگہ کی پابندی ہے جس کے بغیر ان کے ہاں عبادت کا کوئی تصور نہیں۔ مشرک قومیں اپنے بت خانوں اور معبدوں کے بغیر، یہودی صومعوں کے بغیر اور عیسائی گرجا گھروں کے بغیر خدا کی عبادت نہیں کرسکتے۔ لیکن اسلام میں زمین کا گوشہ گوشہ مسجد ہے اور ہر پاک مقام عبادت گاہ ہے۔ ایک مسلمان پورے کرۂ ارض میں کہیں بھی عبادت کرسکتا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا .)) (صحیح مسلم، رقم 1167)

Marfat.com

''اور میرے لیے ساری زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی۔''

گویا ؎

ہر جا کنیم سجدہ بآں آستاں رسد

والی بات ہے۔

(3) طہارت و پاکیزگی

اسلام میں عبادت سے پہلے طہارت و پاکیزگی ضروری ہے جب کہ دوسرے مذاہب میں عبادت کے لیے اس کی کوئی تاکید نہیں ہے۔

(4) فرد اور جماعت دونوں کی بیک وقت اصلاح و تربیت

اسلامی عبادات کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ان میں فرد اور جماعت دونوں کی بیک وقت اصلاح و تربیت پیش نظر رکھی گئی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، تمام عبادتوں میں اس کا یہ امتیاز نمایاں ہے۔ ان میں سے ہر عبادت ایک ہی وقت میں فرد اور جماعت دونوں کی اصلاح و تربیت کا کام کرتی ہے۔

(5) اخلاق کی درستی

اسلامی عبادات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان سے انسانی اخلاق کی درستی ہوتی ہے۔ گویا اسلام میں عبادات کے ذریعے اخلاق کی درستی اور تعمیر سیرت کا کام بھی لیا گیا ہے۔

نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ (العنکبوت: 45)

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ یہ نماز کی خاصیت ہے کہ وہ برے کاموں سے روکتی ہے۔ اب جس شخص کی نماز اُسے برائیوں سے نہیں روک سکتی اُس نے نماز کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ افسوس آج ہماری نمازوں کا یہی حال ہے۔

اسی طرح روزے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ .)) (صحيح بخاري، رقم 1903)

''جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ اور برے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اُس کے بھوکا پیاسا

Marfat.com

رہنے کی کوئی پروانہیں۔"

گویا جس روزے سے روزے دار کے اخلاق بہتر نہیں ہوتے وہ روزہ بے کار ہے۔ یہی حال اسلام کی دوسری عبادات کا ہے۔ زکوٰۃ سے دولت کی حرص وہوس کم ہوتی اور انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ حج باہمی اخوت واتحاد کا مظہر ہے۔ لیکن آج ہماری عبادات اس لیے بے اثر ہیں کہ ہم ان کی اصل حقیقت سے غافل ہیں۔

6۔ علم فقہ میں 'عبادات' کا مطلب

علم فقہ میں 'عبادات' کی اصطلاح صرف ایسے امور کے بارے میں استعمال کی جاتی ہے جن کا بندے اور خدا کے درمیان براہِ راست تعلق ہے اور جنہیں 'حقوق اللہ' بھی کہا جاتا ہے۔ ان میں عام طور پر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ان کے متعلقات کا ذکر ہوتا ہے۔ عقائد، معاملات اور اخلاق کو ان میں شامل نہیں کیا جاتا بلکہ وہ الگ سے بیان کیے جاتے ہیں۔

بحمد اللہ مشکوٰۃ الحدیث کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے جو عبادات سے متعلق ایک سو چالیس (140) منتخب احادیث صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی وہی علمی وتحقیقی معیار برقرار رکھا گیا ہے جو پہلی جلد میں ملحوظ رکھا گیا تھا۔ مقصود یہ ہے کہ علم حدیث کے شائقین کے لیے صحیح احادیث کا ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو سکے جس سے فہم حدیث کی راہ آسان ہو جائے۔

﴿مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾
(یوسف: 111)

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس سلسلۂ کتاب کو جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق فرمائے۔ اسے میرے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ جن افراد نے اس کی تیاری میں علمی مشوروں کے ساتھ تعاون کیا ہے ان کو خیر وبرکت سے نوازے۔ اہل علم سے میری گزارش ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں اُس سے اِس عاجز کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى !

والسلام
احقر العباد
محمد رفیق، لاہور

2 رمضان المبارک 1431ھ
مطابق 14 اگست 2010ء

Marfat.com

باب 1......طہارت و پاکیزگی

1: پاکیزگی آدھا ایمان ہے

1...... ((عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ . . .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 281 | صحیح مسلم، رقم 534 | ترمذی، رقم 3517
نسائی، رقم 2437 | ابن ماجه، رقم 280 | دارمی، رقم 653

"ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
پاکیزگی نصف ایمان ہے۔"

تشریح:

1: یہ حدیث تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ جامع ترمذی میں بھی ایک اور صحابی سے مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((اَلطَّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ .)) (ترمذی، رقم 3519)

"پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔"

2: اسلام میں طہارت اور پاکیزگی نہ صرف بعض عبادات ...... جیسے نماز، تلاوتِ قرآن اور خانہ کعبہ کا طواف وغیرہ ...... کے لیے شرط ہے بلکہ یہ دین میں بجائے خود مطلوب اور ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴾ (البقرہ: 222)

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اسی طرح مدینے کی ایک بستی قبا کے رہنے والوں کی تعریف میں قرآن کہتا ہے کہ:

﴿ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ﴾ (التوبۃ: 108)

Marfat.com

"اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں طہارت ونظافت اور پاکیزگی کی کتنی اہمیت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا، اُس کی خوشنودی اور اُس کے قرب کا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ صفائی سے انسانی صحت بھی اچھی رہتی ہے۔ ماحول صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوتا ہے۔ جراثیم کم ہونے سے لوگ بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رہتے ہیں۔

3: پہلی حدیث میں 'شَطْرُ' کا لفظ آیا ہے جس کے معنیٰ 'نصف' یا 'آدھے' کے ہیں۔ گویا دوسری حدیث نے پہلی حدیث کے اس لفظ کے معنیٰ بیان کردیے ہیں۔

4: یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر سلیم الفطرت انسان گندگی اور ناپاکی کو ناپسند کرتا ہے اور صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ یہی انسانی فطرت ہے اور چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لیے اس میں بھی حدث (ناپاکی) کو ناپسند اور طہارت (پاکیزگی) کو پسند کیا گیا ہے جب کہ آج دنیا میں جتنے الہامی مذاہب پائے جاتے ہیں اُن کی تعلیمات میں طہارت کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ اس کے علاوہ آج کے سائنسی ترقی کے دور کا جدید انسان بھی عقلی طور پر اسلام کے تصورِ طہارت سے بہت دور اور پست ہے۔

5: اسلامی شریعت میں طہارت وپاکیزگی کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم حدث (ناپاکی) سے طہارت حاصل کرنا ہے۔ اس میں وہ حالتیں شامل ہیں جن کے بعد غسل یا وضو فرض ہوجاتا ہے یا واجب اور مستحب۔ پھر یہ غسل یا وضو یا دونوں کے ذریعے شرعی طہارت وپاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔

دوسری قسم ظاہری گندگی اور نجاست سے جسم کو، یا اپنے لباس کو، یا جگہ کو پاک کرنا ہے۔

تیسری قسم میں جسم کے بعض حصوں میں جو میل کچیل یا گندگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں اُن سے جسم کو پاک صاف اور ستھرا رکھنا ہے۔ جیسے دانتوں کی صفائی، ناک کے اندر کی صفائی، ناخن کاٹنا، بغل اور زیرناف بالوں کی صفائی وغیرہ۔ چوتھی قسم میں گلی کوچوں، عام راستوں اور سڑکوں کی صفائی شامل ہے۔ ایسی جگہوں پر گندگی پھیلانا، راستوں میں یا درختوں کے سائے میں پیشاب یا پاخانہ کرنا منع ہے۔

6: بعض محقق علماء طہارت وپاکیزگی کے نصف ایمان ہونے کا مطلب یہ بھی لیتے ہیں کہ اس سے مراد ایمان کا ایک اہم اور ضروری حصہ ہے خواہ وہ آدھا ہو یا کم وبیش ہو۔

Marfat.com

2: پانی میں پیشاب نہ کرنا

2...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ، ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 474	صحیح بخاری، رقم 239
صحیح مسلم، رقم 658	ابوداؤد، رقم 69
ترمذی، رقم 68	نسائی، رقم 221
دارمی، رقم 730	مسند احمد، رقم 8539

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں جو بہتا نہ ہو، پیشاب نہ کرے اور نہ اُس میں پیشاب کر کے غسل کرے۔''

تشریح:

اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ اگر کسی نے رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کر دیا ہو تو اس پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں ایسے شخص کو غسل نہیں کرنا چاہیے جس پر جنابت کی وجہ سے غسل واجب ہو۔

لیکن اوپر کی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ بہتے ہوئے جاری پانی میں پیشاب کرنا جائز ہے۔

ایسے مقام پر بہتر یہ ہے کہ کسی برتن میں پانی الگ سے لے لیا جائے اور کسی ایسی جگہ بیٹھ کر غسل کر لیا جائے جہاں سے استعمال شدہ پانی اس جمع شدہ پانی میں گرنے نہ پائے۔

البتہ اگر کسی نے جاری پانی جیسے دریا، نہر وغیرہ میں پیشاب کر دیا تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

Marfat.com

3: جس برتن میں کتا منہ ڈالے اُسے سات مرتبہ دھونا

3...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ، فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 490	
صحیح بخاری، رقم 172	صحیح مسلم، رقم 651,652
نسائی، رقم 63	ابوداؤد، رقم 71
ابن ماجه، رقم 364	اللؤلؤ والمرجان، رقم 160
صحیفه همام بن منبه، رقم 36	

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کسی شخص کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پی لے تو اس برتن کو سات دفعہ دھولو۔‘‘

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اُسے سات مرتبہ پانی سے دھولیا جائے تو وہ برتن پاک ہوجاتا ہے۔

اگر اُس برتن میں کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اُسے ضائع کر دینا چاہیے کیونکہ وہ ناپاک ہوچکی ہے۔ اس کے بعد برتن کو سات مرتبہ پانی سے دھولینا چاہیے۔

بات یہ ہے کہ کتے کے منہ میں انتہائی مہلک جراثیم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے جھوٹے کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا گیا۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس برتن کو آٹھویں دفعہ مٹی سے رگڑ کر صاف کیا جائے:...... ’’وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ فِی التُّرَابِ . ‘‘(صحیح مسلم، رقم 653)

’’اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے رگڑ کر اُسے صاف کرلو۔‘‘

لیکن بعض فقہاء کے نزدیک ایسے برتن کو دو یا تین مرتبہ دھولینا بھی کافی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

4: مسواک کرنا

4...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ .))

مشکوٰۃ المصابیح ، رقم 376	صحیح بخاری ، رقم 887
صحیح مسلم ، رقم 589	ابوداؤد ، رقم 46
ترمذی ، رقم 22	ابن ماجه ، رقم 287
اللؤلؤ والمرجان ، رقم 142	

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن کو یہ حکم دیتا کہ وہ عشا کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے موقع پر مسواک کریں۔''

تشریح:

1: مسواک کی فضیلت اور تاکید کئی حدیثوں سے ثابت ہے۔

2: دینی لحاظ سے مسواک کی بہت اہمیت ہے اور طبی اعتبار سے بھی اس کا مفید ہونا سب کو معلوم ہے۔

3: مسواک کرنا سنت ہے بلکہ سنت انبیاء ہے۔

4: بعض روایات میں 'عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ' (ہر نماز کے وقت) کی بجائے 'عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ' (ہر وضو کے وقت) کے الفاظ بھی آئے ہیں اور دونوں کا مطلب قریباً ایک ہی ہے۔

5: سو کر اُٹھنے اور سفر سے واپسی پر مسواک کرنی مسنون ہے۔

6: آج کل ٹوتھ پیسٹ کا استعمال بھی چونکہ مسواک کے قائم مقام ہے اس لیے یہ بھی جائز ہے اگرچہ سنت مسواک کرنا ہی ہے۔

7: مسواک کے حوالے سے ایک اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ .))

(نسائی، رقم 5، دارمی، رقم 684، مسند احمد 24707، مشکوٰۃ المصابیح، رقم 381)

''مسواک منہ کو صاف کرتی اور ربّ کی رضامندی دلاتی ہے۔''

گویا مسواک سے منہ کی صفائی اور جسمانی صحت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور دینی اور روحانی لحاظ سے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔

8: اس حدیث میں دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ اگر امت کے لیے مشکل اور دشواری نہ ہوتی تو عشا کی نماز دیر سے یعنی ایک تہائی 1/3 رات گزر جانے کے بعد پڑھنے کا حکم دیا جاتا کیونکہ عشا کی نماز کا افضل وقت یہی ہے لیکن لوگوں کو تنگی اور مشقت سے بچانے اور ان کی آسانی اور سہولت کی خاطر اس وقت سے پہلے بھی نماز عشا پڑھنے کی اجازت ہے۔

9: یاد رہے کہ عشا کی نماز کا فرض ہونا امت مسلمہ کا امتیاز ہے کسی اور امت میں یہ نماز فرض نہ تھی۔

Marfat.com

5: حیض کے بارے میں حکم

5...... ((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ كَانُوْا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى:
﴿ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ﴾ الآية، (البقرہ:222)
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ، فَقَالُوْا: مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْيَهُوْدَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمَا، فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 545 صحیح مسلم، رقم 694
أبوداؤد، رقم 258 ترمذی، رقم 2977
نسائی، رقم 288 دارمی، رقم 1053
مسند احمد، رقم 12379

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کی کسی عورت کو حیض آجاتا تو نہ وہ اُس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ اُنہیں اپنے گھر میں رکھتے۔ صحابہ کرام نے جب نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ﴾ (البقرہ:222)

''اور وہ حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جماع کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو۔''

جب یہ بات یہودیوں کو بھی معلوم ہوگئی تو انہوں نے کہا:

Marfat.com

"یہ آدمی (نبی ﷺ) ہمارے ہر معاملے میں مخالفت پر تلا ہوا ہے۔"

چنانچہ اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یہودی تو یوں کہتے ہیں لیکن کیا ہم اپنی بیویوں سے حیض کی حالت میں جماع نہ کر لیا کریں۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ ہم نے سمجھا آپ ﷺ ہم دونوں سے ناراض ہو گئے ہیں۔

پھر وہ وہاں سے چل دیے۔ اتنے میں کسی نے نبی ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ بھیجا لیکن وہ دودھ حضور ﷺ نے کسی آدمی کے ذریعے اپنے ان دو صحابہ کے پیچھے بھیج دیا اور اُن کو پلا دیا گیا جس کے بعد ان صحابہ نے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ اُن سے ناراض نہیں ہیں۔"

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا منع ہے لیکن بوس و کنار جائز ہے۔

2: عربی زبان میں 'نکاح' کے لفظی معنی 'جماع' کے ہیں۔ اس حدیث میں یہ لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

3: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے ہاں حیض کی حالت میں نہ تو بیویوں کے ساتھ مل کر اکٹھے کھانا کھایا جاتا اور نہ ان کو گھر میں رکھا جاتا بلکہ اچھوت بنا کر الگ رہنے دیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام میں ان خاص دنوں میں بیوی سے جماع کے سوا کسی قسم کی کوئی اور پابندی نہیں۔

4: اس حدیث میں قرآنِ مجید کی جس آیت کی طرف اشارہ ہے وہ پوری آیت یہ ہے:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (البقرہ: 222)

"(اے نبی ﷺ)! اور وہ حیض کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں۔ آپ ﷺ کہہ دیں "وہ ایک گندگی ہے لہٰذا اس میں بیویوں سے الگ رہو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں اُن کے قریب نہ جاؤ۔ پھر جب وہ پاک صاف ہو جائیں تو اس طریقے سے ان کے

Marfat.com

پاس جاؤ جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔ اور یاد رکھو اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

5: اس حدیث نے قرآن کے ایک حکم کی تشریح کردی ہے کہ حیض کی حالت میں بیویوں سے الگ رہنے کا کیا مفہوم ہے اور اس کی حد بندی کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث قرآن کے کسی حکم کی تحدید (Limitation) اور تعیین کرسکتی ہے۔

6: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ بڑی شفقت کے ساتھ اپنے صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت فرماتے تھے۔

7: حیض کے بارے میں چند مزید احکام یہ ہیں:

(1) چونکہ حیض آنے کی عمر کا کسی حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے اس لیے اس بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے۔ حنفی فقہ میں اس کے لیے کم سے کم عمر سات (7) سال اور زیادہ سے زیادہ عمر پچپن (55) برس ہے۔

(۲) حیض کی مدت کے بارے میں بھی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے اس لیے اس بارے میں بھی اختلاف ہے۔ حنفی فقہ میں حیض کی مدت کم سے کم تین (3) دن اور زیادہ سے زیادہ دس (10) دن ہے۔ اسی طرح نفاس کے لیے ان کے ہاں کم سے کم مدت کوئی نہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس (40) دن ہے۔

(۳) حیض ونفاس کی حالت میں وہ تمام کام ناجائز ہیں جو جنابت کی حالت میں ناجائز ہوتے ہیں جیسے:

نماز پڑھنا

روزہ رکھنا

جماع کرنا

مسجد میں ٹھہرنا

قرآن پاک کی تلاوت کرنا

قرآنِ پاک کو چھونا (اِس بارے میں سوائے ظاہریہ کے سب کا اتفاق ہے۔)

Marfat.com

6: استحاضہ کے بارے میں حکم

6...... ((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِی حُبَيْشٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّی امْرَءَةٌ اُسْتَحَاضُ، فَلَا اَطْهُرُ، اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، اِنَّمَا ذَالِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِی الصَّلَاةَ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِی عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّی.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 557	صحیح بخاری، رقم 228	صحیح مسلم، رقم 753
ابوداؤد، رقم 282	نسائی، رقم 359	ابن ماجه، رقم 621
دارمی، رقم 774	اللؤلؤ والمرجان، رقم 190	

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں استحاضہ کی مریضہ ہوں۔ میں پاک صاف نہیں رہتی۔ کیا میں اس دوران میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

ہرگز نہیں، وہ تو کسی رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔ جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کر لیا کرو اور پھر نماز پڑھا کرو۔''

تشریح:

اگر بیماری یا کسی اور وجہ سے عورت کو بے وقت خون آئے یا حیض کے دن گزر جانے کے بعد بھی خون جاری رہے تو اُسے استحاضہ کہتے ہیں۔

استحاضہ کے بارے میں درج ذیل احکام ہیں:

1: اس حالت میں عورت وہ تمام کام کر سکتی ہے جو حیض کی حالت میں ناجائز ہوتے ہیں جیسے نماز، روزہ اور قرآن کی تلاوت وغیرہ۔

2: جمہور کے نزدیک اس حالت میں عورت سے جماع جائز ہے۔ البتہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

3: اس حالت میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرے۔

Marfat.com

7: وضو کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں

7...... ((عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 284　صحیح مسلم، رقم 578　مسند احمد، رقم 476

''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ اُس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔''

تشریح:

1: وضو کا حکم اور اس کا فرض ہونا قرآن، سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

2: وضو کا طریقہ قرآن میں بھی بیان ہوا ہے (دیکھئے تشریح حدیث 8) اور کئی احادیث میں بھی اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

وضو کے طریقے کی ایک حدیث یہ ہے:

((دَعَا عُثْمَانُ بِوَضُوْءٍ، فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ اِنَائِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ادْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْوُضُوْءِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ، ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَءَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا . . .))

(صحیح بخاری، رقم 164، صحیح مسلم، رقم 539)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ آپ نے پہلے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اور تین بار کلی کی، ناک صاف کی اور چہرہ دھویا۔ پھر تین بار کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر سر (اور کانوں کا) مسح کیا۔ پھر تین تین بار دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔ پھر فرمایا: میں نے

Marfat.com

نبی ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔"

3: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اس میں اس کے تمام آداب و شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے تو نہ صرف اس کے وضو دھونے کے تمام اعضاء سے بلکہ ناخنوں سمیت پورے جسم سے گناہوں کی ناپاکی دور ہو جاتی ہے۔ گویا اُسے ظاہری پاکیزگی کے ساتھ ساتھ باطنی پاکیزگی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور جسم پاک صاف ہونے کے علاوہ اُس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

8: وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

8...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
لا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی يَتَوَضَّاَ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 300 صحیح بخاری، رقم 135
صحیح مسلم، رقم 537 ابوداؤد، رقم 60
ترمذی، رقم 76 اللؤلؤ والمرجان، رقم 134

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس شخص کا وضو نہ رہے تو جب تک وہ دوبارہ وضو نہ کرلے اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اُسے پہلے وضو کرلینا چاہیے کیونکہ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

یہی مضمون قرآنِ مجید میں اس طرح بیان ہوا ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾ (المائدہ:6)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو، اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے لیے وضو ضروری ہے، ورنہ نماز درست نہیں ہوتی اور جو نماز درست نہ ہو اُسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

اگر نماز کے دوران میں وضو باقی نہ رہے تو نماز چھوڑ کر وضو کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔

Marfat.com

9: موزوں پر مسح کرنا

9...... ((عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ، فَقَالَ:
جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَیَوْمًا وَّلَیْلَةً لِّلْمُقِیْمِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 517 صحیح مسلم، رقم 639 نسائی، رقم 128
ابن ماجه، رقم 552 دارمی، رقم 714 مسند احمد، رقم 748

''شریح بن ہانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کی مدت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات کی مدت مقرر فرمائی ہے۔''

تشریح:

1: چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا سنت ثابتہ ہے۔ اس کے جائز ہونے پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ البتہ شیعہ اور خوارج اس کے قائل نہیں ہیں۔

2: محدثین کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا تواتر (تواتر معنوی) سے ثابت ہے۔ عشرہ مبشرہ سمیت اسّی (80) صحابہ کرام نے موزوں پر مسح سے متعلق روایات بیان کی ہیں۔

3: جرابوں پر مسح کرنا بھی جائز ہے۔

4: موزوں اور جرابوں پر مسح کے لیے شرط یہ ہے کہ یہ صرف اس حالت میں جائز ہے جب کوئی شخص اُسے پہنے تو باوضو ہو۔

5: مسح پاؤں کے اوپر کے حصے پر کرنا چاہیے۔ پاؤں کے نیچے مسح کرنا بالکل جائز نہیں۔

6: موزوں اور جرابوں پر مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات (چوبیس 24 گھنٹے) اور مسافر کے لیے تین دن رات (بہتر 72 گھنٹے) ہے۔

7: مسح کی مدت ختم ہونے، جنابت لاحق ہونے یا موزے جرابیں اُتار دینے سے مسح ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

10: جماع کرنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے

10...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 430	صحیح بخاری، رقم 291
صحیح مسلم، رقم 783	نسائی، رقم 191
ابن ماجه، رقم 610	دارمی، رقم 761
مسند احمد، رقم 8557	اللؤلؤ والمرجان، رقم 199

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے چار جوڑوں کے درمیان بیٹھے اور اُس سے جماع کی کوشش کرے تو (دونوں پر) غسل واجب ہوجاتا ہے خواہ منی نہ نکلے۔"

تشریح:

اس حدیث میں جماع سے غسل واجب اور فرض ہونے کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ حیض ونفاس اور احتلام کے بعد بھی غسل کرنا واجب اور فرض ہوتا ہے۔

ان حالتوں میں غسل واجب ہونے کی حکمت یہ ہے کہ ان کے نتیجے میں ایک خاص قسم کی باطنی کدورت اور انقباض پیدا ہوجاتا ہے جس کو دور کرنے کے لیے اسلام میں غسل کا حکم ہے تاکہ عبادت جیسے پاکیزہ کام کے لیے پاک صاف جسم ہو اور روح میں خوشگواری اور نشاط ہو۔

Marfat.com

11: غسل کا حکم

11...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَّغْتَسِلَ فِیْ کُلِّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ یَوْمًا، یَغْسِلُ فِیْهِ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 539 صحیح بخاری، رقم 897 صحیح مسلم، رقم 1963
مسند احمد، رقم 8484 اللؤلؤ والمرجان، رقم 492

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ہفتے میں ایک دن غسل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے جس میں وہ اپنا سر اور جسم اچھی طرح دھو لے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں ہفتہ وار یعنی ہر جمعے کو غسل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر بعض دوسری احادیث کی روشنی میں جمعے کا غسل فرض نہیں ہے بلکہ سنت یا مستحب ہے۔

2: جن حالتوں میں غسل فرض ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں:

(1) جماع کرنے سے

(2) احتلام ہونے سے

(3) حیض ختم ہونے پر

(4) نفاس کے بعد

3: جن موقعوں میں غسل کرنا سنت یا مستحب ہے وہ یہ ہیں:

(1) جمعے کے دن

(2) عید کے دن

(3) احرام باندھتے وقت

(4) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت

Marfat.com

12: تیمّم کرنا

12...... ((عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طُهُوْرًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 526 صحیح مسلم، رقم 1165

مسند احمد، رقم 23640

''حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں دوسری اُمتوں پر تین چیزوں میں فضیلت حاصل ہے۔ ایک ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی ہیں۔ دوسری ساری زمین ہمارے لیے سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے اور تیسری یہ کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں زمین کی مٹی کو ہمارے لیے طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں تین باتوں کا ذکر ہے:

ایک یہ کہ ہماری نمازوں کی صف بندی فرشتوں کی صف بندی کے مشابہ ہے۔

دوسری یہ کہ ہم زمین کے کسی بھی حصے اور جگہ میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

تیسری یہ کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں ہمیں تیمّم کی اجازت ہے۔

2: ''تیمّم'' کے لفظی معنی ''ارادہ کرنے'' کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیرنے کو تیمّم کہا جاتا ہے۔

3: تیمّم کا جائز ہونا قرآن، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

4: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ﴾ (المائدہ:6)

Marfat.com

''اور اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت سے ہو کر آئے، یا تم نے بیوی سے صحبت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔''

یاد رہے کہ تیمّم کے بارے میں ایک اور آیت (النساء: 43) بھی قرآنِ مجید میں موجود ہے۔

5: اس پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے کہ بعض خاص حالات میں وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا بالکل جائز ہے۔ اس صورت میں تیمّم دونوں کا قائم مقام ہے، وضو کا بھی اور غسل کا بھی۔ گویا جو کام وضو اور غسل سے جائز ہیں وہی کام تیمّم سے بھی جائز ہو جاتے ہیں۔

6: درج ذیل صورتوں میں تیمّم کرلینا جائز ہے:

(1) جب پانی موجود نہ ہو، یا وضو اور غسل کے لیے ناکافی ہو۔

(2) جب کوئی شخص بیمار ہو، یا اس کے جسم پر کوئی زخم ہو اور پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھ جانے کا یا دیر سے صحت یاب ہونے کا اندیشہ ہو۔

(3) پانی قریب ہو مگر اُس کے لانے میں جان، مال یا عزت وآبرو کو نقصان پہنچے، یا قافلے کے ساتھیوں یا سواری کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو، یا راستے میں دشمن رکاوٹ ہو، یا قید کی حالت ہو، یا کنویں سے پانی نکالنے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو...... تو ان تمام صورتوں میں بھی تیمم جائز ہے۔

(4) پانی موجود ہو، لیکن اس کے فوراً بعد پینے کے لیے، یا کھانا پکانے کے لیے، یا ناپاکی دور کرنے کے لیے اس کی ضرورت پیش آسکتی ہو اور پھر پانی کے ختم ہو جانے کا امکان ہو تو ان تمام صورتوں میں بھی تیمّم جائز ہے۔

7: تیمّم کرنے کے دو طریقے ہیں:

ایک یہ کہ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے۔ پھر ایک ہی مرتبہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا جائے اور ان پر پھونک ماری جائے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر اور پھر ان کو اپنی دونوں کلائیوں تک پھیرا جائے۔

تیمّم کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا جائے۔ ان پر پھونک ماری جائے اور ان دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا جائے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا جائے، اُن پر پھونک ماری جائے اور ان کو اپنی کہنیوں تک ہاتھوں پر پھیر لیا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مار کر تیمّم کرنے والوں کا مسلک روایت کے لحاظ سے زیادہ

Marfat.com

صحیح ہے اور دو مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مار کر تیمّم کرنے والوں کا مسلک ''قیاس'' کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

8: تیمّم ختم ہو جاتا ہے:

(1) جب وضو ٹوٹ جائے۔

(2) پانی نہ ملنے والے کو جب پانی حاصل ہو جائے۔

(3) بیماری یا کسی اور عذر والے کا جب عذر ختم ہو جائے۔

9: تیمّم صرف ہماری امت مسلمہ کے لیے جائز ہے پہلے امتوں کے لیے تیمّم جائز نہ تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے یہ ایک رحمت اور رخصت ہے۔

Marfat.com

باب 2......نماز

13: نماز سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

13...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا، هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ؟ قَالُوْا: لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ. قَالَ: فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 565 صحیح بخاری، رقم 528 صحیح مسلم، رقم 1522
ترمذی، رقم 2868 نسائی، رقم 462 دارمی، رقم 1183
اللؤلؤ والمرجان، رقم 389

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو، اگر تم میں سے کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی نہ رہے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطائیں اور گناہ مٹا دیتا ہے۔"

تشریح:

1: نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہ وہ ستون ہے جس کے بغیر اسلام کی عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی۔ نماز سب سے بڑی عبادت ہے جو پہلی اُمتوں پر بھی فرض تھی، قرآنِ مجید میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

2: آخرت میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھ ہوگی۔

3: نماز کے فرض ہونے پر اجماعِ امت ہے۔

4: اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا اسلام کے دائرے سے باہر نکل

Marfat.com

جاتا ہے۔

5: نماز ہر عاقل و بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے۔

6: فرض نمازوں کی تعداد پانچ (5) ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا۔

7: اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص بھول جائے یا سو جائے اور فرض نماز کا وقت ختم ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ بعد میں اس کی قضا پڑھے۔

8: نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس بات کو اس حدیث میں ایک مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ جس طرح کوئی شخص اپنے گھر کے سامنے نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ نہالے تو اُس کے بدن پر میل کچیل باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح جو شخص نماز پڑھتا ہے اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ صحیح طریقے سے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ بھی اسی طرح دُھل جاتے ہیں۔ گویا وہ ایک گندہ کپڑا تھا جو دریا کی موجوں میں پڑ کر پاک صاف ہو گیا یا یوں کہیے کہ انسان کی روح کو اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کے انوار کی موجیں پاکیزہ بنا دیتی ہیں۔

9: کسی بات کو مثال کے ذریعے سمجھانا قرآن و حدیث دونوں کی خصوصیت ہے۔

10: نماز کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث میں ہے کہ یہ دو نمازوں کے درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔

11: نماز کی اہمیت کے بارے میں آخر میں یہ حدیث بھی ملاحظہ کیجیے:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلصَّلَاۃُ لِوَقْتِھَا. قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَیْنِ. قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ.)) (صحیح بخاری، رقم 527، صحیح مسلم، رقم 254)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ کی خدمت کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“

اس حدیث میں وقت پر نماز پڑھنے کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل بتایا گیا ہے۔

Marfat.com

14: سات سال کے بچوں کے لیے نماز کا حکم

14...... ((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِى الْمَضَاجِعِ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم: 572 ابواداؤد، رقم 495

ترمذی، رقم 407

''عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بچے سات (7) برس کے ہو جائیں تو اُن کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ پھر جب وہ دس (10) سال کے ہو جائیں تو نماز میں کوتاہی پر اُن کو سزا دو اور اُن کے بستر الگ کر دو۔''

تشریح:

اس حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1: سات سال کی عمر میں بچہ کچھ سمجھ دار ہو جاتا ہے اس لیے اُسے دین کی ترغیب دی جائے گی اور نماز کا پابند کیا جائے گا۔

2: دس سال کی عمر میں بچہ زیادہ سمجھ دار ہوتا ہے۔ وہ بالغ ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ اُس وقت نماز کے بارے میں اُس پر سختی کی جائے۔

3: اس عمر میں بچہ اگر نماز میں کوتاہی کرے تو اُسے مناسب ڈانٹ ڈپٹ اور ہلکی سزا دی جائے۔

4: اسی عمر کے بچوں کو بڑوں کی طرح الگ سلایا جائے۔ ایک ساتھ ایک بستر پر نہ سلایا جائے۔

5: دس برس سے کم عمر کے بچے ایک ساتھ سلائے جا سکتے ہیں۔

6: بچے اور بچی دونوں کے بارے میں ایک ہی حکم ہے۔

Marfat.com

7: اس صحیح حدیث سے اسلام میں جبری لازمی تعلیم (Compulsory Education) کا جواز نکلتا ہے کیونکہ نماز ایک ایسی تعلیم ہے جو والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے۔

8: جو والدین اپنی اولاد کو اُن کی تعلیم کا حق نہیں دیتے اور اپنے اس فریضے میں کوتاہی کرتے ہیں اُن سے آخرت میں اس بارے میں باز پرس ہوگی۔

Marfat.com

15: نمازوں کے اوقات

15...... ((عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: وَقْتُ الظُّھْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 681 — صحیح مسلم، رقم 1388 — ابوداؤد، رقم 396
نسائی، رقم 522 — مسند احمد، رقم 6993

”عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہو جاتا ہے اور آدمی کا سایہ اُس کے قد کے برابر ہو جانے اور عصر کا وقت نہ ہونے تک رہتا ہے۔ عصر کی نماز کا وقت سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔ مغرب کی نماز کا وقت شفق (سورج ڈوب جانے کے بعد اُفق پر جو سرخی ہوتی ہے) کے رہنے تک ہے۔ عشا کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔ فجر کی نماز کا وقت فجر کے طلوع سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے تک ہے۔ پھر جب سورج نکلنے لگے تو نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔“

تشریح:

1: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اور ان کے اوقات کے بارے میں قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات میں اشارات موجود ہیں:

(1) ﴿ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ ﴾ (ھود:114)

”اور نماز قائم کیجیے، دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے کچھ حصے میں۔ بے شک نیکیاں

Marfat.com

برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔“

(2) ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: 78)

”(اے نبی ﷺ)! نماز قائم کیجیے سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کے وقت بھی۔ بے شک فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“

(3) ﴿وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى﴾ (طٰهٰ: 130)

”اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے سورج نکلنے سے پہلے، سورج ڈوبنے سے پہلے، رات کی گھڑیوں میں بھی اور دن کے کناروں پر بھی، تاکہ آپ ﷺ کو اتنا اجر دیا جائے کہ آپ ﷺ خوش ہو جائیں۔“

یاد رہے کہ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں بھی وقت کے ساتھ تسبیح کرنے کا حکم ہے اُس سے مراد نماز ہے کیونکہ ویسے تسبیح کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے

2: نمازوں کے اوقات کے حوالے سے درج ذیل معتبر حدیث نہایت اہم ہے:

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا: ”آئیے نماز پڑھیے۔“ تو ظہر کی نماز آپ ﷺ نے اُس وقت پڑھی جب سورج زوال کے بعد ذرا ڈھل گیا۔ پھر عصر کے وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ سے کہا: ”اُٹھیے نماز پڑھیے۔“ تو عصر کی نماز آپ ﷺ نے اُس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ پھر مغرب کے وقت آئے اور کہا: ”اُٹھیے نماز پڑھیے۔“ تو مغرب کی نماز آپ ﷺ نے اُس وقت پڑھی جب سورج ڈوب گیا۔ پھر عشا کے وقت آئے اور کہا: ”اُٹھیے نماز پڑھیے۔“ تو عشا کی نماز حضور ﷺ نے اُس وقت پڑھی جب شفق کی سرخی غائب ہو گئی۔ پھر صبح کے وقت اس وقت آئے جب کہ فجر ظاہر ہوئی۔“

”پھر دوسرے دن ظہر کے وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور نبی ﷺ سے کہا: ”اُٹھیے نماز پڑھیے۔“ تو ظہر کی نماز آپ ﷺ نے اُس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ پھر عصر کے وقت آئے اور کہا: ”اُٹھیے نماز پڑھیے۔“ تو عصر کی نماز آپ ﷺ نے اُس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس سے دُگنا

Marfat.com

ہوگیا۔ پھر مغرب کے وقت اسی وقت آئے جب پہلے دن آئے تھے۔ پھر عشا کے وقت آئے اور اس وقت نماز پڑھی جب آدھی یا ایک تہائی رات گزر چکی تھی۔ پھر جب صبح کی روشنی خوب پھیل گئی، اُس وقت آئے اور کہا: ''اُٹھیے نماز پڑھیے۔'' تو فجر کی نماز پڑھی۔''

''اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہر نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان میں ہے۔''

(نسائی، رقم 527، ابوداؤد، رقم 393، ترمذی، رقم 149، مسند احمد، رقم 3081)

یاد رہے اس حدیث میں ہر نماز کا اوّل اور آخر وقت بیان ہوا ہے۔

3: اس حدیث کے آخر میں جو یہ آیا ہے کہ:

''پھر جب سورج نکلنے لگے تو نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔''

تو یہی مضمون ایک اور حدیث میں سورج ڈوبنے کے وقت کے لیے بھی آیا ہے۔ اور ان دونوں جگہوں پر اس تشبیہ کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے وقت کی نماز میں خشوع وخضوع بالکل نہیں ہوتا۔ صرف ٹکریں ماری جاری ہیں اور شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تمہاری نماز قبول نہیں ہوئی۔ کبھی کہتا ہے قبول ہوگئی۔ اس کے ان وسوسوں کے اثر سے انسان کا ذہن پریشان اور منتشر ہوجاتا ہے۔

4: غور کیا جائے تو نمازوں کے اوقات میں زبردست حکمت پائی جاتی ہے۔ ان میں جہاں ایک طرف لوگوں کی سہولت اور آسانی پیش نظر رکھی گئی ہے وہاں دن رات کے چوبیس گھنٹوں کے تمام اہم اوقات کو ذکر وتسبیح کے لیے سمیٹ لیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے نمازوں کے اوقات بالکل فطری ہیں۔

5: یاد رہے کہ نمازوں کے اوقات سورج کے حوالے سے رکھے گئے ہیں، جب کہ اسلام میں مہینے اور سال کا کیلنڈر چاند کے مطابق رکھا گیا ہے۔

6: اس حدیث سے یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ وہ قرآن کی تشریح کرتی ہے۔ ورنہ حدیث کے بغیر قرآنِ مجید سے پانچ نمازوں کا واضح ثبوت نہیں ملتا محض اشارات ملتے ہیں لیکن حدیث سے نمازوں کی تعداد، ان کی رکعات اور پڑھنے کا طریقہ بھی معلوم ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

16: نماز کے ممنوع اوقات

16...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا ، وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ ، وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ ، وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا ، فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1039 — صحیح بخاری، رقم 3273, 3272

صحیح مسلم، رقم 1926,1925,1924 — نسائی، رقم 571,570

اللؤلؤ والمرجان، رقم 476,475

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نماز نہ پڑھے جب سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوجائے تو اُس وقت نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر ظاہر ہوجائے۔ اسی طرح جب سورج کا کنارہ ڈوبنے لگے تو اُس وقت نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ اچھی طرح غروب ہوجائے۔ سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت کوئی نماز ادا نہ کرو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث سے دو وقتوں میں ہر قسم کی نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے:

(1) سورج نکلتے وقت

(2) سورج ڈوبتے وقت

2: لیکن ایک اور صحیح حدیث میں ایک تیسرے وقت نصف النہار یعنی سورج کے زوال کے وقت بھی نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ ، اَوْ اَنْ نَقْبِرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا: حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ ، وَحِيْنَ

Marfat.com

يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ، وَحِيْنَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ.))

(صحیح مسلم، رقم 1929، نسائی، رقم 561)

''حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھنے اور میت کو دفن کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک جب سورج نکل رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جب وہ نصف النہار پر ہو اور تیسرے جب وہ غروب ہونے کے لیے جھکے یہاں تک کہ ڈوب جائے۔''

3: جمہور فقہا کے نزدیک ان تینوں اوقات میں کوئی بھی نماز پڑھنا منع ہے۔

(1) سورج نکلتے وقت

(2) سورج غروب ہوتے وقت

(3) نصف النہار یعنی زوال کے وقت

4: فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نفل نماز پڑھنی منع ہے لیکن ان اوقات میں فرض نماز کی قضا پڑھی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

17: نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی فضیلت

17...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَةٌ بِالنَّهَارِ، وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ، فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ، کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ، وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 626 — صحیح بخاری، رقم 555, 7486
صحیح مسلم، رقم 1432 — نسائی، رقم 485
اللؤلؤ والمرجان، رقم 367

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ فرشتوں کے یہ دونوں گروہ فجر اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو رات بھر تمہارے ساتھ رہے تھے جب واپس آسمان پر جاتے ہیں تو ان سے تمہارا ربّ پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تھا...... حالاں کہ وہ خود اپنے بندوں کے حالات کو فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے...... تو وہ جواب دیتے ہیں: ہم جب اُن کے پاس سے آئے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم اُن کے پاس گئے تھے تو وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔"

تشریح:

1: یہ حدیث قدسی ہے۔

2: اس حدیث سے فجر اور عصر کی نمازوں کی خاص فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان دونوں نمازوں کے اوقات میں ان فرشتوں کی آمد و رفت اور باہمی ملاقات ہوتی ہے جو انسانوں کے اچھے اور برے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں اور جن کو اصطلاح میں "کِرَامًا کَاتِبِیْنَ" کہا جاتا ہے۔

3: مذکورہ فرشتے قیامت کے دن انسانی اعمال کی گواہی دیں گے اور ہر شخص کا نامۂ اعمال پیش کر دیں گے۔

4: خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو فجر اور عصر کی نماز بھی بروقت ادا کرتے ہیں اور ان کی نماز کی گواہی فرشتے بھی دیں گے۔

Marfat.com

18: اذان کا حکم

18...... ((عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَلْقٰی اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ التَّاْذِیْنَ ھُوَ بِنَفْسِہٖ، فَقَالَ:
قُلْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 642 — صحیح مسلم، رقم 842 — ابوداؤد، رقم 503
نسائی، رقم 632 — ابن ماجہ، رقم 708

"ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان سکھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
کہو، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
پھر تم دوبارہ کہو: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کی طرف۔ آؤ نماز کی طرف۔ آؤ فلاح وکامیابی کی طرف۔ آؤ فلاح وکامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

تشریح:

1: اذان کے بارے میں قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات میں اشارہ موجود ہے:

Marfat.com

(1) ﴿وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾ (المائدة:58)

''اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اس کا مذاق اڑاتے اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔''

(2) جمعے کی نماز کے لیے اذان کا ذکر اس طرح آیا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ (الجمعہ: 9)

''اے ایمان والو! جب جمعے کے دن کی نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کی یاد کی طرف چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔''

2: ہجرت کے بعد جب مسجد نبوی ﷺ تعمیر ہوگئی تو اُس میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے لوگوں کو بلانے کی ضرورت محسوس کی گئی جس کے لیے نبی ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ صحابہ کرام کی طرف سے اس کام کے لیے کئی تجویزیں سامنے آئیں۔ یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص جھنڈا بلند کیا جایا کرے۔ یا کسی اونچی جگہ آگ روشن کردی جایا کرے۔ یا یہودیوں کی طرح اس کے لیے بگل بجایا جائے۔ یا عیسائیوں کی طرح گھنٹیاں اور ناقوس بجا دیا جائے۔ مگر نبی ﷺ کو ان میں سے کوئی تجویز بھی پسند نہ آئی۔ آپ ﷺ اس معاملے میں فکرمند تھے کہ ایک انصاری صحابی عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں پوری اذان سنائی گئی۔ انہوں نے اپنا یہ خواب حضور ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کو پسند فرمایا اور اس کی تحسین فرمائی۔ اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل ویسا ہی خواب دیکھا تھا۔

پھر نبی ﷺ نے اُسی صحابی عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم یہ اذان بلال رضی اللہ عنہ کو سکھا دو۔ اُن کی آواز بہت بلند ہے۔ وہ ہر نماز کے لیے یہی اذان دیا کریں۔ اس طرح اسلام میں اذان کا وہ نظام قائم ہوگیا جو اب امت مسلمہ کا ایک اہم شعار ہے۔

اذان کا یہ پس منظر ابو داؤد کی حدیث رقم: 498 میں بھی بیان ہوا ہے۔

3: احادیث میں اذان کہنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ

Marfat.com

اذان کی اور پہلی صف میں نماز کی کتنی فضیلت ہے تو اس کے لیے قرعہ اندازی کرنی پڑتی۔

(صحیح بخاری، رقم 615)

4: اس حدیث کی اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ چار چار دفعہ آئے ہیں لیکن ان کو دو دو دفعہ کہنا بھی بعض دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔

5: اذان میں جو کلمات دو دو دفعہ آتے ہیں، اقامت (تکبیر) میں اُن کو ایک ایک دفعہ کہنا بھی حدیث سے ثابت ہے۔ گویا اقامت میں یہ دونوں طریقے جائز اور مسنون ہیں۔

6: اس حدیث کے راوی حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان سکھانے کا یہ واقعہ شوال 8 ہجری کا ہے۔ یہ اُن طُلقاء میں سے تھے جن کو فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے عام معافی دے کر چھوڑ دیا تھا۔ بعد میں یہ مسلمان ہوگئے تھے۔ چونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اس لیے نبی ﷺ نے ان کو خود اُن کی درخواست پر خانہ کعبہ کی مسجد کا مؤذن مقرر فرما دیا تھا۔

Marfat.com

19: اذان کے بعد کی دُعا

19...... ((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ:
اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ، آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ،
وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ ــــ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 659 صحیح بخاری، رقم 614 ابوداؤد، رقم 529
نسائی، رقم 680 ابن ماجه، رقم 722

"جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے:
اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ، آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ،
وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ .

"اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے ربّ! تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اُن کو اُس مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔"
تو قیامت کے دن ایسے شخص کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔"

تشریح:

1: اس حدیث میں 'دعوتِ کامل' سے مراد توحید کی پکار ہے جو قیامت تک اذان کے ذریعے سے بلند ہوتی رہے گی۔

2: جب اذان ختم ہو جائے تو نبی ﷺ پر درود بھیجنا اور اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لیے 'وسیلہ' طلب کرنا چاہیے جس کے لیے اُوپر کی دعا کافی ہے۔

3: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص اذان سن کر مذکورہ دعا پڑھتا ہے قیامت کے دن اُس کے لیے میری شفاعت ضروری ہوگی۔

Marfat.com

20: مسجد بنانے کا ثواب

20...... ((عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا، بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 697 — صحیح بخاری، رقم 450
صحیح مسلم، رقم 1190 — ترمذی، رقم 318
نسائی، رقم 688 — ابن ماجہ، رقم 736
اللؤلؤ والمرجان، رقم 309

''عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کے لیے مسجد بناتا ہے تو اللہ اُس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

تشریح:

1: قرآنِ مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آخرت میں انسانوں کے تمام اچھے اور برے اعمال کی جزا وسزا اُن کے مناسب، حسب حال اور مشابہ دی جائے گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الطور: 16)

''بے شک یہ اُسی کا بدلہ ہے جو تم کرتے تھے۔''

2: مثال کے طور پر ''جو کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی ستر پوشی کرے گا۔'' (ترمذی، رقم 1930)

''جو خود حاجت مند ہونے کے باوجود کسی ننگے کو کپڑے پہنائے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں سبز جوڑا پہنائے گا۔'' (ترمذی، رقم 2449)

اسی طرح ''جو شخص بخل کرے گا قیامت کے دن اُس کا مال سانپ بن کر اُسے ڈسے گا۔''

(صحیح بخاری، رقم 1403)

Marfat.com

3: بالکل اسی طرح جو مسلمان کوئی مسجد تعمیر کرائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں شاندار محل تعمیر فرمائے گا۔ گویا عمارت کی تعمیر کا صلہ عمارت کی تعمیر کی صورت میں ملے گا۔

چنانچہ قرآن کا یہی اعلان ہے کہ:

﴿ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ (الرحمٰن: 60)

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہونا چاہیے۔''

Marfat.com

21: مسجدیں اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں ہیں

21...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 696 صحیح مسلم، رقم 1528

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ مقامات مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔''

تشریح:

1: اللہ تعالیٰ کو تمام دوسرے مقامات سے زیادہ مسجدیں اس لیے زیادہ پسند ہیں کیونکہ وہاں اس کا ذکر کثرت سے ہوتا ہے۔ اُس کی عبادت اور تسبیح وتحمید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مساجد کے بارے میں فرماتا ہے کہ:

﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ (الجن: 18)

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں، لہٰذا تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴾ (النور: 36)

''اُن (اللہ کے) گھروں میں، جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں (احترام کیا جائے) اور وہاں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور وہاں صبح وشام اللہ کی تسبیح ہوتی ہے۔''

2: مسجد تعمیر کرنے کا بہت ثواب ہے:

صحیح مسلم میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا، بَنَی اللّٰهُ لَهٗ فِی الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ.))

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، حدیث 1190)

Marfat.com

”جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں اُسی طرح کا گھر بنائے گا۔“

ایک متفق علیہ حدیث کے مطابق دنیا میں سب سے زیادہ عظمت واحترام والی مسجدیں تین ہیں:

1: مسجد حرام (خانہ کعبہ کی مسجد)

2: مسجد نبوی (مدینہ منورہ)

3: مسجد اقصیٰ (بیت المقدس کی مسجد)

ان تین مساجد کی طرف ثواب اور عبادت کی نیت اور ارادے سے سفر کرنا نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ اور مستحب ہے۔

اس کے علاوہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد، مسجد قبا (مدینہ) بھی بہت فضیلت رکھتی ہے۔ قرآنِ مجید کی سورت التوبہ آیت ۱۰۸ میں اس کا ذکر اس طرح ہے کہ ”اُس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔“

چنانچہ مسجد قبا میں دو رکعت نماز نفل پڑھنے سے عمرہ کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کے بغیر نماز پڑھنے کے ثواب سے زیادہ ہے۔

الحمد للہ، آج دنیا بھر میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں مساجد موجود ہیں۔ اسلام میں مسجد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مقام ہی نہیں بلکہ اس کی حیثیت ایک اجتماعی مرکز کی ہے۔ مسجد بیک وقت ایک عبادت گاہ ہے، مدرسہ ہے، تربیت گاہ ہے، دعوت وتبلیغ کا مرکز ہے، عدالت ہے، چھاؤنی ہے، پارلیمنٹ ہاؤس ہے، اور ایوانِ حکومت ہے۔

3: اسلام میں مسجد کے آداب درج ذیل ہیں:

(1) مسجد احترام اور پاکیزگی کا مقام ہے۔

(2) مسجد کو اللہ کے ذکر اور نماز سے آباد کرنا ضروری ہے۔

(3) مسجد کو پاک صاف رکھنا چاہیے۔ اس میں گندگی پھیلانا منع ہے۔

(4) مسجد میں خوشبو رکھنی چاہیے۔

(5) مسجد میں خرید وفروخت منع ہے۔

(6) مسجد میں شور وغل نہیں کرنا چاہیے۔

(7) مسجد میں روشنی کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو ہر وقت قرآن کی تلاوت کرنے میں آسانی رہے۔

(8) مسجد کے سامان کی حفاظت ضروری ہے۔

Marfat.com

(9) مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور یہ مسنون دُعا پڑھنی چاہیے:

"اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ."

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے!''

(10) مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے اور یہ مسنون دُعا پڑھنی چاہیے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ."

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔''

4: رہی یہ بات کہ بازاروں کو اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ جگہیں قرار دیا گیا ہے تو اس کا سبب ظاہر ہے کہ وہاں لوگ عام طور پر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کے ذکر سے غافل رہتے ہیں۔ دوسرے وہاں بہت سی اخلاقی برائیاں مثلاً جھوٹ، دھوکا فریب، وعدہ خلافی، ملاوٹ، بددیانتی، ہیرا پھیری، فضول خرچی، بے پردگی اور بے حیائی وغیرہ پائی جاتی ہیں۔

لیکن حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نیک اور متقی لوگوں کو بازار میں نہیں جانا چاہیے یا وہاں جانا تقوے کے خلاف ہے۔

خود رسول اللہ ﷺ بازاروں میں تشریف لے جاتے تھے۔ قرآنِ مجید میں اس کا ذکر موجود ہے:

﴿ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ﴾ (الفرقان: 7)

''اور وہ کہتے ہیں: یہ کیسا رسول ﷺ ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟''

حدیث کا حاصل صرف یہ ہے کہ ایک مسلمان کو مسجد سے زیادہ تعلق رکھنا چاہیے اور بازار میں صرف ضرورت کے تحت ہی جانا چاہیے۔ ؎

ہو اگر تجھ کو ضرورت تو تو بازار میں جا
جا کے بازار میں نہ کر تو ضرورت پیدا

بلکہ بعض لوگوں کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ بازار میں جا کر اپنا دین وایمان بھی بیچ ڈالتے ہیں۔ ؎

صبح ہوتے ہی نکل آتے ہیں بازار میں لوگ
گٹھڑیاں سر پہ اُٹھائے ہوئے ایمانوں کی

Marfat.com

22: مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں

22...... ((عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 703 — صحیح مسلم، رقم 1652 — ابوداؤد، رقم 465
نسائی، رقم 729 — ابن ماجہ، رقم 772

''ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.''

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.''

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔''

تشریح:

1: مسجد میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے اُس کی رحمت مانگنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے بندے کو دینی، روحانی اور آخرت کی نعمتیں حاصل ہوں۔

2: مسجد سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگنے کا مقصد یہ ہے کہ بندے کو دنیا کی نعمتیں جیسے رزق، اولاد، کاروبار میں برکت اور حلال روزی حاصل ہو۔

3: مسجد میں آتے اور جاتے وقت کی یہ دعائیں بندے کو غفلت سے بچاتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔

4: مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا چاہیے۔

Marfat.com

23: مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کی فضیلت

23...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ، اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 692	صحیح بخاری، رقم 1190
صحیح مسلم، رقم 3374	ترمذی، رقم 325
نسائی، رقم 694	ابن ماجه، رقم 1404
اللؤلؤ والمرجان، رقم 881	

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اِس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا، مسجد حرام (خانہ کعبہ کی مسجد) کے سوا دوسری تمام مساجد میں ہزار نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔"

تشریح:

1: مسجد نبوی ﷺ کو خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے بعد دنیا کی تمام مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رکھی تھی۔ جہاں ساری عمر آپ ﷺ نے نمازیں پڑھیں۔ جو حضور ﷺ کی دینی سرگرمیوں، تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کا مرکز تھی۔

2: مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز کا ثواب عام مسجدوں میں پڑھی جانے والی ایک ہزار نمازوں سے بڑھ کر ہے۔

3: اس حدیث میں خانہ کعبہ اور مسجد حرام میں پڑھی جانے والی ایک نماز کا ثواب عام مساجد میں پڑھی جانے والی کتنی نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اس بارے میں یہ حدیث خاموش ہے۔ مگر مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

((وَصَلَاةٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِیْ هٰذَا .))

"اور مسجد حرام کی ایک نماز میری اس مسجد (مسجد نبوی ﷺ) کی سو (100) نمازوں سے

Marfat.com

افضل ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب دوسری عام مساجد کی ایک لاکھ نمازوں کے ثواب سے بھی بڑھ کر ہے۔

4: مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلَاةً، لَا تَفُوْتُهُ صَلَاةٌ، كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ .))

''جس نے میری اس مسجد (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) میں لگاتار چالیس (40) نمازیں اس طرح پڑھیں کہ اُس کی ایک نماز بھی نہ چھوٹی تو اس کے لیے دوزخ سے، ہر عذاب سے اور نفاق سے نجات لکھ دی جائے گی۔''

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لگاتار چالیس (40) نمازیں پڑھنا اتنے بڑے اجر وثواب کا باعث ہے کہ ایسے شخص کے لیے منافقت سے، دوزخ سے اور ہر طرح کے عذاب سے چھٹکارا اور نجات ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَاهُ!

Marfat.com

24: تین مخصوص مساجد کی نیت سے سفر کرنا

24...... ((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی، وَمَسْجِدِیْ هٰذَا.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 693	صحیح بخاری، رقم 1197
صحیح مسلم، رقم 3384	ترمذی، رقم 326
نسائی، رقم 700	ابوداؤد، رقم 2033
ابن ماجه، رقم 1409	اللؤلؤ والمرجان 882

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں ...... مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اِس مسجد (مسجد نبوی) کے سوا کسی اور مسجد کے لیے سفر نہ کیا جائے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کے لیے خصوصی طور پر سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

2: جن تین مساجد کی طرف سفر کر کے جانا جائز اور باعث ثواب ہے وہ یہ ہیں:
پہلی خانہ کعبہ کی مسجد حرام جس میں نماز پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔
دوسری مسجد نبوی ﷺ جس میں نماز پڑھنے کا بہت اجر ہے۔
تیسری مسجد اقصیٰ جس میں نماز پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔
ان تینوں مساجد میں نماز کی فضیلت کا تفصیلی ذکر حدیث 23 میں گزر چکا ہے۔

3: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تین مذکورہ مساجد کے سوا دنیا کی دوسری تمام مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک جیسا ہے ان میں سے کسی کو بھی دوسری پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اس لیے مذکورہ تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد یا مزار کی طرف اس نیت سے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا زیادہ ثواب یا برکت حاصل ہوگی، ایک ناجائز اور غیر شرعی کام ہے۔

Marfat.com

4: لیکن اس حدیث سے مسجد قبا میں جا کر نفل نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ وہاں جانا اہل مدینہ کے لیے 'سفر' نہیں ہے۔

5: تجارت، علم حاصل کرنے یا کسی اور جائز کام کے لیے سفر کرنا بالکل درست ہے۔ اس حدیث سے ایسے سفروں کی ممانعت نہیں نکلتی۔

6: اس حدیث کے حوالے سے مشہور سعودی شہری بن لادن کے بارے میں یہ دلچسپ واقعہ مشہور ہے کہ وہ ایک زمانے میں ایک ہی دن میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے سفر کر کے مذکورہ بالا تینوں مساجد میں نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

Marfat.com

25: نماز پڑھنے کا طریقہ

25...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ، فَصَلّٰی، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ. فَرَجَعَ فَصَلّٰی، ثُمَّ جَآءَ، فَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ. فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ — اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَهَا، عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ:

اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْوِیَ قَآئِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا. وَفِیْ رِوَایَةٍ: ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیْ قَآئِمًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 790	صحیح بخاری، رقم 757
صحیح مسلم، رقم 885	ابوداؤد، رقم 856
ترمذی، رقم 303	نسائی، رقم 1053
ابن ماجه، رقم 1060	اللؤلؤ والمرجان، رقم 224

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد (نبوی) میں آیا۔ اُس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک طرف تشریف فرما تھے۔ اُس آدمی نے نماز پڑھی اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ حضور ﷺ نے اُس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے صحیح طرح نماز نہیں پڑھی۔ اُس نے دوبارہ جا کر نماز پڑھی اور پھر آ کر سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: تم پھر جا کر نماز پڑھو، تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ پھر اُس نے تیسری یا چوتھی دفعہ آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے نماز سکھا دیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

جب تم نماز کا ارادہ کرو تو پہلے اچھی طرح وضو کرو۔ پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو۔ پھر جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکو، پڑھو۔ پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے سر اُٹھا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے سر اُٹھا کر اطمینان سے بیٹھو۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ: پھر اُٹھو اور اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ اور اپنی ہر نماز اسی طریقے سے ادا کرو۔"

تشریح:

1: کسی ایک صحیح حدیث میں نماز پڑھنے کا پورا طریقہ موجود نہیں ہے۔ کئی حدیثوں کو ملا کر دیکھنے سے نماز کا مکمل طریقہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس حدیث میں بھی نماز کی بعض ضروری چیزوں کا ذکر نہیں آیا جیسے تشہد، قعدۂ اخیرہ اور سلام وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے یہ چیزیں وہ صحابی جانتے تھے۔

2: اس حدیث میں جس شخص کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے وہ مشہور صحابی رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے بھائی خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ ہیں۔ نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ انہوں نے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھی تھی اور رکوع و سجود میں بہت جلد بازی سے کام لیا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کو یہ نہیں فرمایا کہ تم سے فلاں غلطی ہوئی ہے بلکہ اُسے بار بار یہی فرمایا کہ "تم نے نماز صحیح نہیں پڑھی۔" پھر اُن کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے اُن کی غلطی کی اصلاح فرما دی۔ تعلیم و تربیت کے نقطۂ نظر سے یہی طریقہ بہتر ہے اس طرح جو سبق دیا جائے وہ عمر بھر نہیں بھولتا۔

3: اس حدیث میں نماز کے بارے میں ضروری ہدایت یہ ہے کہ نماز اطمینان اور سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھی جائے۔ رکوع اور سجود پورے کیے جائیں، ان میں جلد بازی نہ کی جائے۔

4: نماز پورے خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہیے اور اس میں یہ کیفیت ہونی چاہیے کہ:

"اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ."

(صحیح مسلم، رقم:93)

"کہ تم اس طرح اللہ کی عبادت کرو، گویا اُسے دیکھ رہے ہو، اور اگر اُسے نہیں دیکھ پاتے تو وہ یقیناً دیکھ رہا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی نمازیں پڑھنے کی توفیق دے جن میں پورا اطمینان اور خشوع و خضوع ہو۔ آمین

Marfat.com

26: نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا

26...... ((عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا.))

مشکوۃ المصابیح، رقم 822 صحیح بخاری، رقم 756 صحیح مسلم، رقم 876.874
ابوداؤد، رقم 822 ترمذی، رقم 247 نسائی، رقم 910
ابن ماجه، رقم 837 اللؤلؤ والمرجان، رقم 222

''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز نہیں۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ: اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ مزید (قرآنِ مجید) نہ پڑھے۔''

تشریح:

1: اِس حدیث میں 'فاتحۃ الکتاب' اور 'اُمّ القرآن' سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اور اس کی کل سات (7) آیات ہیں۔ اسی پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔

2: یہ حدیث ایسے شخص کے بارے میں ہے جو اکیلا نماز پڑھے اس کے لیے فرض ہے کہ وہ اپنی نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔ یہی جمہور کا مسلک ہے لیکن حنفی مسلک میں اکیلے شخص کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔

3: یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی فرض یا نفل نماز بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھی ہو۔

4: باجماعت نماز میں امام کے پیچھے مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے، اس بارے میں امت میں تین مسلک ہیں اور ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں۔

پہلا مسلک امام مالک، امام احمد بن حنبل اور حنفیوں میں سے امام محمد رحمہ اللہ کا ہے کہ جہری نماز میں جب امام قراءت کر رہا ہو تو مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اور سری نماز میں پڑھ لے۔

دوسرا مسلک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ سری یا جہری کسی رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ امام

Marfat.com

کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

تیسرا مسلک امام شافعی رحمہ اللہ اور اہل حدیث کا ہے کہ ہر نماز میں خواہ وہ سری ہو یا جہری، مقتدی سورۃ فاتحہ کی قراءت ضرور کرے گا۔

5: ہماری رائے میں پہلا مسلک ہی راجح (Preferred) اور بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور ان میں باہم مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ دوسرے مسلک میں ایک صحیح حدیث کی خلاف ورزی کا پہلو نکلتا ہے اور تیسرے مسلک میں قرآنِ مجید کے اس حکم کی خلاف ورزی کا امکان پایا جاتا ہے جس میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ:

﴿وَ إِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (الاعراف: 204)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔''

6: فاتحہ خلف الامام یعنی امام کے پیچھے مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا یا نہ پڑھنا ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اس بارے میں مشہور دیوبندی عالم، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''معارف الحدیث'' جلد 3 میں بہت عمدہ اور فکر انگیز بات لکھی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''اس قسم کے تمام اختلافی مسائل میں صحیح راہ یہ ہے کہ تمام ائمہ سلف کے ساتھ نیک گمان رکھا جائے، دل سے ان کا احترام کیا جائے اور سمجھا جائے کہ ان میں سے ہر ایک نے کتاب وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل کا مطالعہ اور اس میں غور وفکر کے بعد جو کچھ اپنے نزدیک زیادہ راجح سمجھا ہے نیک نیتی سے اس کو اختیار کرلیا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی باطل پر نہیں ہے ...... اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اُمت کی مصلحت عامہ کی خاطر جہالت ونفسانیت اور فتنوں کے اِس دور میں کسی ایک مسلک سے اپنے کو وابستہ رکھا جائے۔''

(معارف الحدیث، ج 3، ص 244، مطبوعہ لاہور)

مولانا نعمانی رحمہ اللہ آگے چل کر مزید بیان فرماتے ہیں:

الحمد للہ پوری بصیرت اور یقین کے ساتھ اِس عاجز کی یہ رائے ہے کہ ہندوستان کے مایۂ فخر اور استاذ الاساتذہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں اصولی طور پر جو راہِ عدل واعتدال ان اختلافی مسائل کے بارے میں اختیار کی ہے، اِس دَور میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بس وہی راہ ہے جس کو اپنا لینے کے بعد اُمت کا بکھرا ہوا شیرازہ پھر سے جڑ سکتا ہے۔'' (معارف الحدیث، ج 3، ص 244، مطبوعہ لاہور)

Marfat.com

27: سورۂ فاتحہ کی فضیلت

27...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ — ثَلَاثًا — (غَيْرُ تَمَامٍ) فَقِيْلَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْإِمَامِ۔ قَالَ: اِقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ؛ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:
قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾؛ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ، وَإِذَا قَالَ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ، وَإِذَا قَالَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾، قَالَ: مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ۔ وَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔ قَالَ: هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 823 — صحیح مسلم، رقم 878 — ابوداؤد، رقم 821
ترمذی، رقم 2953 — نسائی، رقم 909 — ابن ماجہ، رقم 838

”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی لیکن اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی کہ وہ نماز نامکمل ہے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو کیا کریں؟ انہوں نے جواب دیا: اس کو اپنے دل میں پڑھ لو۔ کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
میں نے نماز یعنی سورۂ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر رکھا ہے۔ میرے بندے کو وہ ملے گا جو اُس نے مانگا۔ بندہ جب کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد وثنا بیان کی۔ جب وہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے

Marfat.com

میری بزرگی بیان کی اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ پھر جب وہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک (Common) ہے اور میرے بندے کو وہ کچھ ملے گا جو اُس نے مانگا ہے۔ پھر جب وہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ کچھ ملے گا جو اُس نے مانگا ہے۔"

تشریح:

1: اس حدیث قدسی سے سورۂ فاتحہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

2: نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں احکام کی تفصیل حدیث 26 میں گزر چکی ہے۔

3: سورۂ فاتحہ ایک ایسی سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کی صفات کا ذکر ہے۔ ہر قسم کے شرک کی نفی اور توحید کا اثبات ہے۔ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ سے راہِ ہدایت 'صراطِ مستقیم' مانگی گئی ہے اور یہ غلط راستوں سے بچنے کے لیے ایک عمدہ دعا بھی ہے۔

4: اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان سورۂ فاتحہ کو اس طرح آدھا آدھا تقسیم کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی کل سات (7) آیتوں میں سے پہلی تین آیتوں مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ تک کو اپنا حصہ قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اُس کی بعض صفات پر مشتمل ہیں۔

پھر اتنی ہی آخری تین آیات اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے لے کر آخر تک کو بندے کا حصہ قرار دیا ہے جس میں وہ اپنے لیے دعا مانگتا ہے۔

باقی رہ گئی درمیانی چوتھی آیت إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ تو یہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندے کے درمیان مشترک (Common) ہوگئی ہے۔ وہ اس طرح کہ اس آیت کا پہلا آدھا ٹکڑا إِيَّاكَ نَعْبُدُ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کیونکہ اس میں اُسے ہی معبود مانا گیا ہے اور اُسی کے لیے بندگی اور عبادت کا اقرار کیا گیا ہے۔ لیکن دوسرا آدھا حصہ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ بندے کے لیے ہوگیا ہے جس میں وہ اپنے ربّ سے اپنی ہر مشکل اور حاجت کے لیے مدد کی درخواست کرتا ہے۔

اس طرح سورۂ فاتحہ کی کل سات (7) آیات میں سے ساڑھے تین آیتیں ربّ کے لیے اور ساڑھے

Marfat.com

تین آیتیں بندے کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہی ربّ اور بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہے۔

5: اس حدیث نے ایک اختلافی مسئلے کو بھی حل کر دیا کہ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اس سورت میں شامل نہیں کیا گیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تسمیہ سورۂ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے اور اس کے بغیر ہی سورۂ فاتحہ سات آیات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

28: سجدے کے اعضاء

28...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ ، وَالْيَدَيْنِ ، وَالرُّكْبَتَيْنِ ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَ الشَّعْرَ .))

مشکوٰة المصابیح ، رقم 887 — صحیح بخاری ، رقم 712

صحیح مسلم ، رقم 1098 — اللؤلؤ والمرجان ، رقم 276

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کرو: پیشانی پر، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کے کناروں پر۔ اور یہ کہ ہم نماز کے دوران میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں جن سات (7) اعضاء کا ذکر کیا گیا ہے ان کو ''اعضائے سجود'' کہا جاتا ہے۔

2: ان ساتوں اعضاء کو سجدے کی حالت میں زمین پر ٹکنا چاہیے۔

3: پیشانی میں ناک بھی شامل ہے۔

4: سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں اور بالوں کو مٹی اور گرد وغبار وغیرہ سے بچانے کے لیے سمیٹنا نہیں چاہیے کیونکہ یہ چیز نماز میں خضوع وخشوع کے خلاف ہے۔

5: سجدہ اطمینان اور سکون کے ساتھ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

29: درود شریف

29...... ((عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی ، قَالَ: لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ رضی اللہ عنہ ، فَقَالَ: أَلَا أُهْدِیْ لَکَ هَدِیَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَقُلْتُ: بَلٰی ، فَأَهْدِهَا لِیْ فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ الصَّلَاةُ عَلَیْکُمْ أَهْلَ الْبَیْتِ؟ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ: قُوْلُوْا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 919 | صحیح بخاری، رقم 3370

صحیح مسلم، رقم 908 | اللؤلؤ والمرجان، رقم 227

''عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک تحفہ پیش نہ کروں جو میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا۔ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور پیش فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا:

ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ کے اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ تو سکھا دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: یوں کہو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ .))

''اے اللہ! رحمت بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے رحمت بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور اُن کی آل پر۔ بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت فرما محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر، جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی

Marfat.com

آل پر۔ بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے۔''

تشریح:

1: درود شریف پڑھنے کا حکم قرآنِ مجید میں اس طرح آیا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب: 56)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت اور درود بھیجتے ہیں۔ لہٰذا اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔''

2: جمہور فقہا اور محدثین کے نزدیک عمر میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے لیکن نماز میں درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

3: درود فارسی کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں اسے اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ کہا جاتا ہے۔

4: صحیح احادیث میں مختلف قسم کے درود آئے ہیں جن کا پڑھنا مستحب ہے۔ احناف کے نزدیک سب سے افضل درود وہ ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

5: نبی ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ وہ ہے جو نماز میں تشہد کے وقت ''التحیات'' پڑھی جاتی ہے۔

6: جب نبی ﷺ کے نام کا ذکر آئے تو اُس وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے۔ ایک ہی مجلس میں بار بار حضور ﷺ کا نام آنے پر صرف ایک ہی دفعہ درود بھیجنا کافی ہے۔

7: درود شریف ایک دعا ہے۔ اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ یہ مومنین کا درود ہے۔ فرشتوں کا درود بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا مطلب ہے کہ وہ نبی ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرماتا رہتا ہے۔

8: صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس (10) رحمتیں نازل فرماتا ہے، اُس کے دس (10) گناہ معاف کرتا ہے اور اُس کے دس (10) درجے بلند فرماتا ہے۔''

(سنن نسائی، رقم 1297، مسند احمد، رقم 12021)

9: یاد رہے کہ عربی زبان میں ''آل'' کا لفظ ''خاندان'' کے لیے بھی آتا ہے اور ''پیروکاروں'' کے معنی میں

Marfat.com

بھی آتا ہے۔ اور درود شریف میں دونوں ہی مراد ہیں۔

10: ہمارے ہاں کی بعض محفلوں میں "یارسول الله"، "یا حبیب الله" جیسے الفاظ کے ساتھ جو درود وسلام پڑھا جاتا ہے یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ اس میں 'یا' کی بجائے اگر 'علی' کا لفظ استعمال کیا جائے تو پھر یہ جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں 'یا' کا لفظ کسی حاضر شخص کے لیے بولا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہیں۔

Marfat.com

30: دُرود شریف پڑھنے کی فضیلت

30...... ((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً وَاحِدَةً؛ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ .))

مشکوٰۃ المصابیح ، رقم 922 نسائی ، رقم 1297 مسند احمد ، رقم 12021

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ اُس پر دس (10) رحمتیں نازل فرماتا ہے، اُس کے دس (10) گناہ معاف ہوتے ہیں اور اُس کے دس (10) درجے بلند کیے جاتے ہیں۔''

تشریح:

1: قرآنِ مجید میں ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے گا اُسے دس (10) نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ﴾ (الانعام: 160)

''جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اُسے دس (10) نیکیوں کا ثواب ملے گا۔''

2: اس حدیث سے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی یہ فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جو مسلمان خالص نیت سے حضور ﷺ پر درود بھیجتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ اپنی دس (10) رحمتیں نازل فرماتا، اُس کے دس (10) گناہ معاف کرتا اور اُس کے دس (10) درجات بلند کرتا ہے۔

3: اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے ایک نیکی کو کبھی سات سو (700) گنا بڑھاتا اور کبھی اُحد پہاڑ کے برابر نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایک بار درود شریف پڑھنے والے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے وہ اجر وثواب رکھا ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

4: اس حدیث سے درود شریف پڑھنے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور اس کے لیے ترغیب بھی پائی جاتی ہے۔ (نوٹ: درود شریف کے بارے میں تفصیل کے لیے حدیث 29 کی تشریح دیکھیے۔)

Marfat.com

31: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ

31...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَحَدَكُمْ ، اِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى؟ فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1014	صحیح بخاری، رقم 1232
صحیح مسلم، رقم 1265	ابوداؤد، رقم 1030
نسائی، رقم 1252	اللؤلؤ والمرجان، رقم 334

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر اُسے مغالطے میں مبتلا کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اُس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو ایسی صورتِ حال پیش آ جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے کر لے۔"

تشریح:

1: اِس حدیث میں سجدۂ سہو کا ذکر ہے۔ سجدۂ سہو اُن دو (2) سجدوں کو کہتے ہیں جو نماز میں بھول جانے پر کیے جاتے ہیں۔

2: اِس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ سجدۂ سہو سلام کرنے سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی جائز ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ ان میں سے افضل کیا ہے۔

3: سجدۂ سہو کرنے کے کئی طریقے ثابت ہیں۔ سب سے آسان طریقہ پوری نماز پڑھ لینے کے بعد دو سجدے کر کے دوبارہ سلام پھیر لینے کا ہے۔

4: حنفی فقہ میں سجدۂ سہو سلام کے بعد کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں تشہد کے بعد دائیں طرف ایک سلام پھیرا جائے۔ پھر دو (2) سجدے کیے جائیں۔ پھر بیٹھ کر تشہد، درود اور دعا پڑھی جائے اور آخر میں دونوں طرف سلام پھیر لیا جائے۔

Marfat.com

5: سجدۂ سہو کئی وجوہات سے لازم ہو جاتا ہے۔ حنفی فقہ میں ہر واجب چھوٹ جانے پر یا کسی فرض اور واجب میں تاخیر کرنے سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔

6: یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ سجدۂ تلاوت میں صرف ایک سجدہ ہوتا ہے مگر سجدۂ سہو میں دو (2) سجدے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

32: نمازی کے آگے سُترہ

32...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَغْدُوْا اِلَى الْمُصَلّٰى، وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ، وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّیْ اِلَيْهَا .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 772 صحیح بخاری، رقم 973 ابن ماجه، رقم 1304

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ صبح کے وقت عیدگاہ کی طرف جاتے تو ایک چھوٹا نیزہ آپ ﷺ کے آگے آگے اُٹھا کر لایا جاتا جسے عیدگاہ میں آپ ﷺ کے سامنے زمین میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آپ ﷺ اس کی طرف رُخ کر کے نمازِ عید پڑھتے تھے۔''

تشریح:

1: 'سترہ' کے لفظی معنی پردہ یا اوٹ کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد ہے نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص کا اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لینا تاکہ کوئی اس کے آگے سے نہ گزرے۔

2: نماز پڑھنے کے لیے اپنے آگے سترہ بنانا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

3: امام کا سترہ تمام مقتدیوں کا سترہ ہوتا ہے۔

4: نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے۔

5: صرف مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے۔

6: جو شخص اپنے آگے سترہ بنا کر نماز پڑھ رہا ہو اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے سے آگے (پاؤں اور سجدے کی جگہ کے درمیان سے) گزرنے والے کو ہاتھ سے روک دے یا ہٹا دے۔

Marfat.com

33: جب کھانا تیار ہو تو نماز بعد میں پڑھی جائے

33...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَأُوْا بِالْعَشَاءِ، وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ .
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ، فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْإِمَامِ .))

مشكوٰة المصابيح، رقم 1056 — صحيح بخاری، رقم 673
صحيح مسلم، رقم 1244 — ابن ماجه، رقم 934
اللؤلؤ والمرجان، رقم 330

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شام کا کھانا لگا دیا جائے اور نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو پہلے شام کا کھانا کھا لو۔ اُس وقت کوئی شخص جلدی نہ کرے یہاں تک کہ فارغ ہو جائے۔

چنانچہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے شام کا کھانا لگا دیا جاتا اور نماز کھڑی ہو جاتی تو آپ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد نماز کے لیے آتے تھے، حالاں کہ وہ امام کی قراءت بھی سن رہے ہوتے تھے۔''

تشریح:

1: سخت بھوک کی حالت میں کھانا سامنے آ جانے کے بعد اگر وقت ہو تو کوئی نماز بھی بعد میں پڑھی جا سکتی ہے۔

2: باجماعت نماز میں حاضر نہ ہونے کے لیے یہ بھی ایک شرعی عذر ہے کہ کھانا سامنے چن دیا گیا تھا اور کھانا کھا لیا گیا اور نماز بعد میں پڑھ لی خواہ باجماعت نماز نہیں ملی۔ گویا اس طرح کھانا کھا لینے کی وجہ سے باجماعت نماز چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔

3: اِس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جو کہ سنت اور شریعت کے سخت پابند تھے، کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا تھا کہ کھانا اُن کے سامنے رکھ دیا گیا اور اُدھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جماعت کھڑی ہو گئی تو

Marfat.com

ایسی حالت میں وہ کھانا چھوڑ کر باجماعت نماز میں شامل نہیں ہوتے تھے بلکہ کھانا کھانے کے بعد مسجد میں آتے تھے۔ حالانکہ اُن کا گھر مسجد نبوی ﷺ کے اس قدر قریب تھا کہ امام کی قراءت کی آواز بھی اُن کے کانوں میں آتی تھی مگر وہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہی نماز پڑھتے تھے۔ یاد رہے کہ اُس زمانے میں روشنی کا معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے رات کا کھانا مغرب کی نماز سے متصل پہلے یا فوراً بعد کھایا جاتا تھا۔

4: اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام میں تنگی نہیں ہے بلکہ آسانی اور سہولت رکھی گئی ہے۔

Marfat.com

34: باجماعت نماز کی اہمیت

34...... ((عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ.
وَفِیْ رِوَایَۃٍ: لَا یَشْھَدُوْنَ الصَّلَاۃَ، فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ. وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ الْعِشَاءَ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1053 — صحیح بخاری، رقم 645
صحیح مسلم، رقم 1477 — نسائی، رقم 837
مسند احمد، رقم 5332 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 382

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ جب وہ اکٹھی ہو جائیں تو میں نماز کے بارے میں حکم دوں۔ پھر اذان کہی جائے۔ پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر میں اُن لوگوں کے پیچھے جاؤں۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ: جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے نہیں آتے تو میں اُن کو اُن کے گھروں سمیت جلا دوں۔ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر اُن میں سے کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ اُسے مسجد میں گوشت والی ہڈی یا دو بہترین پائے ملیں گے تو وہ عشا کی نماز میں ضرور حاضر ہوگا۔''

تشریح:

1: اسلام میں مردوں کے لیے مسجد میں باجماعت نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ یہ حدیث بھی اسی سلسلے میں ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے یہ ارادہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کے گھر جلا ڈالے جائیں جو باجماعت نماز کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر مجھے بچوں اور عورتوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ایسا کر دیتا۔

Marfat.com

2: عہد نبوی ﷺ میں منافقین فجر اور عشا کی باجماعت نماز کے لیے مسجد میں کم ہی آتے تھے۔ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ ایسے دنیا پرست ہیں کہ اگر مسجد میں اپنا کوئی دنیوی فائدہ دیکھ لیں تو وہاں ضرور پہنچ جائیں مگر ایمان کی کمزوری کے سبب مسجد میں نہیں آتے۔

3: اس حدیث کا تعلق ترغیب وترہیب سے ہے اور اس میں باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔حضور ﷺ نے اپنے اس ارادے اور دھمکی پر کبھی عمل نہیں فرمایا۔البتہ اس سے مردوں کے لیے نماز باجماعت کی تاکید اور اہمیت ضرور ثابت ہوتی ہے۔

4: بعض حالات میں مسجد میں باجماعت نماز کی حاضری ضروری نہیں رہتی جیسے بارش اور آندھی کے وقت، یا کسی فتنے کی حالت میں گھر میں بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

5: رہی یہ بات کہ اگر کوئی مرد مسجد میں جا کر باجماعت نماز نہ پڑھے اور گھر ہی میں نماز پڑھ لے تو بعض دوسری صحیح احادیث کے مطابق اُس کی نماز تو درست ہوجاتی ہے مگر اس صورت میں ثواب کم ہوجاتا ہے۔وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ .

Marfat.com

35: باجماعت نماز کی فضیلت

35...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً .))

مشکوۃ المصابیح، رقم 1052 صحیح بخاری، رقم 645
صحیح مسلم، رقم 1477 نسائی، رقم 837
مسند احمد، رقم 5332 اللؤلؤ والمرجان، رقم 381

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
باجماعت نماز کا ثواب اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس (27) درجے زیادہ ہے۔''

تشریح:

1: اِس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ باجماعت نماز کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (27) گنا زیادہ ہے۔

2: ایک اور روایت میں پچیس (25) گنا زیادہ ثواب کا بھی ذکر ہے۔ جیسا کہ اگلی حدیث 36 میں آرہا ہے۔

3: دراصل نماز ایک دینی فریضہ ہی نہیں بلکہ ایمان کی نشانی اور اسلام کا شعار ہے۔ دوسرے الفاظ میں گویا نماز پڑھنا مسلمان ہونے کی علامت اور اسے چھوڑ دینا کافروں اور مشرکوں سے مشابہت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (الروم: 31)

''اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ بنو۔''

اس لیے یہ ایک ضروری تقاضا تھا کہ نماز کا کوئی ایسا انتظام ہو جس میں ہر شخص حاضر ہو کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دے اور اپنی اسلامیت کی شناخت کرائے۔

اسی مقصد کے لیے اسلام میں نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے کہ:

Marfat.com

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾ (البقرہ: 43)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

4: باجماعت نماز نہ ادا کرنے والوں کے بارے میں ایک حدیث میں سخت تنبیہ اور وعید آئی ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ، ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ. . .))

(صحیح بخاری، رقم 644، صحیح مسلم، رقم 1482,1481)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر وہ جمع کرلی جائیں۔ پھر نماز کا حکم دوں، اور جب اذان ہو جائے تو کسی آدمی کو جماعت کرانے کا حکم دوں۔ پھر جا کر اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز میں نہیں آتے۔''

5: عورتوں کے لیے گھر پر نماز پڑھنا مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھنے سے بہتر اور افضل ہے۔

6: مسجد جانے کے لیے جو شخص جتنا زیادہ چل کر (یا دُور سے سواری پر) آتا ہے اُسے اتنا ہی زیادہ ثواب ملتا ہے۔

7: باجماعت نماز کے لیے مسجد کی طرف سکون واطمینان سے چلنا چاہیے۔ اس کے لیے دوڑنا یا بہت تیزی سے جانا منع ہے کیونکہ جب کوئی شخص نماز کے لیے نکلتا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔ اُسے جتنی جماعت مل جائے وہ پڑھ لے اور جو رہ جائے اُسے پورا کرلے۔

8: سخت سردی یا بارش کے وقت باجماعت نماز سے رہ جانے کی اجازت ہے۔ اسی طرح جب کھانا سامنے ہو تو بھی اس کے لیے رخصت موجود ہے۔

نوٹ: نماز باجماعت کے بارے میں اگلی حدیث 36 بھی دیکھ لی جائے۔

Marfat.com

36: باجماعت نماز کا درجہ

36...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
صَلاةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا، وَ ذَالِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ، لا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلاةُ، لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ، فَاِذَا صَلّٰی، لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَیْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ.
وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ:
اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ.
وَزَادَ فِیْ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ:
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ، مَا لَمْ یُؤْذِ فِیْهِ، مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْهِ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 702 — صحیح بخاری، رقم 647
صحیح مسلم، رقم 1506 — ابوداؤد، رقم 559
اللؤلؤ والمرجان، رقم 387

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز کا ثواب، اُس نماز سے جو گھر یا بازار میں پڑھی جائے، پچیس (25) گنا زیادہ ہے۔ جب کوئی شخص پہلے اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز کے لیے روانہ ہوتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اُس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، اُس کا ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جب تک وہ جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اور جب تک کوئی شخص نماز کے انتظار میں رہتا ہے اُسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ: ''جب وہ مسجد میں آئے اور نماز کے لیے اُس میں رکا رہے۔''

Marfat.com

امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں فرشتوں کی دعا میں یہ اضافہ بھی ہے کہ: اے اللہ! اسے بخش دے، اس کی توبہ قبول فرما اور جب تک وہ شخص کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا یا اس کا وضو نہ ٹوٹے تو فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔"

تشریح:

باجماعت نماز کا درجہ اور فضیلت اس لیے زیادہ ہے کہ:

1: اس سے مسلمانوں کی اجتماعی، اخلاقی اور معاشرتی اصلاح ہوتی ہے۔

2: یہ مسلمانوں کا امتیازی نشان اور شعار ہے اور اس میں اسلام کی شان وشوکت پائی جاتی ہے۔

3: اس میں زبردست نظم وضبط (Discipline) پایا جاتا ہے۔ اس میں نظم جماعت اور اطاعت امیر کی تربیت ہوتی ہے۔ اس کا نقشہ میدانِ جنگ میں جہاد کے لیے صف بندی سے ملتا جلتا ہے۔

4: اس سے مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارہ قائم ہوتا ہے اور باہمی الفت ومحبت بڑھتی ہے۔

5: یہ مسلمانوں میں ایک دوسرے سے ہمدردی اور غم خواری کا ذریعہ بنتی ہے۔

6: اس سے اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے اور یہ روزانہ پانچ وقت کی مسلمانوں کی میٹنگ ہے۔

7: اس سے مسلمانوں کو مساوات اور برابری کا سبق ملتا ہے اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ قرار پاتا ہے۔

8: مسجد میں باجماعت نماز سے روحانی برکات بڑھ جاتی ہیں۔

9: یہ اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بھی ہے۔ کئی غیر مسلموں نے نماز باجماعت دیکھ کر اسلام قبول کیا ہے۔

10: پہلی صف میں نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔

نوٹ: مزید وضاحت کے لیے حدیث 35 دیکھئے۔

Marfat.com

37: امام مختصر نماز پڑھائے

37...... ((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: آخِرُمَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ .

وَفِی رِوَایَةٍ لَهٗ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ لَهٗ: اُمَّ قَوْمَكَ . قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّی اَجِدُ فِی نَفْسِی شَیْئًا ، قَالَ: اُدْنُهْ ، فَاَجْلَسَنِی بَیْنَ یَدَیْهِ ، ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ فِی صَدْرِی بَیْنَ ثَدْیَیَّ ، ثُمَّ قَالَ: تَحَوَّلْ ، فَوَضَعَهَا فِی ظَهْرِی بَیْنَ كَتِفَیَّ ، ثُمَّ قَالَ: اُمَّ قَوْمَكَ ، فَمَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ ، فَاِنَّ فِیهِمُ الْكَبِیْرَ ، وَاِنَّ فِیهِمُ الْمَرِیْضَ ، وَاِنَّ فِیهِمُ الضَّعِیْفَ ، وَاِنَّ فِیهِمْ ذَا الْحَاجَةِ ، فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ وَحْدَهٗ فَلْیُصَلِّ كَیْفَ یَشَاءُ .))

مشکوٰۃ المصابیح ، رقم 1134 صحیح مسلم ، رقم 1051,1050

”عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری تاکید یہ فرمائی تھی کہ جب تم لوگوں کی امامت کرو تو اُن کو ہلکی نماز پڑھاؤ۔ (صحیح مسلم)

ان سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: ”اپنے لوگوں کی امامت کیا کرو۔“ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اپنا ہاتھ میری چھاتی پر رکھا۔ پھر فرمایا: اپنا پہلو بدلو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان میری پیٹھ پر رکھا اور فرمایا: اپنی قوم کی امامت کیا کرو۔ جو شخص دوسروں کی امامت کرائے اُسے چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ ان میں کوئی بوڑھا ہوسکتا ہے، کوئی مریض، کوئی کمزور اور کوئی ضروری کام والا۔ البتہ جب تم سے کوئی اکیلے نماز پڑھے تو پھر جیسے چاہے پڑھے۔“

تشریح:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ باجماعت نماز میں امام کو چاہیے کہ وہ لمبی نماز نہ پڑھائے، بلکہ اختصار

Marfat.com

سے کام لے تاکہ مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو کیونکہ اُن میں بوڑھے، کمزور، بیمار اور کئی ضروری کام والے شامل ہوتے ہیں جن کی خاطر نماز کو مختصر کر کے پڑھانا چاہیے اور لوگوں کو نماز اور دین سے متنفر نہیں کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے امامت کرانے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

البتہ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھے تو اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق جتنی چاہے لمبی نماز پڑھ لے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت میں لوگوں کی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

افسوس آج اکثر لوگ اپنے دین سے غافل ہیں اور جن کو دینداری کا دعویٰ ہے انہوں نے اس آسان دین کو مشکل بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے دینی احکام پر عمل دشوار ہو گیا ہے۔

مثال کے طور پر نفل نماز کو فرض نماز کے برابر قرار دے کر اس پر عمل کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تقوے اور فتوے کے فرق کو بھی ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔

Marfat.com

38: ایک مقتدی ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو

38...... ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، فَعَدَلَنِي كَذٰلِكَ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1106 — صحیح بخاری، رقم 699

صحیح مسلم، رقم 1800 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 438

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری۔ رات کو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا لیکن آپ ﷺ نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے مجھے بازو سے پکڑا اور اسی طرح پیٹھ کے پیچھے سے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔''

تشریح:

1: اسی مضمون کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو صحیح مسلم اور ابوداؤد میں موجود ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی ہو تو وہ امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہوگا۔

اگر امام کے ساتھ دو یا دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام آگے ہوگا اور مقتدی پیچھے صف میں ہوں گے۔

اگر جماعت میں عورت آجائے تو وہ مردوں سے الگ ان کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

اگر مقتدیوں میں مرد، عورتیں اور بچے ہوں تو سب سے آگے مرد، پھر بچے اور پھر عورتیں کھڑی ہوں گی۔ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز جائز ہوگی۔

Marfat.com

39: نمازِ جمعہ کی فضیلت

39...... ((عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، وَیَتَطَھَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُھْرٍ، وَیَدَّھِنُ مِنْ دُھْنِہٖ، أَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِہٖ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَہٗ، ثُمَّ یُنْصِتُ إِذَا تَکَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْأُخْرٰی .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1381 — صحیح بخاری، رقم 883
نسائی، رقم 1403 — دارمی، رقم 1541

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اچھی طرح پاک صاف ہو جائے۔ بالوں کو تیل لگائے یا اپنے گھر میں موجود خوشبو لگائے۔ پھر نمازِ جمعہ کے لیے روانہ ہو جائے۔ مسجد میں پہنچ کر دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کو ان کی جگہ سے نہ ہٹائے۔ جو مقدر میں ہو اتنی نماز پڑھے۔ جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے۔ تو ایسے آدمی کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جو اس نے گزشتہ جمعے سے لے کر اب تک کیے تھے۔''

تشریح:

1: ہفتے کے تمام دنوں میں سب سے افضل جمعے کا دن ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ (صحیح مسلم، رقم 1977)

2: نمازِ جمعہ ہفتہ وار اجتماعی نماز ہے جس کے فائدے اور برکتیں محلے کی مسجد میں پانچ وقت کی باجماعت سے بھی بڑھ کر ہیں۔

3: قرآنِ مجید میں نمازِ جمعہ کا ذکر اس طرح آیا ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ

Marfat.com

تُفْلِحُوْنَ﴾ (الجمعة: 10,9)

''اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کی یاد کی طرف چل پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

اس آیت میں ''ذِکْرُ اللّٰہِ'' (اللہ کے ذکر) کو بعد میں ''اَلصَّلٰوۃُ'' کہا گیا ہے اس لیے اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ اس جگہ اللہ کے ذکر سے نمازِ جمعہ مراد ہے۔

4: اس حدیث میں نمازِ جمعہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اس کی ادائیگی کے لیے پہلے غسل کر کے پاک صاف باوضو ہو کر مسجد میں جائے۔ وہاں کسی نمازی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ خطبہ سنے اور نماز پڑھے تو ایسے شخص کے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نے گزشتہ جمعے کے بعد سے اب تک کیے تھے۔

5: جمعہ ہر عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم مرد پر فرض ہے۔ اس بارے میں سب کا اتفاق ہے۔ اس کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

6: اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور اس میں قراءت جہری ہوتی ہے۔

7: جمعے کے دن درود شریف پڑھنے کی بھی زیادہ فضیلت ہے۔

8: جمعے کے دن نہانے دھونے، مسواک کرنے، خوشبو لگانے اور صاف ستھرا عمدہ لباس پہننے کا بھی ثواب اور فضیلت ہے۔

9: عام طور پر شہر اور قصبے میں صرف ایک ہی جگہ جمعہ کی نماز ہونی چاہیے۔ البتہ بڑے شہروں میں ایک سے زیادہ مساجد میں بھی نماز جمعہ درست ہے۔

10: محلے کی ہر مسجد میں الگ الگ نمازِ جمعہ کا اہتمام نہ صرف شریعت کے اصول و مقاصد کے خلاف ہے بلکہ یہ تَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے) کے زمرے میں بھی آتا ہے جو 'مسجد ضرار' کی ایک صفت تھی اور جسے نبی ﷺ کے حکم سے گرا دیا گیا تھا۔ (التوبہ:107)

Marfat.com

40: سفر میں نمازِ قصر

40. ((عَنْ انسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1333 — صحیح بخاری، رقم 1089
صحیح مسلم، رقم 1581 — ابوداؤد، رقم 1202
ترمذی، رقم 546 — نسائی، رقم 469
اللؤلؤ والمرجان، رقم 400

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار (4) رکعت ادا فرمائی مگر ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو (۲) رکعت ادا فرمائی۔''

تشریح:

1: نمازِ قصر مسافر کی نماز ہے۔

2: نمازِ قصر کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت سے ملتا ہے:

﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا٥﴾

(النساء: 101)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو اور تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کر لیا کرو۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

اگرچہ اس آیت میں قصر نماز کا ذکر اور اس کا جائز ہونا صرف خوف کی حالت کے لیے آیا ہے لیکن نبی ﷺ اور صحابہ کرام ہر سفر میں خواہ اس میں خوف ہو یا نہ ہو قصر نماز پڑھا کرتے تھے۔

3: نمازِ قصر کے بارے میں دو مزید حدیثیں:

((عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ "اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ

Marfat.com

الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهٗ.))

صحیح مسلم، رقم 1573 — ابو داؤد، رقم 1199
ترمذی، رقم 3034 — ابن ماجہ، رقم 1065

''حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کیا وجہ ہے لوگ اب تک سفر میں قصر کیے جا رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ فرمایا ہے کہ جب تم سفر کے لیے نکلو اور تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے تو نماز میں قصر کر لیا کرو۔'' آج خوف کی وہ حالت باقی نہیں رہتی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس چیز پر آپ کو تعجب ہوا ہے، خود مجھے بھی اس پر تعجب ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے، اس لیے اس کا صدقہ قبول کرو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''میں نبی ﷺ، ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ کئی مرتبہ سفر میں رہا ہوں اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھی ہو۔''

صحیح بخاری، رقم 1101, 1102 — صحیح مسلم، رقم 1579
ابو داود، رقم 1223 — نسائی، رقم 1458 — ابن ماجہ، رقم 1071

4: سفر میں قصر نماز اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی طرف سے ایک رخصت ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا سفر میں قصر نماز پڑھنا ایک ضروری اور واجب حکم ہے یا ایسا کرنا صرف جائز ہے۔

5: قصر صرف چار (4) رکعتوں والی (رباعی) فرض نماز میں ہے جو دو رکعت پڑھی جائے گی۔

6: امت کا اس پر اجماع ہے کہ فجر اور مغرب کی فرض نماز میں قصر نہیں ہے اور یہ دونوں نمازیں پوری پڑھی جائیں گی۔

7: سفر کی حالت میں سنتیں اور نفل نمازیں چھوڑی بھی جا سکتی ہیں اور پڑھی بھی جا سکتی ہیں۔ البتہ فجر کی دو سنتیں اور عشا کی وتر نماز چھوڑنا درست نہیں ہے۔

8: ہر سفر میں قصر نماز پر سب کا اتفاق ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ اس سفر کی کم سے کم مقدار یا مسافت

Marfat.com

کتنی ہے۔

9: حنفی فقہ میں ایسا سفر جس میں پیدل یا اونٹ کی سواری سے کم سے کم تین دن صرف ہوں اس میں قصر جائز ہے اور یہ قریباً 54 میل یا 86 کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔

10: اس پر چاروں مسلکوں (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، اور حنبلیہ) کا اتفاق ہے کہ قصر کے لیے یہ فاصلہ خواہ پیدل یا اونٹ وغیرہ پر جانے کی وجہ سے کئی دنوں میں طے ہوتا ہو یا جہاز اور گاڑی کے ذریعے جلد طے ہو جاتا ہے، دونوں صورتوں میں برابر ہے اور اس کے بارے میں ایک ہی حکم ہے۔

11: ظاہریہ کے نزدیک قصر کے لیے فاصلے کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ ہر سفر جسے زبان اور عام رواج یا عرف میں سفر کہا جاتا ہے اس میں قصر نماز پڑھی جائے گی۔

اس بارے میں بہت سے محققین علماء جن میں ابن قیم رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، اسی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔

12: اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ کوئی مسافر کسی مقام پر کتنے دن ٹھہرے گا تو وہ قصر کر سکتا ہے یا پھر پوری نماز پڑھ سکتا ہے۔ حنفی فقہ کے مطابق اگر وہ پندرہ (15) دن یا اس سے زیادہ ٹھہرے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور اگر وہ پندرہ (15) سے کم ٹھہرے گا تو قصر نماز پڑھے گا۔

Marfat.com

41: عیدین کی نماز اور خطبہ

41...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1428 — صحیح بخاری، رقم 963

صحیح مسلم، رقم 2052 — نسائی، رقم 1564

ابن ماجه، رقم 1276 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 509

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ دینے سے پہلے پڑھتے تھے۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عید کی نماز پہلے پڑھی جاتی ہے اور اس کا خطبہ بعد میں دیا جاتا ہے۔

2: اس کے برعکس جمعے کی نماز بعد میں پڑھی جاتی ہے اور اس کا خطبہ پہلے دیا جاتا ہے۔

3: اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر جمعے کی طرح عیدین کا خطبہ پہلے دیا جائے گا اور نماز بعد میں پڑھی جائے گی تو ایسا کرنا نہ صرف سنت کے خلاف ہوگا بلکہ بدعت شمار ہوگی۔

4: جمعے اور عیدین کا خطبہ لازمی طور پر عربی زبان میں ہوگا اور کھڑے ہو کر دیا جائے گا۔

5: عید کی نماز دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔

Marfat.com

42: نبی کریم ﷺ کا قیام اللیل، تہجد کی نماز

42...... ((عَنِ الْمُغِیْرَۃِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ النَّبِیُّ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ، فَقِیْلَ لَہٗ: لِمَ تَصْنَعُ ھٰذَا، وَقَدْ غُفِرَلَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ: اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1220	صحیح بخاری، رقم 4836
صحیح مسلم، رقم 7124	نسائی، رقم 1644
ابن ماجه، رقم 1419	اللولو والمرجان، رقم1795

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو اس قدر زیادہ عبادت میں کھڑے رہتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اتنا زیادہ رات کا قیام کیوں فرماتے ہیں جب کہ آپ ﷺ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

تشریح:

1: اِس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ راتوں کو بعض اوقات تہجد اور قیام اللیل میں اتنی زیادہ عبادت کرتے کہ پاؤں مبارک سوجھ جاتے تھے۔ جب حضور ﷺ سے اس بارے میں عرض کیا گیا کہ آپ کیوں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سب لغزشیں معاف فرما دی ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکور گزار بندہ بننا چاہتا ہوں، جس نے مجھے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور میں اس کی عبادت میں یہ مشقت اسی لیے اٹھاتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کر سکوں۔

2: صحیح مسلم کی حدیث رقم 7126 میں ہے کہ یہ مکالمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی ﷺ کے درمیان ہوا تھا جسے دوسرے راویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام لیے بغیر روایت کر دیا ہے۔

3: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کی کوئی تکلیف گوارا نہ تھی۔ باہمی محبت کا بھی یہی تقاضا تھا۔ اس لیے انہوں نے فکر مند ہو کر یہ بات عرض کی تھی۔

Marfat.com

4: حدیث میں نبی ﷺ کی تمام لغزشوں کے معاف ہو جانے کا جو ذکر آیا ہے وہ قرآن مجید کی سورۃ الفتح کے شروع میں بھی بیان ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا واقعہ سورۃ الفتح کے نازل ہو جانے کے بعد کا ہے۔

سورۃ الفتح میں ہے کہ:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝﴾ (الفتح: 1-2)

”(اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی، تا کہ پھر اس کے بعد اللہ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ آپ پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھی راہ پر گامزن رکھے۔“

(انبیاء کرام کی لغزشوں کی کیا حقیقت ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب ”اسلامی عقیدہ“ دیکھیے)

5: اسلام میں عبادت کی روح اور فلسفہ بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعے بندہ اپنے رب کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر شکر کا اظہار کرتا ہے۔

Marfat.com

43: تہجد (قیام اللیل)، دعا کی قبولیت کا وقت

43...... ((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِى فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِى فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِى فَأَغْفِرَ لَهُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1223 — صحیح بخاری، رقم 1145

صحیح مسلم، رقم 1772, 1776 — ترمذی، رقم 446

ابن ماجه، رقم 1366 — دارمی، رقم 1479

اللولو والمرجان، رقم 434

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری تہائی حصے میں ہمارا رب تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور پوچھتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کر دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟''

تشریح:

1: تہجد (یا قیام اللیل) کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

2: قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں تہجد (یا قیام اللیل) کا ذکر آیا ہے:

(1) ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾

(بنی اسرائیل: 79)

''اور رات کو تہجد پڑھیں۔ یہ آپ کے لیے ایک مزید عمل ہے۔ امید ہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کر دے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ:

(2) ﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ (الفرقان: 64)

Marfat.com

''اور جو اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔''

(3) جنتی لوگوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ:

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾

(الذاریات: 18)

''وہ راتوں کو کم سوتے تھے۔ رات کے پچھلے پہروں میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔''

(4) ایمان والوں کی یہ صفات بتائی گئی ہیں کہ:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا زوَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾

(السجدہ: 16)

''راتوں کو ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف اور امید کے ساتھ۔ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔''

3: احادیث میں بھی تہجد کی نماز کی فضیلت بیان ہوئی ہے:

(1) ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ الصَّلٰوةُ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ))

(صحیح مسلم، رقم 2756)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو رات کے درمیان میں پڑھی جاتی ہے (مراد تہجد ہے)۔

(2) ((عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَاِنَّهٗ دَابُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّاٰتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ))

(ترمذی، رقم 3549)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم ضرور تہجد پڑھا کرو۔ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے۔ یہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

Marfat.com

اور یہ برائیوں کو دور کرنے والی اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔"

4: تہجد کی نماز کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے فجر طلوع ہونے تک ہے۔ لیکن اس کا افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے۔

5: تہجد کی نماز زیادہ سے زیادہ بارہ (12) رکعتیں ہیں اور یہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے۔

6: تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ کا آسمانِ دنیا پر نزول ہونا ایک ایسی کیفیت ہے جو متشابہات میں سے ہے اور جس کی حقیقت کو متعین طور پر سمجھا نہیں جا سکتا۔

لیکن اس حدیث کا یہ مفہوم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری تہائی حصے میں اپنی خاص رحمت کے ساتھ اپنے بندوں کی طرف نہ صرف متوجہ ہوتا ہے بلکہ خود ہی پکارتا اور اعلان فرماتا ہے کہ:

کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟

کوئی ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کر دوں؟

کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟

گویا یہ حالت ہے کہ ؂

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اُس کی اِس پکار پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

7: آج کے سائنسی دور میں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جب زمین کے ہر علاقے کا وقت الگ ہے تو کیا آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کا نزول کسی خاص علاقے کے خاص وقت ہی میں ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح دنیا کے ہر خطے کے لیے لیلۃ القدر الگ الگ ہے اسی طرح روزانہ اللہ تعالیٰ کا آسمانِ دنیا پر نزول بھی الگ الگ ہے۔ جس کی کیفیت متشابہات میں سے ہے، لیکن اس کا پیغام اور سبق یہ ہے کہ زمین کے ہر حصے میں جب اور جہاں رات کے آخری، تہائی حصے کا وقت ہوتا ہے وہاں رحمت خداوندی اپنی خاص شان کے ساتھ جلوہ گر ہو کر اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث 97 کی تشریح دیکھیے)

Marfat.com

44: تحیۃ المسجد

44...... ((عَنْ أَبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 704 — صحیح بخاری، رقم 444
صحیح مسلم، رقم 1654 — ابوداود، رقم 467
ترمذی، رقم 316 — نسائی، رقم 730
اللولو والمرجان، رقم 414

''ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔''

تشریح:

1: اسلام میں مسجد کا بہت احترام ہے۔ یہ عبادت گاہ او اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس کے آداب میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی مسلمان اس میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز ادا کرے۔ اسی کو ''تحیۃ المسجد'' کہتے ہیں۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کے دربار کی ''سلامی'' ہے کیونکہ تحیۃ کے معنی 'سلامی' کے بھی ہیں۔

2: لیکن یہ ایک بدعت ہے کہ کوئی شخص مسجد میں جا کر پہلے کچھ دیر بیٹھے اور پھر کوئی نماز شروع کرے۔ گویا مسجد میں کسی نماز سے پہلے بیٹھنے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے۔

3: 'تحیۃ المسجد' مستحب یا نفل نماز ہے۔

Marfat.com

45: چاشت کی نماز (صلوٰۃ الضحیٰ)

45...... ((عَنْ اُمِّ هَانِئٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ. وَقَالَتْ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى: وَذَالِكَ ضُحًى))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1309 — صحیح بخاری، رقم 357

صحیح مسلم، رقم 1667 — ابوداؤد، رقم 1291

ترمذی، رقم 474 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 417

''حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے، غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی۔ میں نے اس سے زیادہ ہلکی نماز کبھی نہیں دیکھی، البتہ آپ ﷺ پوری طرح سے رکوع اور سجدے کرتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ وہ چاشت کی نماز تھی۔''

تشریح:

1: چاشت کی نماز کو عربی میں 'صلوٰۃ الضحیٰ' کہا جاتا ہے۔

2: چاشت کی نماز ایک نفل نماز ہے اور صحیح احادیث سے اس کی فضیلت ثابت ہے۔

3: اس نماز کا وقت سورج نکلنے کے دو یا ڈھائی گھنٹے بعد سے شروع ہو کر زوال تک ہے۔

4: چاشت کی نماز کی رکعتیں دو (2) سے لے کر بارہ (12) تک ہیں۔ مذکورہ حدیث میں نبی ﷺ کے عمل سے آٹھ (8) رکعتیں ثابت ہیں۔ البتہ آپ ﷺ کے قول سے بارہ (12) رکعتوں کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

Marfat.com

46: استخارہ کرنے کا طریقہ

46...... ((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِى الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ:
إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ . فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ . اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِىْ...... أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِىْ وَآجِلِهٖ...... فَاقْدُرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِىْ...... أَوْ قَالَ فِىْ عَاجِلِ أَمْرِىْ وَآجِلِهٖ...... فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِىْ قَالَ وَيُسَمِّىْ حَاجَتَهٗ .))

مشكوة المصابيح، رقم 1323 — صحيح بخارى، رقم 1162
ترمذى، رقم 480 — ابن ماجه، رقم 1383

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اہم کاموں کے بارے میں استخارہ اسی اہتمام سے سکھاتے تھے جس طرح ہمیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:
جب تم میں سے کوئی شخص کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو وہ دو رکعت نفل نماز پڑھے اور یہ دعا کرے:
اے اللہ! میں اس کام میں تجھ سے تیرے علم کی مدد سے بھلائی مانگتا ہوں اور اسے حاصل کرنے کے لیے تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے طاقت مانگتا ہوں۔ میں تجھ سے تیرا بڑا فضل مانگتا ہوں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اور مجھے کوئی طاقت حاصل نہیں۔ تو سب کچھ جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ تو ہر چھپی بات کو جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر تیری نظر میں یہ کام میرے دین کے لیے، میری دنیا کے لیے اور میرے انجام کے لیے بہتر ہے...... یا یہ فرمایا کہ:
میری دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہے...... تو اسے میرے نصیب میں کر دے، اس میں آسانی پیدا فرما اور اس

Marfat.com

ئیں میرے لیے برکت عطا فرما۔

اور اگر تیرے علم کے مطابق میرا یہ کام میرے دین، میری دنیا اور میرے انجام کے لحاظ سے برا ہے...... یا یہ فرمایا کہ: میری دنیا اور میری آخرت کے لیے برا ہے تو اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور ہٹا دے اور میرے لیے بہتری فرما خواہ وہ کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اور اس میں اپنی حاجت کا نام لے۔"

تشریح:

1: اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ایک جائز کام کرنا چاہتا ہو مگر اس کے بارے میں قطعی فیصلہ نہ کر سکتا ہو تو وہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھے گویا اس طرح بندہ اپنی کم علمی اور عاجزی کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علیم وحکیم ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ یہ چیز بجائے خود نیکی اور سعادت ہے۔

2: نماز کے بعد وہ دعا پڑھی جائے جو اس حدیث میں آئی ہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ .... ثُمَّ اَرْضِنِىْ بِهٖ)) تک۔

3: اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز استخارہ سے بندے کو رہنمائی کیسے ملے گی۔ لیکن تجربہ یہی ہے کہ بعض اوقات خواب یا کسی اور غیبی ذریعے سے رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندے کے دل میں خود بخود اس کام کے کرنے کا جذبہ اور داعیہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یا پھر اس کام سے دل ہٹ جاتا ہے اور اس میں عدم دلچسپی اور بے رغبتی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

بہرحال ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ اگر استخارہ کرنے کے بعد بھی گومگو اور تذبذب (Double mindedness) کی حالت رہے تو بار بار استخارہ کرنا چاہیے یہاں تک کہ کسی ایک طرف دل کا رجحان واضح ہو جائے۔

4: استخارہ کے حوالے سے امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"نیک نیتی سے خالی ذہن کے ساتھ استخارہ کرنے کے بعد کام کے جس پہلو کی طرف دل مائل ہو جائے اسے کر لینا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی خواہش کے ساتھ پہلے ہی اپنے دل میں ایک بات طے کر چکا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ استخارہ نہیں کہلاتا۔"

5: بہتر یہی ہے کہ استخارہ خود کیا جائے۔ آج کل ٹی وی وغیرہ پر استخارہ کرنے کرانے کا جو برق رفتار طریقہ ایجاد ہوا ہے وہ سراسر غیر شرعی اور ناقابل اعتبار ہے۔

Marfat.com

47: نمازِ تسبیح (صلوٰۃ التسبیح)

47...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أُخْبِرُكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ؟ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَالِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ. أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَالِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَالِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1328 ابوداؤد، رقم 1297 ابن ماجہ، رقم 1387

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے چچا جان عباس! کیا میں آپ کو کچھ عطا کر دوں؟ کیا میں آپ کو کچھ عنایت کر دوں، کیا میں آپ کو کوئی خبر دے دوں؟ کیا میں آپ کو دس (10) خوبیاں عطا نہ کر دوں کہ جب آپ ان کے مطابق عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، دانستہ اور نادانستہ، چھوٹے بڑے، ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ معاف فرما دے۔ وہ یہ کہ آپ چار رکعت نفل نماز پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملا کر

Marfat.com

پڑھیں۔ جب پہلی رکعت میں قیام کی حالت میں قراءت سے فارغ ہوں تو پندرہ (15) مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ" پڑھیں، پھر رکوع کریں اور رکوع میں یہی تسبیح دس (۱۰) دفعہ پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس (۱۰) مرتبہ یہی کلمات پڑھیں۔ پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ یہی کلمات پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہی کلمات پڑھیں۔ پھر دوسرا سجدہ کریں اور اس میں دس (۱۰) دفعہ یہی کلمات پڑھیں...... سجدے سے سر اٹھائیں اور دس (10) مرتبہ یہی کلمات پڑھیں...... اس طرح ہر رکعت میں پچھتّر (75) مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں گے۔ یہی عمل چار رکعتوں میں دہرائیں۔ اگر روزانہ یہ نماز پڑھ سکیں تو پڑھ لیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہر جمعے کے دن پڑھ لیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو پھر اپنی زندگی میں ایک بار ہی پڑھ لیں۔"

تشریح:

1: یہ حدیث جسے مشہور تابعی عکرمہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بعض محدثین کے نزدیک صحیح ہے اور سب کے ہاں 'حسن' کا درجہ رکھتی ہے۔ اسے کئی اور صحابہ کرام سے بھی کئی طریقوں سے روایت کیا گیا ہے۔

2: نماز تسبیح یا "صلوٰۃ التسبیح" کی بڑی فضیلت اور اس کا بہت ثواب ہے۔ اس کے ایک بار خلوصِ دل کے ساتھ پڑھنے سے عمر بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

3: عام لوگوں کے لیے جو زیادہ دعائیں اور تسبیحات یاد نہیں کر سکتے، یہ نمازِ تسبیح ایک عظیم نعمت ہے کیونکہ اس میں ایک نہایت ہی مختصر تسبیح کو بار بار پڑھا جاتا ہے۔

Marfat.com

48: نمازِ استسقاء (بارش کے لیے نماز)

48...... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَآئَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1497 صحیح بخاری، رقم 1024
صحیح مسلم، رقم 2070 ابوداود، رقم 1166ترمذی، رقم 556
نسائی، رقم 1509 اللؤلؤ والمرجان، رقم 515

''حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کے لیے لوگوں کے ساتھ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی جس میں بلند آواز سے قراء ت کی۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور دعا کرتے رہے۔ جب آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر کو پلٹا دیا۔''

تشریح:

1: 'استسقاء' کے لفظی معنی 'پانی طلب کرنے' کے ہیں۔ نماز استسقاء سے مراد وہ نماز ہے جو قحط کے وقت یا بارش نہ ہونے کی صورت میں شہر سے باہر کھلے میدان میں پڑھی جائے۔

2: بارش کے لیے صرف دعا مانگنا اور اس کے لیے نماز استسقاء پڑھنا دونوں ہی سنت سے ثابت ہیں۔

3: نماز استسقاء کا طریقہ تو اس حدیث سے ظاہر ہے مگر چند باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

ایک یہ کہ پہلے دو رکعت نماز استسقاء پڑھی جائے گی جس میں امام بلند (جہری) قراءت کرے گا۔ اس کے بعد امام خطبہ دے گا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کی جائے گی۔ ہاتھوں کو بہت اوپر کر کے اور ہتھیلیوں کو الٹا کر کے عاجزی سے دعا ہوگی۔

دوسرے یہ کہ دعا کے بعد قبلہ رو ہو کر امام کندھے سے اپنی چادر کو اس طرح پلٹا کر اوڑھے گا کہ اس کا دایاں حصہ بائیں طرف ہو جائے اور بایاں حصہ دائیں طرف ہو جائے۔ اصطلاح میں اسے 'تحویل رداء' کہتے

Marfat.com

ہیں۔

4: بارش طلب کرنے کے لیے نماز استسقاء کے علاوہ بعض اور دعائیں بھی ثابت ہیں جیسے:

((اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ))

(ابوداؤد، رقم 1176)

''اے اللہ! اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب فرما دے، اپنی رحمت اپنی مخلوق پر پھیلا دے اور اپنی مردہ زمین کو زندہ کر دے۔''

5: امت مسلمہ کا عام تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ جب کبھی نماز استسقا اپنے پورے آداب کے ساتھ پڑھی گئی اور اس میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی گئی اور دل سے عاجزی کے ساتھ دعا کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ضرور بارش برسادی۔

Marfat.com

49: مرنے والے کو کلمے کی تلقین کیجئے

49...... ((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1616	صحیح مسلم، رقم 2123
ابوداؤد، رقم 3117	ترمذی، رقم 976
نسائی، رقم 1826	ابن ماجہ، رقم 1445

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کیا کرو۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں ''مرنے والوں'' سے مراد وہ مسلمان ہیں جن پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں اور نزع کی حالت طاری ہو جائے۔

2: مرنے والے کو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کی تلقین کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف متوجہ ہو۔

3: اس تلقین سے اگر مرنے والے کی زبان ساتھ دے گی تو وہ یہ کلمہ پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کرلے گا۔ اس کی موت ایمان اور اسلام کی حالت میں موت شمار ہوگی اور وہ اسی حال میں دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

4: اگر مرنے والا زبان سے یہ کلمہ نہ بھی پڑھ سکے گا تو کم سے کم یہ تو ہوگا کہ اس کا دھیان توحید کی طرف جائے گا۔

5: مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کو نہ کہا جائے۔ معلوم نہیں اس وقت اس کے منہ سے کیا بات نکل جائے۔ صرف اس کے سامنے کلمہ پڑھا جائے اور بار بار پڑھا جائے۔

6: مرنے والے کو توحید، ایمان اور اسلام کی طرف متوجہ کرنے والی اس حدیث کا ماخذ قرآن حکیم کی درج ذیل آیات ہیں:

Marfat.com

(1) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان کی موت اسلام کی حالت پر ہونی چاہیے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

(اٰل عمران: 102)

''اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے اور مرتے دم تک اسی کی فرمانبرداری کرو۔''

(2) قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا بیان ہوئی ہے جس میں انہوں نے اسلام کی حالت میں موت کے آنے کی دعا فرمائی ہے:

﴿رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾

(یوسف: 101)

''اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا کارساز ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جب میں مروں تو فرمانبرداری کی حالت میں اور دوبارہ اٹھوں تو تیرے نیک بندوں کے ساتھ۔''

7: ہر مسلمان کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ اس کا خاتمہ ایمان کی حالت پر ہو۔

Marfat.com

50: میت کا غسل اور کفن

50...... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1637 — صحیح بخاری، رقم 1267

صحیح مسلم، رقم 2891 — ترمذی، رقم 951

نسائی، رقم 1904 — ابن ماجه، رقم 3084

اللؤلؤ والمرجان، رقم 753

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھا۔ اچانک اس کی اونٹنی نے اسے نیچے گرا دیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے احرام کے دو کپڑوں ہی میں اسے کفن دو۔ نہ اس کو خوشبو لگانا اور نہ اس کا سر ڈھانپنا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھے گا۔"

تشریح:

1: مسلمان میت کو غسل دینا جمہور فقہا کے نزدیک فرض کفایہ ہے البتہ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں سنت ہے۔

2: جو میت کو غسل دے، اسے کفن پہنائے اور اس کے جنازے میں شرکت کرے اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسند احمد)

3: شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ اس پر اجماع امت ہے۔ شہید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہادت پاتا ہے۔

4: مرد کو تین کپڑوں کا کفن دینا افضل ہے۔ البتہ دو کپڑوں کا کفن بھی درست ہے۔

5: عورت کے کفن کے لیے پانچ کپڑے ہونے چاہئیں۔

6: کفن کا کپڑا نیا ہو تو بہتر ورنہ پرانے اور استعمال شدہ کپڑوں کو دھو کر ان کا کفن دینا بھی جائز ہے اور اس

Marfat.com

کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔

7: جو شخص حج یا عمرے کے احرام کی حالت میں فوت ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ اسے غسل کے بعد احرام ہی کے کپڑوں میں دفن کیا جائے گا یا اسے عام میت کی طرح کا کفن وغیرہ پہنایا جائے گا۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث سے جمہور نے عام حکم مراد لیا ہے کہ ہر احرام والے کے بارے میں یہی حکم ہے اور بعض فقہاء جن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ شامل ہیں، اسے خاص حکم مانتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مخصوص شخص کے حوالے سے خاص عمل ہے۔

8: میت کو غسل دینے والے کے لیے بعد میں خود غسل کر لینا مستحب ہے۔

9: میت کو غسل دینے سے پہلے وضو کرانا مستحب ہے۔

10: میت کے غسل کے پانی میں بیری کے پتے ڈالنا مستحب ہے۔

11: اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی طرح حدیث بھی دین ہے اور اس سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

51: جنازے کو جلدی لے جانا

51...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ، وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1646	صحيح بخاري، رقم 1315
صحیح مسلم، رقم 2186	ترمذی، رقم 1015
ابن ماجه، رقم 1477	اللؤلؤ والمرجان، رقم 550

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنازے کو جلدی لے جایا کرو۔ وہ نیک اور بھلا ہوگا تو تم اسے بھلائی ہی کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو وہ ایک شر اور برائی ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔''

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میت کی تجہیز و تکفین میں ضرورت کے بغیر دیر نہ کی جائے۔ اسی طرح جنازہ لے جانے میں بھی تاخیر نہ کی جائے۔ بلکہ عام رفتار سے زیادہ تیزی سے لے کر چلنا چاہیے۔ کیونکہ اگر میت نیک ہے اور اللہ کی رحمت کی امیدوار ہے تو پھر اسے جلدی اس کے ٹھکانے پر پہنچایا جائے اور اگر ایسی ویسی ہے تو جلدی سے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔

اس پر اجماع امت ہے کہ جنازے کو تیزی سے لے کر جانا مستحب ہے۔

Marfat.com

52: جنازے میں شرکت کا ثواب

52...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا، وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ، كُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا، ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1651	صحیح بخاری، رقم 47
صحیح مسلم، رقم 2189	ابوداؤد، رقم 3168
ترمذی، رقم1040	نسائی، رقم 1942
اللؤلؤ والمرجان، رقم 551	

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو آدمی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو، اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور اسے دفنانے تک ساتھ رہے تو اسے ایسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے جس میں سے ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن جو آدمی میت کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کے دفن ہونے سے پہلے واپس چلا جائے تو اسے ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

تشریح:

1: جس طرح میت کو غسل دینا اور کفن پہنانا فرض کفایہ ہے اسی طرح جنازہ اٹھانا بھی فرض کفایہ ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔

2: جنازہ صرف مرد اٹھا سکتے ہیں۔

3: جنازے کے ساتھ عورتوں کا جانا منع ہے۔ بعض نے اسے مکروہ اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔

4: صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

Marfat.com

((اَصْغَرُهُمَا مِثْلُ اُحُدٍ)) (صحیح مسلم، رقم 1292)

''ان دونوں قیراطوں میں سے جو چھوٹا ہے وہ بھی احد پہاڑ کے برابر ہے۔

5: نسائی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

((وَالْقِيرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ)) (نسائی، رقم 1942)

''اور ان میں سے ہر ایک اُحد پہاڑ سے بڑا ہے۔''

6: اگر ایک سے زیادہ جنازے ہوں تو ہر ایک کی الگ الگ نماز جنازہ ضروری نہیں بلکہ سب کے لیے ایک ہی نماز جنازہ کافی ہے۔

7: ہر قسم کے گناہ گار حتیٰ کہ خودکشی کرنے والے مسلمان کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

8: جس مسلمان پر کوئی شرعی حد جاری کی گئی اور وہ اس سے مر گیا تو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

9: مسلمان میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔

10: یہ حدیث معلوم ہونے کے بعد مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول ملتا ہے:

((لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيْرَةٍ)) (صحیح مسلم، رقم 2194)

''بے شک اس سے پہلے ہم نے بہت سے قیراطوں میں کوتاہی کی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ میت کی نماز جنازہ اور تدفین کے اتنے بڑے ثواب سے محروم نہ رہے اور حتی الامکان اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

Marfat.com

53: دو یا تین نابالغ فوت شدہ بچوں کی ماں کے لیے اجر

53...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ: لَا یَمُوْتُ لِاِحْدٰکُنَّ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ: اَوْ اِثْنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَوِ اثْنَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا: ثَلٰثَةٌ لَّمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1730
صحیح بخاری، رقم 1249-1250
صحیح مسلم، رقم 6698-6700
ترمذی، رقم 1059
نسائی، رقم 1873
ابن ماجہ، رقم 1604
اللؤلؤ والمرجان، رقم 1691

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصاری خواتین سے فرمایا:
تم میں سے کسی کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس سے ثواب کی امید رکھے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔
ان میں سے ایک عورت بولی: یارسول اللہ! کیا جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں اس کے لیے بھی یہی ثواب ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں اس کے لیے بھی یہی ثواب ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں اس طرح ہے کہ: وہ تین نابالغ بچے ہوں۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ﷺ مردوں کو بہت تبلیغ کرتے ہیں ہم عورتوں کو بھی وعظ و نصیحت فرمایا کریں۔ اس پر نبی ﷺ نے ایک مقررہ دن عورتوں کو ایک خاص جگہ جمع ہونے کی تاکید فرمائی۔ پھر اس دن ان کو وعظ و نصیحت کی جس کے دوران میں وہ بات بھی فرمائی جو اس حدیث میں ہے۔

2: اس حدیث میں ایسی ماؤں کے لیے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے جن کے تین یا دو بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان کی وفات پر صبر سے کام لیں۔

Marfat.com

پھر ساتھ ہی دوسری روایت میں ان بچوں کے بارے میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ وہ بچے چھوٹے اور نابالغ ہوں۔

3: اگرچہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد انصار کی عورتوں کے لیے تھا مگر حدیث کا حکم عام ہے اور جنت کی یہ خوشخبری ہر مسلمان ماں کے لیے ہے جس کے دو یا تین بچے کم عمری میں فوت ہو گئے ہوں۔

اس بارے میں فقہاء، مفسرین اور اصولیین کا ایک متفقہ اور مسلمہ اصول یہ ہے کہ:

((اَلْعِبْرَۃُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ))

جس کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے حکم کو عام سمجھا جائے گا اور کسی خاص موقع کے ساتھ اسے مخصوص نہیں کیا جائے گا۔

4: ''وہ اس سے ثواب کی امید رکھے۔'' سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت اپنے بچوں کی وفات پر نہ تو نوحہ اور بین کرے اور نہ بے صبری کا مظاہرہ کرے بلکہ اس وقت وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے، اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر جھکا دے، اس کی مشیت پر راضی رہے۔ اور اپنے اس صبر پر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھے۔

5: ہو سکتا ہے ایسی عورت اپنے صبر جمیل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائے، یا اپنے فوت شدہ معصوم بچوں کی سفارش اور شفاعت اس کے کام آ جائے، یا پھر وہ بچے اپنی ماں کے لیے دوزخ سے پردہ اور آڑ بن جائیں جس کے نتیجے میں وہ جنت میں چلی جائے۔ ان میں سے کوئی صورت ہو وہ بہر حال جنت میں جائے گی۔

6: بچے ماں کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور وہ ماؤں کو پیارے بھی زیادہ ہوتے ہیں اس لیے ان کے مرنے پر صدمہ بھی شدید ہوتا ہے۔ اس کیفیت کو کسی شاعر نے یوں محسوس کیا ہے ؎

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

پھر چونکہ کم عمر اور نابالغ بچوں کی وفات کا زیادہ رنج وغم ہوتا ہے اس لیے اس پر صبر کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ جو مائیں ایسے موقع پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں تو ان عظیم ماؤں کے لیے اس حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

Marfat.com

54: شہیدوں کی اقسام

54...... ((عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْهَدَمِ وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1546 | صحیح بخاری، رقم 2829
صحیح مسلم، رقم 4940 | اللؤلؤ والمرجان، رقم 1247
ترمذی، رقم 1063

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
شہیدوں کی پانچ قسمیں ہیں: طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کے مرض سے مرنے والا، ڈوب جانے سے مرجانے والا، کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرجانے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں پانچ قسم کے شہیدوں کا ذکر ہے۔
(1) طاعون کی بیماری سے مرنے والا
(2) پیٹ کے مرض سے مرنے والا
(3) ڈوب جانے سے مرنے والا
(4) دیوار وغیرہ گرنے سے نیچے دب کر مرنے والا
(5) اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں شہید ہونے والا

2: اسلامی شریعت کی اصطلاح میں اصل حقیقی شہید وہ ہے جو کافروں کے خلاف جہاد کرتا ہوا میدانِ جنگ میں شہید ہو جائے۔ اس حدیث میں پانچویں نمبر پر اسی شہید کا ذکر ہے۔ اسلامی فقہ میں شہید کے بارے میں جو مخصوص احکام ہیں وہ اسی شہید کے بارے میں ہیں۔

3: حدیث میں باقی چار قسم کے شہداء اجر وثواب کے لحاظ سے ہیں۔ ان کو شہادت کا درجہ اس لیے ملا کہ وہ

Marfat.com

بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مر گئے۔ فقہ میں ان کو ''حکمی شہید'' کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں وہی شرعی احکام ہیں جو عام میت کے لیے ہیں۔

4: اس حدیث میں پہلے طاعون کی بیماری (Plague) سے مرنے والے کو شہید شمار کیا گیا ہے۔ طاعون ایک مہلک بیماری اور متعدی وبا ہے اور یہ زیادہ تر چوہوں کے ذریعے سے پھیلتی ہے۔ اس بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہوتا ہے۔

دوسرے نمبر پر پیٹ کے مرض سے مرنے والے کو بھی شہید کہا گیا ہے اس سے ایسی بیماری مراد ہے جیسے ہیضہ (Cholera) وغیرہ۔ اس سے مرنے والا بھی شہادت کا اجر پاتا ہے۔

تیسرے نمبر پر پانی میں ڈوب جانے سے مرنے والے کو بھی شہید قرار دیا گیا ہے۔ جیسے کوئی شخص کشتی یا بحری جہاز میں سوار تھا اور ان کے ڈوبنے سے وہ بھی ڈوب گیا اور مر گیا۔ یا کسی بھی حالت میں گہرے پانی یا سیلاب میں ڈوب مرا جب کہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والا کام نہیں کر رہا تھا۔

چوتھے نمبر پر دیوار وغیرہ گرنے سے ہلاک ہونے والے کو بھی شہید کہا گیا ہے۔ اس میں بھی وہ تمام صورتیں شامل ہیں جس میں کسی شخص پر کوئی ایسی وزنی چیز گرے جس سے اس کی موت واقع ہو جائے یا وہ بلندی سے اچانک گر کر مر جائے۔

5: بعض دوسری احادیث وروایات کی روشنی میں ہمارے فقہائے کرام نے ایسے تمام افراد کو ان حکمی شہیدوں میں شامل کیا ہے جو کسی بھی حادثاتی موت کا شکار ہو کر اچانک مر جائیں جیسے آگ میں جل کر مر جانا، یا کسی عورت کا زچگی میں وفات پا جانا وغیرہ۔

Marfat.com

55: قبروں کی زیارت

55...... ((عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا......))

مشكوٰة المصابيح، رقم 1762 — صحيح مسلم، رقم 2260
ابوداؤد، رقم 3698 — نسائی، رقم 2032

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب ان کی زیارت کرلیا کرو......''

تشریح:

1: قبروں کی زیارت اگر اس لیے کی جائے کہ مردوں کے لیے بخشش کی دعا کی جائے، قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کی جائے، موت اور آخرت کی یاد تازہ کی جائے، دنیا سے دلچسپی کم اور آخرت کی فکر زیادہ ہو تو اس کے ایک مستحب اور مشروع کام ہونے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

2: شروع میں نبی ﷺ نے زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا کیونکہ اس وقت اس دوران میں بعض جاہلی مشرکانہ حرکات کی جاتی تھیں۔ بعد میں جب تربیت و تزکیہ کا مرحلہ طے ہوگیا اور توحید کا عقیدہ پختہ ہوگیا تو اس کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ خود نبی ﷺ کے عمل سے یہ ایک مسنون کام ہوگیا کہ اس سے دلوں میں نرمی اور آنکھوں میں نمی پیدا ہوتی ہے اور یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

مدینے کے قبرستان 'جنت البقیع' اور شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جانا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔

3: عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے حرام، بعض نے مکروہ اور بعض نے جائز کہا ہے۔ حنفی فقہ میں اس کی ممانعت ہے۔

4: قبروں سے دعائیں اور مرادیں مانگنا جائز نہیں ہے۔

5: قبر پر نماز پڑھنا، اسے پختہ بنانا، اس پر دیا جلانا، چادریں چڑھانا، منتیں ماننا اور عرس منانا سب حرام ہیں۔

Marfat.com

6: اس حدیث سے اسلامی شریعت کا ایک اہم اصول معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی کام میں کچھ بھلائی ہو مگر اس کے ساتھ کسی بڑی خرابی کا اندیشہ بھی ہو تو ایسے کام کی ممانعت کر دی جائے گی۔ پھر اگر کسی وقت حالات تبدیل ہو جائیں اور اس بھلائی کے کام میں خرابی کا اندیشہ باقی نہ رہے تو پھر وہی کام جائز ہو جائے گا۔

7: قبرستان میں داخل ہونے کی دعائیں اگلی حدیث 56 میں آ رہی ہیں۔

Marfat.com

56: قبرستان میں داخل ہونے کی دعا

56...... ((عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمُقَابِرِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1764 صحیح مسلم 2257 ابن ماجہ، رقم 1547

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ قبرستان جانے کا ارادہ کرتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو یہ دعا سکھاتے تھے:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ))

سلام ہو تم پر اے مومن اور مسلمان گھر والو! اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے خیر و عافیت مانگتے ہیں۔''

تشریح:

1: قبروں کی زیارت کے وقت مردوں کو سلام کہنا اور ان کے لیے بخشش کی دعا کرنا مستحب ہے۔

2: اس حدیث میں قبرستان میں داخل ہونے کی جو دعا آئی ہے، بعض دوسری احادیث میں اس کے علاوہ دعائیں بھی آئی ہیں۔

3: قبرستان میں داخل ہونے کی دوسری دعا یہ ہے:

((اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ))

(صحیح مسلم، رقم 225) (نسائی، رقم 2039)

''سلام ہو تم پر اے مومن اور مسلمان گھر والو! اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ان پر بھی جو ہم سے پہلے چلے

Marfat.com

گئے اور ان پر بھی جو پیچھے رہ گئے۔ ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔"

4. قبرستان میں داخل ہونے کی تیسری دعا یہ ہے:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاِثَرِ)) (ترمذی، رقم 1053)

"اے قبر والو! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آئیں گے۔"

Marfat.com

57: اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش اور قرب

57...... ((عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا" وَ أَزِيْدُ: وَ مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا" أَوْ أَغْفِرُ، وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَ مَنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً، وَ مَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطِيْئَةً لاَ يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2265 — صحیح مسلم، رقم 6833

ابن ماجه، رقم 3821 — صحیح بخاری، رقم 7537

''حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا، اس کے لیے دس گنا ثواب ہے اور میں اسے بڑھا بھی دوں گا۔ اور جو شخص کوئی برائی لے کر آئے گا تو اس کا گناہ اتنا ہی ہے جتنی اس نے برائی کی یا پھر میں اسے بخش دوں گا۔ جو شخص ایک بالشت کے برابر میرے قریب آتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جو کوئی چلتا ہوا میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ اگر کوئی شخص ساری زمین کے برابر گناہ بھی میرے پاس لائے گا تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملاقات کروں گا بشرطیکہ اس نے شرک نہ کیا ہو۔''

تشریح:

1: اس حدیث قدسی کے آخر میں جو شرک نہ کرنے والے گناہ گار کی بخشش کا ذکر ہے، یہ مضمون ترمذی، رقم 3540 میں بھی آیا ہے۔

2: اس حدیث میں درج ذیل باتیں بتائی گئی ہیں:

(1) ایک یہ کہ ہر نیکی کا اجر و ثواب دس گنا ہے۔ گویا ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر شمار ہوگی۔

Marfat.com

یہ وہی مضمون ہے جو سورۃ الانعام میں بھی بیان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: 160)

''جو شخص ایک نیکی لائے گا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔''

اس کے علاوہ قرآن مجید کے ایک اور مقام پر اور بعض دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ایک نیکی کا ثواب بعض اوقات سات سو (700) نیکیوں کے برابر ہو جاتا ہے اور کبھی ایک نیکی کا اجر احد پہاڑ سے بھی بڑھ کر ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث 110 کی تشریح)

(2) دوسری بات اس حدیث قدسی میں یہ فرمائی گئی ہے کہ ایک برائی کا بدلہ ایک ہی برائی ہے۔ یا پھر توبہ وغیرہ کے نتیجے میں وہ بھی معاف کر دی جاتی ہے۔ یہ بات بھی سورۃ الانعام میں موجود ہے۔

﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ (الانعام: 160)

''اور جو شخص برائی لے کر آئے گا، اسے اس برائی کے برابر بدلہ ملے گا۔''

اور صحیح حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ ایک برائی ایک برائی ہی لکھی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری، رقم 42) (صحیح مسلم، رقم 336)

(3) تیسری بات اس حدیث قدسی میں یہ ارشاد ہوئی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے۔ جو ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب دو ہاتھ بڑھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔

یہ تمثیل کے انداز میں ایسے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور اس کی بے پایاں شفقت وقدردانی کا اظہار ہے۔ جب بندہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کا آگے بڑھ کر استقبال کرتی ہے۔ بندے کی معمولی نیکی کو بھی اللہ تعالیٰ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس پر اجر دیتا ہے۔ جو بندہ اطاعت اور نیکیوں میں جتنا آگے بڑھتا ہے اسے اتنا ہی زیادہ قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ اس قرب اور درجے کا انحصار بندے کی نیت، اس کے اخلاص اور اس کی قربانی وایثار پر ہوتا ہے۔

(4) آخری بات جو اس حدیث قدسی میں بیان ہوئی وہ ترمذی، رقم 3540 میں بھی آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو بندے کے زمین کے برابر سارے گناہ معاف کر دے مگر وہ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا۔

تمام گناہوں کے معاف ہو جانے اور شرک کے معاف نہ ہونے کی دونوں باتیں قرآن مجید سے بھی

Marfat.com

ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ (الزمر: ۵۳)

"بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء: 116)

"بے شک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں ان میں سے جو چاہے گا بخش دے گا۔"

Marfat.com

58: اللہ کے ذکر کی فضیلت

58...... ((عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ وَأَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :
لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ ، وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ ، وَ ذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهُ))

مشکوٰۃ المصابیح ، رقم 2261 صحیح مسلم ، رقم 6855

''حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب کچھ لوگ ایک جگہ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت یعنی اطمینان نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ہاں کے فرشتوں سے اس کا تذکرہ فرماتا ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی چار فضیلتیں بیان ہوئی ہیں۔

2: اللہ کے ذکر میں نماز، تلاوتِ قرآن، دعا، استغفار، تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید سب شامل ہیں۔

3: قرآن مجید میں بھی اللہ کا ذکر کئی مقامات پر بیان ہوا ہے۔نماز کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ٥﴾ (طٰہٰ: 14)

''اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔''

گویا نماز اس لیے ہے کہ اللہ کا ذکر کیا جائے اور اسے یاد کیا جائے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا٥ وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا٥﴾

(الاحزاب: 41-42)

''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو، اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے جہاں مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے دوسرے نیک اوصاف بیان فرمائے ہیں وہاں یہ

Marfat.com

بھی فرمایا ہے کہ وہ اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝﴾

(الاحزاب: 35)

''اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر وثواب مہیا کر رکھا ہے۔''

4: زیر نظر حدیث میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لیے جو چار فضیلتیں بیان ہوئی ہیں وہ یہ ہیں:

(1) ان کو ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے لوگوں کو اپنے سایۂ رحمت میں لے لیتی ہے۔

(3) پھر ان کے دلوں پر سکینت نازل کی جاتی ہے جو ایک خاص قسم کا روحانی اطمینان اور سکون ہوتا ہے۔

(4) آخری نعمت اور فضیلت جو ان بندوں کو حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں کے فرشتوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرتا ہے کہ دیکھو، یہ میرے بندے جنہوں نے مجھے دیکھا تک نہیں، کتنی محبت سے، کتنے ذوق وشوق سے اور سوز وگداز کے ساتھ میرا ذکر کر رہے ہیں۔

مقرب فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کا اس طرح ذکر فرمانا بھی ایک عظیم نعمت، قدردانی اور اعزاز واکرام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر الٰہی کرنے اور اس کی برکات وفیوض اور خاص کیفیات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

Marfat.com

59: دو آسان کلمات کا بے انتہا اجر

59...... ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2298	صحیح بخاری، رقم 6682
صحیح مسلم، رقم 6846	ترمذی، رقم 3467
ابن ماجه، رقم 3806	اللؤلؤ والمرجان، رقم 1727

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں اور رحمان کے پسندیدہ ہیں اور وہ یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ))

پاک ہے اللہ اور اسی کے لیے حمد و ثنا اور تعریف ہے، پاک ہے اللہ جو عظمت والا ہے۔''

تشریح:

1: ان دو کلمات کا زبان پر ہلکا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بہت مختصر ہیں اور آسانی کے ساتھ یاد کر کے ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔

2: یہ دونوں کلمات اللہ تعالیٰ کو اس لیے بہت پسند ہیں کیونکہ ان میں اس کی حمد و ثنا اور تسبیح بیان کی گئی ہے۔

3: ''یہ میزان میں بھاری ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب ان کا ثواب ان کے پڑھنے والوں کو دیا جائے گا تو وہ بہت زیادہ ہوگا۔

جس طرح مادی اشیاء اور توانائی کی چیزوں کا وزن اور مقدار معلوم کرنے کے ترازو، پیمانے، آلات اور میٹر (Meter) ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں آخرت میں اچھے برے اعمال اور روحانی اشیاء کا وزن معلوم کرنے کے لیے میزان قائم ہوگی جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ط وَإِنْ كَانَ

Marfat.com

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴿ (الانبیاء: 47)

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھیں گے۔ پھر کسی کی حق تلفی نہ ہوگی۔ اگر رائی کے برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو ہم اسے بھی حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا گیا:

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ (القارعه: 06-11)

''پھر جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہ من مانے عیش میں ہوگا اور جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا، تو اس کا ٹھکانا ہاویہ گڑھا ہوگا اور تم کیا سمجھے کہ وہ کیا چیز ہے؟ وہ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔''

یاد رہے کہ اس 'میزان' پر یقین کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

4: یہ تسبیح وتحمید کے کلمات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو ہر عیب، کمزوری اور نقص سے پاک بتایا گیا ہے اور اس کی تعریف کی گئی ہے اور اس کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے شایان شان بھی یہی ہے۔

ان دونوں کلمات میں اللہ تعالیٰ کی منفی اور مثبت دونوں لحاظ سے شان بیان ہوئی ہے۔

منفی پہلو یہ ہے کہ وہ پاک ہے ہر عیب سے، نقص سے، کمزوری سے اور شرک سے۔

مثبت پہلو سے یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ ہر خوبی کا مالک ہے، اچھی صفات رکھنے والا ہے، ہر بھلائی کا سرچشمہ ہے۔ وہ طاقت والا بادشاہ حقیقی ہے۔ بڑائی اور عظمت اسی کے لیے ہے۔ اس کی شان نرالی ہے۔

5: یہ ایک کم محنت والی مختصر تسبیح ہے جس کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے اس لیے اسے یاد کر کے ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیے۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی پسندیدہ تسبیح اور ایک اعلیٰ وظیفہ ہے۔

Marfat.com

60: توبہ کرنا

60...... ((عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ ، فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ))

مشکوٰة المصابيح ، رقم 2325 صحيح مسلم ، رقم 6859

''حضرت اَغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو کیونکہ میں دن میں سو مرتبہ اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

تشریح:

1: توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کر بیٹھے تو اس کے برے انجام کے ڈر سے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے خوف سے اس پر پشیمانی اور ندامت محسوس کرے۔ پھر آئندہ کے لیے اس گناہ سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کا عزم وارادہ کرے۔

2: توبہ واستغفار ایک دعا ہے اور ہر دعا عبادت ہوتی ہے بلکہ عبادت کی روح، اس کا مغز اور جوہر ہوتی ہے۔

3: توبہ واستغفار کے ذریعے بندہ اپنے رب کے سامنے اپنی بندگی عاجزی، بےبسی اور شرمندگی کا اظہار کرتا ہے۔

4: بندہ جب توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس وقت اپنے رب تعالیٰ کی توحید، اس کے رحمان ورحیم اور غفور ورحیم ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

5: توبہ واستغفار صرف عام گناہ گار انسانوں کا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اور انبیائے کرام علیہم السلام بھی توبہ واستغفار کرتے تھے۔

6: انبیائے کرام چونکہ گناہوں سے محفوظ اور معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کی توبہ یا استغفار ان کی بعض ایسی لغزشوں کے لیے ہوتا ہے جو ان کو دو نیکی کے کاموں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے میں

Marfat.com

پیش آئی ہے۔ یہ گناہ ہرگز نہیں ہوتا بلکہ ان سے بعض اوقات دو نیکیوں میں سے چھوٹی نیکی کو بڑی نیکی سمجھنے کی بھول ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ ان کا مقام انسانیت کا بلند ترین مقام ہوتا ہے اور وہ بندگی وعبدیت کے نہایت اعلیٰ درجے پر فائز ہوتے ہیں اس لیے ان لغزشوں پر بھی وہ توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں کی بعض لغزشوں کا ذکر موجود ہے۔ اس کو "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" والا معاملہ سمجھنا چاہیے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کی خطائیں شمار ہوتی ہیں۔

7: اوپر کی تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ دن میں جو سو (100) بار (یا ستر 70 مرتبہ جیسا کہ صحیح بخاری رقم 6307 میں ہے) توبہ کرتے تھے تو اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔

8: اس حدیث میں نبی ﷺ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ کیونکہ جب حضور ﷺ بغیر گناہوں کے اور باوجود معصوم عن الخطا ہونے کے اتنی توبہ کرتے ہیں تو گناہ گار انسانوں کو توبہ کرنے کی کتنی زیادہ ضرورت ہے۔ جب معصوم اور بے قصور توبہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتے تو قصور کرنے والوں کو کتنی توبہ درکار ہے؟

9: یاد رہے کہ عربی زبان میں سات، ستر (70) اور سو (100) کے اعداد گنتی کے علاوہ کثرت کے لیے بھی آتے ہیں۔

نوٹ: توبہ کی وضاحت کے لیے حدیث 61، 62، 63 کی تشریحات بھی دیکھ لیجئے۔

Marfat.com

61: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے

61...... ((عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
لَلّٰهِ أَشَدُّ فَرَحاً بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ رَاحِلَتُهٗ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهٗ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِیْ وَ أَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2332 — صحیح مسلم، رقم 6960
صحیح بخاری، رقم 6309 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1748
صحیفہ ھمام بن منبہ، رقم 80

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب کوئی شخص توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی بڑھ کر خوشی ہوتی ہے جس کی سواری صحرا میں کہیں دور بھاگ گئی ہو۔ اس سواری پر اس کے کھانے پینے کا سامان بھی تھا۔ وہ آدمی پریشانی میں مایوس ہو کر کسی درخت کے سائے تلے لیٹ جائے۔ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو۔ پھر وہ اس کی مہار تھامے اور خوشی کے جوش میں غلطی سے بول پڑے:
''اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔''

تشریح:

1: کلامِ الٰہی اور انبیائے کرام کی تعلیمات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان میں انسانوں کو کوئی بات سمجھانے کے لیے تشبیہات سے کام لیا گیا ہے۔

2: اس حدیث میں بھی ایک تشبیہ کے ذریعے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جو خوشی کسی ساربان مسافر کو اپنی گم شدہ اونٹنی پا لینے پر حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

3: اس حدیث میں بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کی انتہائی خوشی کا احساس دلانے کے لیے جو تشبیہ اختیار کی گئی ہے وہ عرب کے ماحول کے عین مطابق ہے۔اہل عرب کو اکثر ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑتا تھا اور وہ اس کیفیت کو خوب جانتے تھے۔اس لیے یہ تشبیہ ان کے بالکل حسب حال ہے۔

4: دوسرے معاشروں کے انسانوں کو انتہائی خوش کا تصور دلانے کے لیے ان کے ماحول کے مطابق کوئی اور تشبیہ بھی ہو سکتی ہے۔

5: قرآن مجید میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے لوگ بہت پسند ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ﴾ (البقرۃ: 222)

''بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

6: اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''اَلتَّوَّابُ'' ہے جس کے معنی ہیں ''بار بار توبہ قبول کرنے والا۔''

7: یہ حدیث کئی راویوں کی روایات میں مختلف الفاظ سے اور کچھ تفصیلات کے ساتھ بھی آئی ہے لیکن ان سب کا مضمون ایک ہی ہے۔

Marfat.com

62: توبہ کرنے کا صحیح وقت

62...... ((عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
إِنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ، وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2329 صحیح مسلم 6989 مسند احمد، رقم 19758

''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
رات کے وقت اللہ ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ اسی طرح دن کے وقت بھی اللہ ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ یہ سلسلہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک جاری رہے گا۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر گناہ گار شخص کو جلد اپنے گناہ سے توبہ کر لینی چاہیے، ہو سکتا ہے اسے بعد میں توبہ کرنے کا موقع نہ ملے اور وہ آخرت میں پکڑا جائے۔

2: اس حدیث کو قرآن مجید کی درج ذیل آیات کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝﴾ (النساء: 17-18)

''اللہ کے ہاں صرف اُنہی لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو نادانی سے کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا

Marfat.com

ہے۔ لیکن اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر گناہ کرتے رہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے تو وہ کہے ''اب میں توبہ کرتا ہوں۔'' اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

3: توبہ کے وقت کے حوالے سے یہ حدیث بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ))

(ترمذی، رقم 3537، ابن ماجہ، رقم 4253)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ یعنی مرنے سے پہلے سانس اکھڑنا شروع نہ ہو۔''

حاصل یہ ہے کہ بندے کو چاہیے کہ توبہ کے معاملے میں کوتاہی نہ کرے اور ٹال مٹول سے کام نہ لے بلکہ جلد از جلد اپنے گناہ سے توبہ کر لے۔

مزید وضاحت کے لیے حدیث 63 کی تشریح دیکھیے۔

Marfat.com

63: توبہ کا دروازہ کب تک کھلا ہے؟

63...... ((عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2331 صحیح مسلم، رقم 6861 مسند احمد، رقم 10589

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔''

تشریح:

1: صحیح احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی سب سے آخری نشانی ہے۔ اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ لوگ اسے دیکھیں گے لیکن اس وقت نہ توبہ قبول ہوگی اور نہ ایمان لانے کا کوئی فائدہ ہوگا۔ ساری دنیا کے لیے آخر میں توبہ کا دروازہ بند ہو جانے کا یہی ضابطہ اور قانون ہے۔

2: لیکن جہاں تک انفرادی معاملہ ہے تو انسان کے لیے اس وقت تک توبہ کر لینے کا موقع میسر ہے جب تک موت کا فرشتہ حاضر نہ ہو جائے اور موت کی سکرات اور بے ہوشی طاری نہ ہو۔ جب سانس اکھڑنے لگے اور انسان کا آخری وقت آن پہنچے تو پھر توبہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

3: قرآن مجید میں فرعون کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ اُس نے آخری وقت توبہ کرنی چاہی جب اس نے موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا اور جب توبہ کرنے اور ایمان لانے کا وقت ختم ہو چکا تھا، اس لیے اس کی نہ توبہ قبول ہوئی اور نہ اس کا ایمان لانا قبول ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا

Marfat.com

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝﴾

(یونس:90-91)

''اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا تا کہ ظلم وزیادتی کریں۔ پھر جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا کہ ''میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (اس پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا اب تو ایمان لاتا ہے جب کہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔''

(مزید وضاحت کے لیے حدیث 62 کی تشریح دیکھئے)

Marfat.com

64: بنی اسرائیل کے ایک قاتل کی سچی توبہ اور بخشش

64...... ((عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
كَانَ فِیْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَ تِسْعِیْنَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ یَسْأَلُ فَأَتٰی رَاهِبًا فَسَأَلَهٗ، قَالَ: أَلَهٗ تَوْبَةٌ؟ قَالَ: لَا، فَقَتَلَهٗ. وَ جَعَلَ یَسْأَلُ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: اِئْتِ قَرْیَةَ كَذَا وَكَذَا، فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَی اللّٰهُ إِلٰی هٰذِهٖ أَنْ تَقَرَّبِیْ، وَ إِلٰی هٰذِهٖ أَنْ تَبَاعَدِیْ، قَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمَا، فَوَجَدَ إِلٰی هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2327 — صحیح بخاری، رقم 3470
صحیح مسلم، رقم 7008 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1760

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک ایسا شخص تھا جو ننانوے (۹۹) انسانوں کو قتل کر چکا تھا۔ وہ اپنے بارے میں مسئلہ معلوم کرنے کے لیے ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس کے لیے توبہ ہو سکتی ہے۔ راہب نے جواب دیا کہ نہیں ہو سکتی، تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ مسئلہ پوچھنے لگا تو کسی آدمی نے اسے بتایا کہ تم فلاں بستی میں چلے جاؤ۔ وہ ادھر روانہ ہوا تو راستے میں اسے موت آ گئی۔ اس نے اپنا سینہ بستی کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے بعد رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اس کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ قریب ہو جائے اور پہلے طے شدہ فاصلے کو دور کر دیا۔ پھر فرمایا: ان دونوں کا درمیانی فاصلہ ماپا جائے۔ پیمائش کے نتیجے میں وہ شخص ایک بالشت کے برابر بستی کے قریب پایا گیا تو اسے بخش دیا گیا۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا واقعہ بیان ہوا ہے جو سو (100) انسانوں کو قتل کر چکا تھا لیکن اپنی سچی توبہ کے باعث بخش دیا گیا۔

Marfat.com

2: دراصل اس حدیث میں ایک واقعے کو مثال بنا کر اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کی بے پایاں وسعت کا تصور دلایا گیا ہے کہ کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی گناہ گار اور پاپی ہو، اگر سچے دل سے توبہ کرلے گا اور آئندہ کے لیے نیکی کی زندگی اختیار کرنے کا عزم و ارادہ کرلے گا تو وہ بھی بخشا جائے گا، خواہ توبہ کر لینے کے بعد وہ جلد ہی اللہ کو پیارا ہو جائے، اسے نیک کام کرنے کا موقع نہ ملے اور اس کا اعمال نامہ نیکیوں سے بالکل خالی ہو۔

3: اس حدیث کو قرآن مجید کی درج ذیل آیات کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے حقیقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (الزمر: 53)

''(اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ فرماتا ہے) اے میرے بندو! جنہوں نے گناہ کرکے اپنے اوپر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

4: اس موقع پر ایک حدیث قدسی بھی سامنے رکھیے:

((عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابِهٖ، فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ))

صحیح بخاری، رقم 3194 | صحیح مسلم، رقم 6969-6971
سنن نسائی، رقم 3543 | سنن ابن ماجہ، رقم 4295
مشکوٰۃ المصابیح، رقم 5700,2364

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے اس کتاب میں جو اس کے پاس عرش میں موجود ہے یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔''

یہی مضمون صحیح مسلم کی ایک روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ:

Marfat.com

((عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ))

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔''

5: اس حدیث کے واقعے پر ایک شبہ ہوسکتا ہے کہ 'ناحق قتل' تو ایک ایسا گناہ ہے جس کا تعلق صرف حقوق اللہ سے نہیں بلکہ حقوق العباد سے بھی ہے، اس میں جہاں ایک اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی نافرمانی پائی جاتی ہے، وہاں دوسری طرف مقتول بندے پر اور اس کے بیوی بچوں پر ظلم وزیادتی بھی ہے اور مسلمہ اسلامی اصول یہ ہے کہ اس طرح کا گناہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتا بلکہ متاثرہ افراد کو راضی کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اس شبے کا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ اصول اور ضابطہ یہی ہے لیکن متاثرہ افراد کے حق کی ادائیگی اور ان کو راضی کر لینے کی ایک صورت یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان مظلوموں کو اپنے خزانۂ رحمت سے بہت کچھ عطا کر کے راضی کر لے گا، اور سو (100) خون کرنے کے بعد توبہ کر لینے والے جس شخص کا واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ متاثرہ لوگوں کے ساتھ بالکل یہی معاملہ کرے گا اور اس شخص کو جنت میں بھیج دے گا۔

Marfat.com

65: سید الاستغفار (سب سے اعلیٰ استغفار)

65...... ((عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ:
اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّىْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِىْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ أَبُوْءُ بِذَنْبِىْ، فَاغْفِرْلِىْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.
قَالَ: وَ مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُمْسِىَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ مَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

مشکوۃ المصابیح، رقم 2335 صحیح بخاری، رقم 6306

”اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں تیرے ساتھ کیے ہوئے وعدے پر قائم رہوں گا۔ میں اپنے شر کے عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا۔ میں اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ معاف فرما دے کیونکہ تیرے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشنے والا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں یہ استغفار کرے اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اسے موت آ گئی تو وہ جنت میں جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصے میں دل کے یقین کے ساتھ یہ استغفار کیا اور صبح ہونے سے پہلے وہ مر گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔“

تشریح:

1: استغفار یعنی اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا دراصل دعا کی ایک قسم ہے۔

2: یہ استغفار اس اعتبار سے ”سید الاستغفار“ یعنی سب سے اعلیٰ استغفار ہے کہ اس میں بندہ اپنے رب کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار نہایت عاجزی سے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے کا

Marfat.com

عہد کرتا ہے، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے، صرف اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہتا ہے اور صرف اسی سے بخشش اور مغفرت طلب کرتا ہے۔ اس لیے یہ بجا طور پر ''سید الاستغفار'' ہے۔

3: جو شخص خلوص نیت سے یہ ''سید الاستغفار'' پڑھے گا، اس حدیث میں اس کے لیے جنت کی بشارت دی گئی ہے لیکن یاد رہے کہ اس کے ساتھ دین کے فرائض کی پابندی اور حرام سے بچنا بھی ضروری ہے۔

Marfat.com

66: دعا عبادت ہے

66...... ((عَنِ النُّعمان بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. ثُمَّ قَرَأَ: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2230 ابوداؤد، رقم 1479

ترمذی، رقم 3372 ابن ماجہ، رقم 3828

مسند احمد، رقم 18542

''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعا بھی عبادت ہے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن: 60)

''اور تمہارے رب نے فرمادیا ہے کہ تم مجھے پکارو، میں تمہاری سنوں گا۔''

تشریح:

1: اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا عبادت بھی ہے اور قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ بھی۔

2: قرآن مجید کی جس آیت کی اس حدیث میں تلاوت کی گئی ہے وہ پوری آیت یہ ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۠﴾ (المومن: 60)

''اور تمہارے رب نے فرما دیا ہے کہ ''مجھے پکارو میں تمہاری سنوں گا۔ مگر جو لوگ میری عبادت کو ٹھکراتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

3: دعا نہ صرف عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز، جوہر اور اس کی روح ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ:

((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.)) (ترمذی، رقم 3371)

Marfat.com

''دعا عبادت کا مغز ہے۔''

ابوداؤد، رقم 1479 میں ''اَلدُّعَاءُ هِيَ الْعِبَادَةُ'' کے الفاظ آئے ہیں جس کے معنی ہیں: ''دعا بجائے خود ایک عبادت ہے۔'' اسی سے ملتے جلتے الفاظ ابن ماجہ رقم 3828 میں بھی آئے ہیں۔

4: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اور اس سے دعا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے۔

((اِنَّهٗ مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهِ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) (ترمذی، رقم 3373۔ مسند احمد 59/4)

''بے شک جو اللہ سے نہ مانگے، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔''

کسی نے کیسی عمدہ بات کہی ہے کہ:

''انسانوں سے مانگو تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں مگر اللہ سے نہ مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے۔''

5: نماز میں درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دعا کرنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد دعا کرنا بھی مستحب ہے۔

6: اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرنی چاہیے جس میں اس کی قبولیت کا یقین ہو۔ یوں دعا نہیں کرنی چاہیے کہ اللہ تو چاہے تو دعا قبول کر، یا نہ کر۔ (صحیح مسلم، رقم 6812)

7: دعا کی قبولیت کے لیے بعض خاص دعا قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم، رقم 2346)

Marfat.com

67: سونے اور جاگنے کی دُعائیں

67...... ((عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ:
"اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا"
وَ إِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2383 صحیح بخاری، رقم 6314
ترمذی، رقم 3417 ابوداود، رقم 5049
ابن ماجہ 3880

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کے وقت اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنا ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰ"

''اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا اور جیتا ہوں۔''

اور جب آپ ﷺ جاگ اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ))

''تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم پر موت طاری کرنے کے بعد زندہ کر دیا اور اسی کی طرف دوبارہ جی اٹھنا ہے۔''

تشریح:

1: چونکہ نیند اور موت میں ایک طرح کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس دعا میں سونے کو مرنے سے اور جاگ اٹھنے کو زندہ ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

2: اس طرح یہ دعا بھی آخرت کی زندگی کو یاد رکھنے اور اس کے لیے تیاری کرنے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ گویا

Marfat.com

یہ دعا بھی ہے اور آخرت کی یاددہانی کا سبق بھی۔

3: احادیث میں سونے اور جاگنے کے وقت کی اور بھی دعائیں ملتی ہیں مگر یہ دعا ان میں سب سے مختصر ہے اور اس کا یاد کرنا بہت آسان ہے۔ایک بچہ بھی اسے آسانی سے یاد کرسکتا ہے۔

Marfat.com

68: بیوی سے ہم بستری کے وقت کی دعا

68...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذَالِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2416 — صحیح بخاری، رقم 141

صحیح مسلم، رقم 3533 — ابوداود، رقم 2161

ابن ماجه، رقم 1919 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 910

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی سے ہم بستری کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا،

اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ ہمیں جو (اولاد) تو عطا فرمائے اسے شیطان سے بچانا۔

پھر اگر اس وقت ان کی قسمت میں بچہ لکھ دیا گیا تو اسے شیطان کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بیوی سے ہم بستری کے وقت اگر یہ مسنون دعا پڑھ لی جائے گی تو آئندہ پیدا ہونے والی اولاد شیطان کے شر اور اس کے برے اثرات سے محفوظ رہے گی۔

2: اگر مذکورہ دعا اس وقت نہیں کی جائے گی تو پیدا ہونے والی اولاد شیطان کے شر اور برے اثرات سے محفوظ نہیں رہے گی۔

3: یہ اس دعا سے غفلت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج کل پیدا ہونے والی اکثر اولاد کے اخلاق و عادات بگڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے والدین کی بھی نافرمان ہو جاتی ہے۔

4: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر پہلو کو سمیٹے ہوئے ہیں اور وہ قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

69: پناہ مانگنا (اِستعاذہ)

69...... ((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2457 — صحیح بخاری، رقم 6616
صحیح مسلم، رقم 6877 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1733

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ کی پناہ مانگو آزمائش کی سختی سے، بدقسمتی کے آنے سے، بری تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔''

تشریح:

یہ ایک ایسا استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کی دعا سکھائی گئی ہے جو ہر لحاظ سے جامع اور ہمہ گیر ہے۔

1: اس میں سب سے پہلے جَهْدُ الْبَلَاءِ یعنی ہر قسم کی مصیبت اور آزمائش کی تکلیف، مشقت اور پریشانی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

2: پھر دَرْكِ الشَّقَاءِ سے پناہ مانگی گئی ہے جس میں ہر طرح کی بدبختی اور محرومی کے لاحق ہونے اور اس کے برے اثرات سے بچنے کی دعا کی گئی ہے۔

3: پھر اس دعا میں سُوْءِ الْقَضَاءِ، سے پناہ طلب کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بری تقدیر اور اچانک حادثے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت مانگی گئی ہے۔

4: آخر میں شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ، سے بچنے اور محفوظ رہنے کی دعا کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی ایسی مصیبت یا ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے جس سے دشمن خوش ہو اور اس پر ہنسے۔ کیونکہ دشمنوں کے طعنے بھی ذہنی اذیت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لیے ان سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔

5: حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ یعنی تم اللہ کی پناہ مانگو۔ اس کے بعد اس ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل میں انفرادی طور پر دعا کے لیے عربی زبان میں درج ذیل الفاظ مناسب اور صحیح ہیں:

Marfat.com

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ جَهْدِ الْبَلاَءِ، وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ))

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آزمائش کی سختی سے، بد قسمتی کے آنے سے، بری تقدیر سے اور اس سے کہ دشمن مجھ پر ہنسیں۔''

اور اجتماعی طور پر دعا کرتے وقت اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ (میں تیری پناہ چاہتا ہوں) کی بجائے اِنَّا نَعُوْذُبِكَ (ہم تیری پناہ چاہتے ہیں) کہنا چاہیے۔

Marfat.com

70: پناہ مانگنے کی دعا

70...... ((عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ:
اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّیْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2458 — صحیح بخاری، رقم 6369
صحیح مسلم، رقم 6873 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1732

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:
((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّیْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.))
''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، پریشانی اور غم سے، عاجزی اور کاہلی سے، بزدلی اور بخل سے، قرضے کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبے سے۔''

تشریح:

1: اس دعا میں آٹھ (8) چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔
(1) فکر و پریشانی (2) غم (3) کم ہمتی (4) سستی و کاہلی (5) بزدلی (6) بخل اور کنجوسی (7) قرضے کا بوجھ (8) مخالفوں کا غلبہ۔

2: غور کیجئے تو ان آٹھ چیزوں کو دو حصوں یا گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
پہلے حصے یا گروپ میں فکر و پریشانی، غم واندوہ، قرضے کا بوجھ اور مخالفوں کا غلبہ شامل ہے اور ظاہر ہے یہ چاروں چیزیں کسی باشعور اور حساس شخص کے لیے سخت ذہنی اذیت کا باعث ہو سکتی ہیں۔ جو اس کا حوصلہ پست کر دیتی ہیں اور اس کی صلاحیتوں کو زنگ لگا دیتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا شخص دنیا اور آخرت کی بہت سی کامیابیوں اور سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔
دوسرے حصے یا گروپ میں کم ہمتی، سستی و کاہلی، بخل اور کنجوسی اور بزدلی جیسی کمزوریاں شامل ہیں جن

Marfat.com

کے سبب سے کوئی شخص نہ تو محنت اور کوشش کرسکتا ہے اور نہ کوئی جرأت مندانہ اقدام، نہ اس کے نتیجے میں وہ ایسے اعمال کرسکتا ہے جو اسے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح سے ہم کنار کرسکیں۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے بھی محروم رہتا ہے۔

3: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ایسی جامع دعائیں سکھادی ہیں جو اُس کے لیے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کی ضامن ہیں۔

Marfat.com

71: پناہ مانگنے کی دعا (2)

71...... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:
اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَائَةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2461 صحیح مسلم، رقم 6943 ابوداؤد، رقم 1545

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:
اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمتوں کے خاتمے سے، تیری عطا کی ہوئی خیر وعافیت کے بدل جانے سے، تیری اچانک ناراضی سے، اور تیری ہر طرح کی ناراضی سے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں یہ دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کر رکھی ہیں وہ ہمیں برابر ملتی رہیں، کبھی ختم نہ ہوں۔ جو آرام وآسائش اور خیر وعافیت ہمیں حاصل ہے اس سے ہم کبھی محروم نہ ہوں۔ ہم پر اچانک عذاب نہ آئے بلکہ کوئی عذاب نہ آئے، اور اللہ تعالیٰ ہم سے کبھی ناراض نہ ہو۔

2: یہ اور اس طرح کی دوسری تمام دعائیں نہ صرف یہ کہ امت کی تعلیم کے لیے ہیں بلکہ خود مقامِ نبوت کو بھی واضح کرنے کے لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قہر وجلال، اس کی تقدیر اور قضاوقدر کے فیصلوں کے آگے ہر مخلوق بے بس اور مجبور ہے، اور بندے کو ہر حال میں اپنے رب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

Marfat.com

72: پناہ مانگنے کی دعا: (3)

72...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ:
اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ ، وَبِكَ خَاصَمْتُ .
اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِىْ ، أَنْتَ الْحَىُّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ ، وَ
الْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2463 — صحیح بخاری، رقم 6317
صحیح مسلم، رقم 6899 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1736

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:
اے اللہ! میں نے تیری اطاعت اختیار کی میں تجھ پر ایمان لایا، میں نے تجھ پر بھروسا کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیری توفیق سے دشمنوں سے لڑا، اے اللہ! میں تیری عزت وغلبہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تو کہیں مجھے گمراہ نہ کر دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو وہ زندہ ہے جس کے لیے موت نہیں جب کہ جن اور انسان سب مر جائیں گے۔''

تشریح:

1: یہ دعا ویسے تو رات کو سو کر اٹھنے اور تہجد کے وقت پڑھنے کے لیے ہے لیکن اسے کسی وقت بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

2: اس دعا میں بندہ سب سے پہلے اپنے رب سے اپنا تعلق ظاہر کرتا ہے اور عاجزی اور انکساری سے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں۔ تجھ پر ایمان رکھتا ہوں، تجھ پر بھروسا کرتا ہوں، تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری خاطر دین کے دشمنوں سے بھی لڑتا ہوں۔

3: اس دعا کے دوسرے حصے میں گمراہی سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ شیطان کے مقابلے میں بندہ کمزور ہے۔ وہ اسے اپنے وسوسوں اور خفیہ چالوں سے کسی وقت بھی بندے کو گمراہ کر سکتا ہے اس لیے اس سے بچنے اور گمراہی سے محفوظ رہنے کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔

Marfat.com

4: اس دعا کے آخر میں بندہ اپنے اس عقیدے اور یقین کا اظہار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی وہ زندۂ جاوید ہستی ہے۔ اس لیے صرف اسی پر بھروسا کیا جا سکتا ہے۔ دونوں جہانوں میں وہی بندے کا واحد سہارا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ....﴾ (الفرقان: 58)

''اور آپ اس زندہ خدا پر بھروسا رکھیں جو لافانی ہے۔''

رہے جنات اور انسان تو وہ سب فانی ہیں۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝﴾ (الرحمٰن: 26)

''جو کچھ زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔''

اور لافانی ہستی کو چھوڑ کر فانی چیزوں پر کیا بھروسا کیا جا سکتا ہے؟

Marfat.com

73: جامع دعا (1)

73...... ((عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ:
اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2487 — صحیح بخاری، رقم 6389
صحیح مسلم، رقم 6841 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1723

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:
اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

تشریح:

1: یہ ایک نہایت مختصر مگر جامع دعا ہے۔

2: بندہ اس دعا کے ذریعے اپنے رب سے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی تمام بھلائیاں، نعمتیں اور سعادتیں مانگ لیتا ہے۔

3: اس کے آخر میں دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا بھی کی گئی ہے۔

4: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا اکثر مانگتے تھے۔ اب ظاہر ہے جو دعا آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھی وہی آپ ﷺ کا اکثر معمول بن سکتی تھی۔

5: اس دعا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ دراصل قرآن مجید کی دعا ہے جو معمولی فرق کے ساتھ حدیث کی دعا بن گئی ہے۔ حدیث میں ''اَللّٰهُمَّ'' (اے اللہ!) کا لفظ آیا ہے اور قرآن مجید میں اس کی جگہ ''رَبَّنَا'' (اے ہمارے رب!) کا لفظ آیا ہے۔

قرآن مجید میں یہ دعا سورۃ البقرہ میں اس طرح آئی ہے:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

(البقرة: 201)

Marfat.com

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

6: خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان اس دعا کا پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔

74: جامع دُعا (2)

74...... ((عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ:
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2486 صحیح مسلم، رقم 6850

''ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ (تابعی) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ایک آدمی نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے نماز سکھائی۔ پھر اسے ان الفاظ میں دعا کرنے کا حکم دیا:
اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے خیر و عافیت میں رکھنا اور مجھے رزق عطا فرمانا۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں ایمان لانے کے بعد نماز سیکھنے اور دعا کرنے کا ذکر آیا ہے۔

2: اس دعا میں گناہ کی بخشش، رحمت و ہدایت اور خیر و عافیت اور روزی مانگی گئی ہے۔

3: ظاہر ہے جسے دنیا میں عزت کی روزی مل جائے۔ ایمان کی ہدایت، سلامتی اور خیر و عافیت حاصل ہو جائے اور آخرت میں اس کی بخشش ہو جائے جس کے نتیجے میں وہ جنت میں چلا جائے تو ایسے شخص نے وہ سب کچھ مانگ لیا جس کی اسے دنیا اور آخرت میں ضرورت تھی۔

4: یہ دعا مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔

5: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا حکم نماز کا ہے۔

Marfat.com

75: جامع دعا (3)

75...... ((عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ:
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ، وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطَئِيْ وَعَمَدِيْ، وَكُلَّ ذَالِكَ عِنْدِيْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَ مَا أَخَّرْتُ، وَ مَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2482 — صحیح بخاری، رقم 6398
صحیح مسلم، رقم 6901 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1737

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:
اے اللہ! میری خطائیں، میری نادانی اور جن کاموں میں مجھ سے جو زیادتی ہوئی، جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سب معاف فرما دے۔ اے اللہ! میں نے جان بوجھ کر جو کچھ کیا، یا بھول چوک سے کیا اور ایسا جو کچھ مجھ میں ہے اسے معاف فرما دے۔ اے اللہ! میں نے جو کچھ آگے بھیجا، جو پیچھے چھوڑا، جو ظاہری طور پر کیا، جو چھپ کر کیا اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سب معاف فرما دے! تو ہی کسی چیز کو آگے بڑھانے یا پیچھے کر دینے والا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔''

تشریح:

1: یہ ایک جامع دعا بھی ہے اور گناہوں کی معافی کے لیے استغفار بھی۔

2: اس دعا میں بندہ اپنے رب کے سامنے خطا کار اور قصور وار شخص کی طرح اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ اپنی تمام غلطیوں کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا سہارا چاہتا ہے۔

3: تصور کیجیے کہ یہ نبی معصوم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی دعا ہے اور جب ان پر ایسی کیفیت طاری ہو سکتی ہے تو ہم گناہ گاروں کو اپنے گناہوں کی بخشش کی کتنی فکر کرنی چاہیے۔

Marfat.com

76: جامع دعا (4)

76...... ((عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2483 صحیح مسلم، رقم 6903

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جو کہ میرے تمام معاملات کی حفاظت کا باعث ہے، میری دنیا کی اصلاح فرما جس سے میری معاش وابستہ ہے، میری آخرت کی اصلاح فرما جو میرا اصل ٹھکانہ ہے، میری زندگی میں ہر قسم کی بھلائی کا اضافہ فرما، اور موت کو ہر قسم کے شر سے بچنے اور راحت و عافیت کا باعث بنا۔''

تشریح:

1: یہ ایک نہایت جامع دعا ہے۔

2: اس میں سب سے پہلے بندہ اپنے دین کی درستی اور سلامتی کی دعا کرتا ہے۔ ظاہر ہے ایمان لانے اور اِس پر قائم رہنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور بندہ اس کے قہر و غضب اور عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دوسرے اسلام سے اسے اسلامی ریاست میں تمام بنیادی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جن میں اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان اور اس پر استقامت کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

3: پھر اس دعا میں بندہ اپنے رب سے دنیا کی نعمتیں اور بھلائیاں مانگتا ہے۔ جن میں حلال روزی، پاکیزہ رزق اور دوسری ضروریات زندگی جیسے اچھا لباس اور اچھی رہائش وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ نیک اولاد بھی اس میں شامل ہے۔

Marfat.com

4: پھر تیسرے نمبر پر اس دعا میں آخرت کی بہتر زندگی مانگی گئی ہے۔ ظاہر ہے اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے کیونکہ دنیا تو عارضی ہے۔ لہٰذا ہر مومن کے دل میں آخرت کی فکر ہونی چاہیے جو اس دعا سے ظاہر ہو رہی ہے کہ حقیقی ٹھکانا تو آخرت ہی ہے۔

5: چوتھے نمبر پر یہ دعا کی گئی ہے کہ بندہ کی عمر میں برکت ہو۔ زندگی کا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزرے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی توفیق ملے۔

6: آخر میں یہ دعا کی گئی ہے کہ موت بہر حال اپنے وقت پر آنی ہے لیکن ایسی موت نصیب ہو جو دنیا کی تکلیفوں، مشقتوں اور فتنوں سے بچاؤ اور نجات کا ذریعہ بن جائے اور مرنے کے بعد ایسی زندگی حاصل ہو جس میں راحت واطمینان ہو، تنگی اور پریشانی نہ ہو۔

اس تفصیل سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کتنی جامع دعا ہے جس میں دنیا اور آخرت کی ہر خوشی اور بھلائی شامل ہے اور ہر قسم کے رنج وغم سے نجات ہے۔

Marfat.com

77: جامع دعا (5)

77...... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ:
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى، وَالتُّقٰى، وَالْعِفَافَ وَالْغِنٰى))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2484 صحیح مسلم، رقم 6904
ترمذی، رقم 3489 ابن ماجہ، رقم 3832

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:
اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقوے، پاک دامنی اور خوشحالی کا سوال کرتا ہوں۔''

تشریح:

1: یہ دعا بھی ''جوامع الکلم'' میں سے ہے کہ اس کے الفاظ کم ہیں اور معنی زیادہ۔

2: اِس دعا میں اللہ تعالیٰ سے چار چیزیں مانگی گئی ہیں۔

3: سب سے پہلے ہدایت مانگی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کی راہ پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں بھی یہ دعا شامل ہے کہ:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾

''(اے اللہ!) ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت دے۔''

یاد رہے کہ اس ہدایت میں ایمان کی توفیق حاصل ہونے سے لے کر جنت تک پہنچنے کا مفہوم شامل ہے۔ گویا دین کی راہ دکھا، اس پر چلا اور منزل مقصود تک پہنچا دے۔

4: دوسرے اِس دعا میں تقویٰ کے حصول کی دعا کی گئی ہے۔

تقویٰ اور پرہیزگاری سے مراد ہے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے گناہوں اور برائیوں سے بچنا۔ اسی کے نتیجے میں انسان اللہ سے ڈرتا، ہر قسم کے گناہ سے بچتا، ہر نیکی کو اختیار کرتا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتا ہے۔

5: تیسرے اِس دعا کے ذریعے پاک دامنی مانگی گئی ہے کہ بندہ ہر طرح کی بے حیائی اور بداخلاقی سے

Marfat.com

پاک رہے اور اس کی عزت و ناموس محفوظ رہے۔

6: چوتھے اس دعا میں خوشحالی کا سوال کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی مخلوق کا محتاج اور دست نگر نہ بنائے، اتنی حلال اور پاکیزہ روزی مل جائے کہ آدمی فکر معاش سے یکسو ہو کر اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا ذکر کر سکے۔ جو کچھ اللہ سبحانہٗ اسے عطا کر دے اس پر قناعت نصیب ہو۔ دولتِ دنیا کی ہوس اور حرص نہ رہے۔ عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

7: یہ کلامِ نبوت کا اعجاز ہے کہ چند لفظوں میں اللہ تعالیٰ سے سب کچھ مانگ لیا جائے۔

Marfat.com

باب 3......روزہ

78: رمضان المبارک کی فضیلت

78...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ: فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ. وَفِیْ رِوَایَةٍ: فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1956 — صحیح بخاری، رقم 1899
صحیح مسلم، رقم 2496 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 652
دارمی، رقم 1775

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے: جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں ''آسمان کے دروازے''، ''جنت کے دروازے'' اور ''رحمت کے دروازے'' کھول دینے کا ذکر آیا ہے لیکن سب کا ایک ہی مطلب ہے۔

2: اس حدیث میں تین باتوں کا ذکر ہے پہلی یہ کہ رمضان کے مہینے میں ایک تو آسمان (یا جنت یا رحمت) کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور تیسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ اس میں شیاطین باندھ دیے جاتے ہیں۔ اب ان کی تفصیل:

Marfat.com

(1) رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مختلف نیکیوں کے ذریعے اس کے الگ الگ دروازوں میں سے داخل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً روزے دار روزے کے دروازے میں سے، صدقہ وخیرات کرنے والے اس کے دروازے سے، تلاوت قرآن کرنے والے اس کے دروازے سے جنت میں پہنچ سکتے ہیں۔

گویا جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں اور لوگوں کے لیے بہترین موقع ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کے ذریعے اور برائیوں سے بچ کر ان دروازوں میں سے داخل ہو سکتے ہیں۔

دیکھا جائے تو بہت سے ایسے لوگ جو اپنے گناہوں کے سبب دوزخ کے حق دار بن چکے ہوتے ہیں رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھ کر، رات کو تراویح کی نماز ادا کر کے اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کر کے جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

(2) رمضان المبارک میں دوزخ کے دروازے بند ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بابرکت مہینے میں برے کاموں کے امکانات کم ہو جاتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں زیادہ ہو سکتے ہیں۔ ایک مسلمان رمضان المبارک کی ایمان پرور فضا اور برکات کے نتیجے میں بہت سی برائیوں کے امکانات سے بچ جاتا ہے اور گویا اس کے لیے دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

(3) رمضان المبارک میں شیاطین کے باندھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینے کی برکتوں کی بدولت نیکیاں زیادہ کی جا سکتی ہیں اور شیطانوں کا کاروبار مندا ہو جاتا ہے۔ یہ مہینہ گویا نیکیوں کا موسم بہار ہوتا ہے۔ پورے مسلم معاشرے میں نیکی کا ایک ماحول ہوتا ہے اور ایک ایمانی فضا قائم ہوتی ہے۔ رمضان المبارک کا احترام کیا جاتا ہے جس سے نیکی فروغ پاتی اور برائی ختم ہوتی ہے۔ طبیعت نیک کاموں کی طرف مائل ہوتی ہے۔ شوق سے روزہ رکھا جاتا ہے، شوق اور باقاعدگی سے نماز پڑھی جاتی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ رات کو تراویح میں قرآن مجید بھی سنا جاتا ہے۔ ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے کہ گویا شیاطین باندھ دیے گئے ہیں۔

لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ رمضان المبارک کے یہ سارے فیوض وبرکات ایک مسلمان معاشرے کے صالح ماحول کے بارے میں ہیں، ورنہ کفر وشرک کرنے والوں کے لیے تو ہر وقت جنت کے دروازے بند اور دوزخ کے دروازے کھلے ہیں۔

Marfat.com

79: روزے کا اجر وثواب

79...... ((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ، لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1957
صحیح بخاری، رقم 3257
صحیح مسلم، رقم 2710
ابن ماجہ، رقم 1640
اللؤلؤ والمرجان، رقم 708

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ (8) دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام ''ریان'' ہے جس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔''

تشریح:

1: جنت کے کل آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ''ریان'' یعنی ''خوب سیرابی'' ہے جہاں سے روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے۔

2: روزے میں سب سے زیادہ تکلیف پیاس کے حوالے سے ہوتی ہے اس لیے اس کا صلہ اور انعام ''سیرابی'' کی صورت میں ہونا زیادہ مناسب تھا۔ اسی لیے جنت کے ایک دروازے کا نام ہی ''ریان'' یعنی سیرابی وشادابی رکھا گیا تاکہ جو اس میں سے داخل ہو اسے اندر ایسی نعمتیں میسر ہوں جن سے سیرابی ہی سیرابی حاصل ہو جائے۔

3: اسی مضمون کی ایک اور حدیث یہ ہے:

((عَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ))

صحیح بخاری، رقم 1896
صحیح مسلم، رقم 2710

Marfat.com

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں ایک دوروازہ ہے جس کا نام ''الریان'' ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اُس دن پکارا جائے گا کہ ''روزے دار کہاں ہیں؟'' وہ اس پکار پر چل پڑیں گے۔ ان کے سوا کسی اور کا داخلہ اس دروازے سے نہیں ہو سکے گا۔ جب روزے دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اور کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔''

Marfat.com

80: روزے کی اہمیت اور ثواب

80...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ، وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1959	صحیح بخاری، رقم 1904
صحیح مسلم، رقم 2707	نسائی، رقم 2215
ابن ماجه، رقم 1638	اللؤلؤ والمرجان، رقم 707

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ابن آدم (ہر انسان) کا نیک عمل دس (10) گنا سے سات سو (700) گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے کے سوا ایسا ہوتا ہے کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دوں گا۔ انسان اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے۔ دوسری اس وقت حاصل ہوگی۔ جب وہ بندہ اپنے رب سے (آخرت میں) ملاقات کرے گا۔ بے شک روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ جس دن کوئی شخص روزہ رکھے تو فحش گوئی اور بدزبانی نہ کرے۔ اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو اس کے جواب میں کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔''

تشریح:

اس حدیث میں یہ باتیں بیان فرمائی گئی ہیں:

1: ایک نیکی کا ثواب دس (10) نیکیوں سے لے کر سات سو (700) نیکیوں تک ہوتا ہے مگر روزے کا

Marfat.com

ثواب اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

2: خود اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق روزے دار کو اس کے روزے کا اجر وثواب دیتا ہے کیونکہ وہی جانتا ہے کہ کس روزے کا کتنا ثواب ہے یا کسی کا روزہ ہے بھی یا نہیں۔

3: روزے دار کو دو خوشیاں حاصل ہیں:

ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو اسے خوشی ملتی ہے۔ دوسرے جب آخرت میں اس پر اسے اجر وثواب ملے گا تو وہ اتنا ہوگا جس سے انسان خوش ہو جائے گا۔

4: روزے دار کے منہ سے دوپہر کے بعد جو بو پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ کستوری کی خوشبو کا درجہ رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عصر کے بعد روزے دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے۔

5: روزے کو ڈھال بھی کہا گیا ہے کیونکہ شیطان کے وسوسوں اور حملوں کے مقابلے میں روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے اور انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے۔

6: اس حدیث کے آخر میں جو یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ ''جس دن کوئی شخص روزہ رکھے تو فحش گوئی اور بدزبانی نہ کرے اگر کوئی اُسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو جواب میں اس سے کہہ دے کہ: میں روزے دار ہوں۔''

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہ صرف کھانے پینے وغیرہ سے رُکے رہنا ہے بلکہ ہر طرح کے گناہوں اور بیہودہ اور ناپسندیدہ باتوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس آخری نکتے کی تفصیل آگے حدیث 82 کی تشریح میں آ رہی ہے۔

Marfat.com

81: روزے اور تراویح بخشش کا ذریعہ ہیں

81...... ((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1958 صحیح بخاری، رقم 37,1901

صحیح مسلم، رقم 1781 ترمذی، رقم 683

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ایمان واخلاص اور ثواب کی نیت سے روزے رکھے تو اس کے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (اسی طرح) جو شخص ایمان واخلاص اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں قیام کرے (تراویح کی نماز پڑھنے کا اہتمام کرے) تو اس کے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (اسی طرح) جو شخص ایمان واخلاص اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر (شب قدر) کا قیام (عبادت) کرے تو اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں تین نیک کاموں پر ایک خوش خبری دی گئی ہے کہ جو بندہ ایمان کی حالت میں، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے گا، یا تراویح کی نماز پڑھے گا، یا لیلۃ القدر کو عبادت کرے گا، تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

2: حدیث میں ''ایمان'' اور ''احتساب'' کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور ''احتساب'' کا مفہوم یہ ہے کہ جو نیک کام بھی کیا جائے، صرف اس نیت کے ساتھ کیا جائے کہ ہر حال میں اللہ و رسول اللہ ﷺ کے احکام کی اطاعت کرنی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اپنے نیک کام کے اجر کی امید رکھنی ہے۔

3: اس حدیث سے رمضان المبارک کے روزوں، تراویح کی نماز اور لیلۃ القدر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

82: روزے کی اصل روح تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنا ہے

82...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1999 صحیح بخاری، رقم 1903 ابن ماجه، رقم 1689

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ اور برے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی پروانہیں۔''

تشریح:

اس حدیث میں روزے کی اصل روح اور حقیقت بنائی گئی ہے کہ روزے کا مقصد انسان کو گناہوں سے بچانا ہے اور جو شخص روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولتا اور دوسرے گناہ کرتا رہتا ہے تو ایسے شخص کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پروانہیں۔

قرآن مجید میں بھی روزے کا مقصد ''تقویٰ'' قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۝﴾ (البقرة: 183)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے، جیسے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔''

یہی حال نماز کا بھی ہے۔ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۝﴾ (العنکبوت: 45)

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ جس شخص کی نماز اسے برائی اور بے حیائی کے کاموں سے نہیں روکتی، اس کی نماز حقیقت میں کوئی نماز نہیں ہے۔

Marfat.com

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کی تمام عبادات کا صرف ظاہر مطلوب نہیں ہے بلکہ اصل میں اُن کا باطن مقصود ہے تاکہ انسان کے ضمیر میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رغبت رکھے اور اس کی نافرمانی کے کاموں سے نفرت کرے اور ان سے بچنے کی کوشش کرے۔

اگر یہ احساس اور جذبہ پیدا نہ ہو تو تمام عبادات ایک ایسا جسم ہے جس میں جان نہیں، اور ایسا قالب ہے جس میں روح نہیں۔

Marfat.com

83: رؤیت ہلال...... چاند دیکھنا

83...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شُعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1970 — صحیح بخاری، رقم 1909
صحیح مسلم، رقم 2515 — نسائی، رقم 2124
اللؤلؤ والمرجان رقم 656

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
رمضان کا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھنے پر روزہ رکھنا ختم کر دو۔ لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کی گنتی تیس (30) تک پوری کر لو۔''

تشریح:

1: اسلام میں قمری مہینے کا آغاز رؤیت ہلال یعنی چاند دیکھنے پر ہوتا ہے۔

2: اسلامی مہینہ تیس (30) دنوں کا بھی ہوتا ہے اور کبھی انتیس (29) دنوں کا بھی ہوتا ہے۔

3: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر انتیس (29) شعبان کو چاند نظر آ جائے تو اگلے دن رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھا جائے گا۔ لیکن اگر 29 شعبان کو مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے 30 دن پورے کیے جائیں گے اور اس کے بعد رمضان المبارک شروع ہوگا۔ جس میں فرض روزے رکھے جائیں گے۔

4: رؤیت ہلال سے متعلق تین مزید احادیث یہ ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا ، وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ))
(صحیح بخاری، رقم 1900) (صحیح مسلم، رقم 2517)

''جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو، اور جب چاند دیکھ لو تو روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ پھر اگر مطلع صاف نہ ہو

Marfat.com

تو تیس (30) دن پورے کر لو۔"

(2) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ)) (صحیح بخاری، رقم 1906، صحیح مسلم، رقم 2498)

"جب تک نیا چاند نہ دیکھ لو، روزے رکھنا شروع نہ کر دو، اور روزے ختم نہ کرو جب تک نیا چاند نہ دیکھ لو، پھر اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس (30) دن پورے کر لو۔"

(3) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَافْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ)) (صحیح مسلم، رقم 2503)

"مہینہ انتیس (29) دنوں کا بھی ہوتا ہے۔ پھر جب تم نیا چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور جب تم چاند دیکھ لو تو روزے چھوڑ دو، لیکن اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر تیس (30) دن پورے کرو۔"

ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ چاند دیکھ کر رمضان المبارک شروع کریں اور چاند دیکھ کر ہی شوال کی پہلی تاریخ کو عید الفطر منائیں۔

:5 رؤیت ہلال ایک ثابت شدہ شرعی حکم ہے جس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے۔ اس کا انکار حدیث وسنت اور اجماع کا انکار ہے۔

:6 رؤیت ہلال کے لیے دور بین (Telescope) وغیرہ سے مدد لینا جائز ہے مگر کسی رصدگاہ (Observatory) کی معلومات کے ذریعے رؤیت ہلال کا شرعی تقاضا ختم نہیں کیا جا سکتا۔

اس سلسلے میں سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے جس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

:7 بعض لوگ بڑی معصومیت سے کہہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو باہمی اتحاد کے لیے ساری دنیا میں ایک ہی وقت میں عید الفطر منانی چاہیے جیسا کہ عیسائیوں کا کرسمس ہے۔ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اول تو اسلام کے کسی دینی شعار کے لیے عیسائیت کے شعار کو دلیل بنانا ہی سرے سے غلط ہے اور ذہنی غلامی کی بدترین مثال ہے۔ دوسرے پھر باہمی اتحاد کے لیے نماز بھی ساری دنیا میں مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں پڑھنی پڑھے گی جو کہ ناممکن ہے کیونکہ جو اتحاد سال میں ایک ہی دفعہ عید الفطر سے پیدا ہوگا وہ

Marfat.com

روزانہ کی الگ الگ نمازیں پڑھنے سے پارہ پارہ ہو جائے گا۔

اسلام میں مسلمانوں کو متحد کرنے والی یہ چیز نہیں ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں کھانا کھائیں اور خوشی منائیں بلکہ مسلمانوں کے اتحاد کی بنیاد اُخوتِ اسلامی پر ہے اور اُس کلمے پر ہے جس کو پڑھ کر کوئی شخص اسلام کے دائرے میں داخل ہوتا ہے۔

Marfat.com

84: سحری کھانا

84...... ((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرْکَۃً))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1982 — صحیح بخاری، رقم 1923
صحیح مسلم، رقم 2549 — ترمذی، رقم 708
نسائی، رقم 2144 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 665

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں بڑی برکت ہے۔''

تشریح:

1: اِس پر اجماع امت ہے کہ سحری کھانا مستحب ہے اور روزہ رکھنے کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔

2: جمہور صحابہ اور ائمہ اربعہ کے نزدیک سحری کھانے کا آخری وقت صبح صادق تک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرۃ: 187)

''اور تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری، کالی دھاری سے الگ ظاہر ہو جائے۔''

3: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سحری آخری وقت میں کھانا افضل ہے۔

4: سحری کھانے کے حوالے سے دو اور حدیثیں:

(1) مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((اَلسَّحُوْرُ بَرْکَۃٌ، فَلَا تَدَعُوْہُ وَلَوْ اَنْ یَّجْرَعَ اَحَدُکُمْ جُرْعَۃً مِّنْ مَّاءٍ، فَاِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ))

''سحری کھانے میں برکت ہے۔ اسے کبھی نہ چھوڑو، خواہ کوئی شخص پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے

Marfat.com

کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلامتی بھیجتے ہیں۔"

(2) صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:

((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ))

"ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور یہودی ونصاریٰ سحری نہیں کھاتے اور دونوں کے روزے میں یہی فرق ہے۔

5: سحری میں برکت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اس سے روزے دار کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور اس کے لیے روزہ رکھنے میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے جیسا کہ اوپر مسند احمد کی حدیث میں بیان ہوا کہ سحری کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سلامتی بھیجتے ہیں اور تیسرے یہ کہ سحری کھانے کو شریعت میں مستحب قرار دیا گیا ہے اور اس کی خلاف ورزی شریعت کے منشا کے خلاف ہے۔

Marfat.com

85: روزہ کھولنے میں جلدی کرنی چاہیے

85...... ((عَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ))

مشكوٰة المصابيح، رقم 1984	صحيح، بخاری، رقم 1957
صحيح مسلم، رقم 2554	ترمذی، رقم 699
ابن ماجه، رقم 1697	اللؤلؤ والمرجان، رقم 667

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لوگ جب تک افطاری کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے وہ خیر اور بھلائی پر رہیں گے۔''

تشریح:

1: اِس حدیث سے روزہ جلد افطار کرنے کی تاکید ملتی ہے۔

2: اِس پر اجماعِ امت ہے کہ سورج ڈوبنے کے ساتھ ہی روزے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے جب یقین ہو جائے کہ سورج غروب ہو چکا ہے تو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔

3: روزہ جلدی افطار کرنے کے مستحب ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔

4: اسی مضمون کی ایک حدیث مسند احمد میں بھی ہے جسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اس میں مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ کے بعد وَاَخَّرُوا السُّحُوْرَ بھی آیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ امت مسلمہ اس وقت تک خیر اور بھلائی کی حالت میں رہے گی اور اس کے حالات اچھے رہیں گے جب تک وہ افطار کرنے میں جلدی اور سحری کھانے میں تاخیر کرے گی۔

5: افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں روزے کی مشقت کچھ کم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے آسانی اور سہولت ہے۔ دوسرے یہ شریعت کا حکم ہے جب تک امت مسلمہ شریعت کے احکام پر ٹھیک چلتی رہے گی اس کی حالت اچھی رہے گی اور وہ خیر اور بھلائی پر رہے گی۔

Marfat.com

لیکن جب وہ شریعت کے احکام کے مطابق صحیح طور پر عمل نہیں کرے گی اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلے گی تو اس کی حالت اچھی نہ رہے گی اور وہ خیر اور بھلائی پر نہیں ہوں گے۔

یاد رہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں روزہ دیر سے کھولنے کی بدعت پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے اگر امت مسلمہ بھی یہود ونصاریٰ کی بدعتوں کی پیروی کرے گی تو اس کی حالت اچھی نہیں رہ سکتی۔

اس بارے میں نبی ﷺ کی سنت یہی ہے کہ سحری میں تاخیر کی جائے اور افطاری میں جلدی کی جائے۔

افسوس! مسلمانوں کا ایک فرقہ اس حدیث کے خلاف جلد سحری کھاتا اور دیر سے افطاری کرتا ہے۔

Marfat.com

86: روزہ کھولنے کی دعا

86...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1993 ابوداؤد، رقم 2357
دارقطنی، رقم 2256 مستدرك حاكم، رقم 1536

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر و ثواب بھی پکا ہو گیا۔''

تشریح:

1: معاذ بن زہرہ رحمہ اللہ کی مرسل حدیث میں نبی ﷺ کی افطار کے وقت یہ دعا بھی روایت ہوئی ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ))

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1994) (ابوداؤد، رقم 2358)

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق سے افطار کیا۔''

2: یہی وجہ ہے کہ ان دونوں دعاؤں کو ملا کر اس طرح بھی پڑھا گیا ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ، ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی))

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق سے افطار کیا۔ پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر و ثواب بھی پکا ہو گیا۔''

اس دعا سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(1) بندے کو اللہ تعالیٰ کے تصور سے کسی حال میں بھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ روزہ افطار کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔

(2) روزہ دکھاوے کے لیے نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اس کی رضا اور خوشنودی کے

Marfat.com

لیے رکھنا چاہیے۔

(3) رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ بندہ اسی کا دیا ہوا رزق کھاتا ہے۔

(4) روزے کی حالت میں پیاس اور خشکی کی زحمت اٹھائی گئی تھی جب افطاری کرنے سے پیاس بھی باقی نہ رہی اور رگوں کی خشکی بھی تری میں بدل گئی تو اب بندہ اپنی اس دعا کے ذریعے اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے۔

(5) یہ دعا آخرت کی فکر بھی پیدا کرتی ہے اور اس کا یقین بھی پختہ کرتی ہے کہ ان شاء اللہ روزے کا اجر وثواب آخرت میں ضرور ملے گا۔

Marfat.com

87: بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

87...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2003 — صحیح بخاری، رقم 1933
صحیح مسلم، رقم 2716 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 710

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لے تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے تو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

2: فرض یا نفلی روزے کے بارے میں یہی حکم ہے۔

3: اس پر اجماع امت ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

4: چونکہ اس امت کے لیے بھول چوک معاف ہے اس لیے اس صورت میں کھا پی لینے سے روزہ قائم رہتا ہے۔

5: اس بارے میں شک ہوسکتا تھا کہ شاید بھول کر کھا پی لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر حدیث نے اس شک کو دور کر دیا کہ اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

Marfat.com

88: سفر میں روزہ رکھنا یا نہ رکھنا

88...... ((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی السَّفَرِ، فَمِنَّا الصَّآئِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ. فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ، فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ، فَضَرَبُوا الْاَبْنِیَۃَ وَسَقَوُا الرِّکَابَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ذَھَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْیَوْمَ بِالْاَجْرِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2022 — صحیح بخاری، رقم 2890
صحیح مسلم، رقم 2622 — نسائی، رقم 2283
اللؤ لؤ والمرجان، رقم 683

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ روزے سے تھے اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ سخت گرمی کے دن ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا تو روزے دار تو نڈھال ہو کر گر پڑے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ کھڑے ہو گئے، انہوں نے خیمے لگائے اور سواری کے جانوروں کو پانی پلایا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج روزہ نہ رکھنے والے زیادہ اجر لے گئے۔''

تشریح:

1: قرآن مجید میں مسافر کے روزے کے بارے میں یہ حکم آیا ہے کہ:

﴿وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرۃ: 185)

''اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر تعداد پوری کر لے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے وہ تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔''

2: اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے لیکن بعد میں اس کی قضا ضروری ہے۔ اس طرح جتنے روزے چھوٹیں گے ان سب کی قضا لازم ہوگی۔ ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھنا۔

Marfat.com

3: مسافر کے لیے اللہ تعالیٰ نے قصر کی اجازت دے کر آدھی نماز بھی معاف کر دی ہے۔

4: اس بارے میں امت میں کوئی اختلاف نہیں کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا بھی جائز ہے اور نہ رکھنا بھی جائز ہے اور یہ کہ جتنے سفر میں قصر نماز جائز ہے اتنی مسافت میں روزہ بھی چھوڑا جا سکتا ہے۔

5: اختلاف اس بارے میں ہے کہ ان میں سے افضل کیا ہے؟ سفر میں روزہ رکھ لینا یا چھوڑ دینا۔

جمہور فقہا، جن میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ شامل ہیں، کے نزدیک ایسے شخص کے لیے جسے سفر میں کوئی دشواری پیش نہ آتی ہو، روزہ رکھ لینا افضل ہے۔

لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

6: اس حدیث میں روزہ نہ رکھنے والے روزہ رکھنے والوں سے اس لیے ثواب میں بڑھ گئے کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے، اس لحاظ سے دونوں برابر حیثیت رکھتے تھے، پھر جن لوگوں نے روزہ نہ رکھتے ہوئے دوسروں کے لیے خدمات سرانجام دیں تو ان کو اس کے اجر کی وجہ سے روزے داروں پر ثواب میں فضیلت حاصل ہوگئی۔

7: اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سبق ہے جو دین کے آسان پہلو کو چھوڑ کر اس کے مشکل پہلو کو اختیار کرتے اور اسے ''تقوے'' کا نام دیتے ہیں۔

8: رمضان المبارک میں سفر کے دوران میں بعض صحابہ کرام روزہ رکھ لیتے تھے اور بعض نہیں رکھتے تھے مگر کوئی کسی پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔

Marfat.com

89: حائضہ کے لیے روزے کی قضا ضروری ہے

89...... ((عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2032 صحیح مسلم، رقم 763

''سیدہ معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت قضا روزے رکھتی ہے مگر قضا نماز نہیں پڑھتی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہمیں بھی یہ معاملہ پیش آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم تو دیا جاتا تھا مگر نماز کی قضا کا ہمیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حائضہ عورت کے ذمے رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا ضروری ہے مگر اس دوران کی چھوڑی ہوئی نماز کی کوئی قضا نہیں بلکہ وہ معاف ہے۔

2: اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ حدیث بھی دین کا حصہ اور اُس کا ماخذ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ حائضہ عورت کے لیے نماز معاف ہے یا وہ روزے نہیں رکھے گی اور بعد میں اس پر ان کی قضا ضروری ہے۔ یہ دونوں شرعی احکام صرف اور صرف حدیث سے ثابت ہیں اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔

3: اس حدیث سے صحابہ اور صحابیات کے اس جذبۂ اطاعت کا بھی پتہ چلتا ہے جو دین کے احکام کی پیروی میں ان کے دلوں میں پایا جاتا تھا، خواہ ان احکام کی حکمت (Wisdom) ان کی سمجھ میں آتی تھی یا نہیں آتی تھی، وہ ہر حال میں ان کی اطاعت کرتے تھے۔ ان کے لیے یہی دلیل کافی ہوتی تھی کہ فلاں کام کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اور بس۔ اگر وہ حکم ثابت ہوتا تو ان کے لیے وہی واجب الاطاعت ہوتا تھا۔

Marfat.com

4: حائضہ کے لیے روزوں کی قضا اور اس کے نمازوں کے معاف ہونے کا سبب یہ ہے کہ شریعت میں آسانی رکھی گئی ہے۔ رمضان المبارک میں چھوڑے ہوئے چند روزے بعد میں پورے سال کے دوران میں آسانی سے کسی وقت بھی قضا رکھے جا سکتے ہیں، اس لیے ان کی قضا ضروری ٹھہرا گئی مگر قضا نمازیں پڑھنے میں چونکہ تنگی اور مشقت تھی اس لیے وہ معاف کر دی گئیں اور ان کی قضا ضروری نہ ٹھہری۔

5: شرعی عذر کی بنا پر بعض اور افراد کے لیے بھی رمضان کے روزے چھوڑنے اور بعد میں ان کی قضا پوری کرنے کی اجازت ہے جیسے مسافر، بیمار، نفاس والی عورت، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت وغیرہ۔

Marfat.com

90: جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ

90...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ. قَالَ: مَا لَكَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰی امْرَاَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: اجْلِسْ، وَمَكَثَ النَّبِیُّ ﷺ، فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ. وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ. قَالَ: اَیْنَ السَّآئِلُ قَالَ: اَنَا. قَالَ: خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ الرَّجُلُ: اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَوَاللّٰهِ! مَا بَیْنَ لَا بَتَیْهَا...... یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ...... اَهْلُ بَیْتٍ، اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ. فَضَحِكَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ. ثُمَّ قَالَ: اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2004 — صحیح بخاری، رقم 1936
صحیح مسلم، رقم2595 — ابوداؤد، رقم2390
ترمذی، رقم 724 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 678

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو مارا گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا: میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ساٹھ (60) مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: اچھا، بیٹھ جاؤ۔ اس کے کچھ دیر بعد کسی نے نبی ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک بڑا ٹوکرا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مسئلہ پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ شخص بولا: میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

یہ لو اور اسے صدقہ کر دو!

Marfat.com

وہ شخص بولا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم! مدینے کے ان دو پتھریلے کناروں کے درمیان کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔

یہ سن کر نبی ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

یہ ساری کھجوریں لے جا کر اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔"

تشریح:

1: حدیث میں جس شخص کا یہ واقعہ ہے اس کا نام سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ تھا۔ جو بہت غریب اور محتاج تھے۔

2: اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ ایک مخصوص معاملہ تھا جس کی اس شخص کو خاص طور پر اجازت دی گئی تھی۔ ورنہ عام حکم اور ضابطہ یہی ہے کہ ایسی صورت حال میں جب کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں جماع کر بیٹھے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے یا پھر لگاتار ساٹھ (60) روزے رکھے جائیں، یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ان میں سے ہر مسکین کو صدقہ کے برابر اناج دیا جائے۔ یا پھر اس کے برابر رقم صدقہ کی جائے۔

3: روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کھا پی لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ایسے شخص پر صرف قضا واجب ہے یا قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ حنفی فقہ میں اس کے لیے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

4: روزے کی حالت میں جان بوجھ کر منہ بھر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر اس کی صرف قضا ہے جس کا مطلب یہ ہے ایک دن کے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھنا۔

5: اگر کوئی شخص یہ سمجھ لے کہ روزہ کھولنے کا وقت ہو چکا ہے اور وہ روزہ کھول لے مگر بعد میں اسے معلوم ہو کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا، تو اس پر ایک روزے کی قضا واجب ہے۔

6: اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو عورت روزے سے ہو اور اسے حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے ذمے اس روزے کی قضا واجب ہے۔

Marfat.com

7: اس پر چاروں فقہوں میں اتفاق ہے کہ جس شخص کا رمضان کا روزہ کسی وجہ سے ٹوٹ جائے تو اس کے لیے ضروری ہے ہے کہ وہ رمضان کے احترام میں شام تک کھانے پینے سے رُکا رہے۔

8: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ بشری جذبات و احساسات رکھتے تھے اس لیے وہ اس غیر معمولی صورت حال کو دیکھ کر خوب ہنسے۔

Marfat.com

91: نفلی روزوں میں اعتدال

91...... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ، فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ، صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، صُمْ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ، وَاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ. قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ: صِيَامُ يَوْمٍ، وَاِفْطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً، وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2054 — صحیح بخاری، رقم 1975
صحیح مسلم، رقم 2730 — ابوداؤد، رقم 2427
ابوداؤد، رقم 2427 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 715

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:
اے عبداللہ! کیا مجھے بتایا نہیں گیا ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قیام (نفلی عبادت) کرتے ہو؟
میں نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ روزے بھی رکھو اور کبھی چھوڑ بھی دو۔ رات کو قیام (نفلی عبادت) بھی کرو اور نیند بھی کرو۔ کیونکہ تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جو ہمیشہ روزے رکھے۔ ہر مہینے میں تین دن کے روزے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہیں۔ ہر ماہ تین روزے رکھو۔ ہر مہینے ایک بار قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرو۔
میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔
حضور ﷺ نے فرمایا: تم افضل روزہ رکھو۔ وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے جو ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ ہے۔
ہفتے میں ایک بار قرآن مجید کی تلاوت ختم کرو اور اس پر اضافہ نہ کرو۔''

Marfat.com

تشریح:

1: اسلام ایک معتدل اور متوازن دین ہے۔ اس میں کوئی افراط وتفریط نہیں۔ وہ انتہا پسندی کے خلاف ہے اور اس کی تمام تعلیمات اعتدال اور توازن پر مبنی ہیں۔

مال خرچ کرنے کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ میانہ روی اور کفایت شعاری سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ''عباد الرحمٰن'' کی یہ صفت بیان کی ہے کہ:

(1) ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾

(الفرقان: 67)

''اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ کفایت شعاری اختیار کرتے ہیں۔

(2) سورۂ لقمان میں ہے کہ نہ زیادہ تیز چلو اور نہ بالکل آہستہ بالکل درمیانی چال چلو:

﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ﴾ (لقمان: ۱۹)

''اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔''

2: زیر نظر حدیث سے ملتی جلتی ایک اور حدیث بھی ہے جس میں اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے۔

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ النَّهَارَ أَبَدًا، وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ، وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ، لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ))

(صحیح بخاری، رقم 5063۔ صحیح مسلم، رقم 3403)

Marfat.com

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ازواج کی خدمت میں تین آدمی آئے اور نبی ﷺ کی (نفلی) عبادت کا معمول پوچھا۔ جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم خیال کیا۔ پھر کہنے لگے کہ ''نبی ﷺ سے ہمیں کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ کے تو سب گناہ بخش دیے گئے ہیں۔'' پھر ان میں سے ایک نے عہد کیا کہ وہ ہمیشہ رات بھر نفل پڑھا کرے گا۔ دوسرا بولا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرا کہنے لگا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور نکاح نہیں کروں گا۔''

اتنے میں نبی ﷺ ان تینوں آدمیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم لوگوں نے ابھی اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ ارے اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوں لیکن میں (نفلی) روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ میں رات کو نفل بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ خبردار، جس نے میرے طریقے کو چھوڑا، وہ میرے دین پر نہیں ہے۔

3: اسی سے متعلق ایک اور حدیث بھی دیکھیے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ. فَقَالُوْا: أَبُوْ إِسْرَائِيلَ، نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ، وَلَا يَقْعُدَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ، وَلَا يَتَكَلَّمَ، وَيَصُوْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ، وَلْيَسْتَظِلَّ، وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ))

(صحیح بخاری، رقم 6704)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص کو دیکھا جو دھوپ میں کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا: یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ یہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، نہ سائے میں آئے گا، نہ کسی سے بات چیت کرے گا، نہ کھائے پیے گا، بلکہ روزہ رکھے گا۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اسے کہو، یہ بات چیت بھی کرے، سائے میں بھی بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کر لے۔''

Marfat.com

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسلام ایک اعتدال پسند دین ہے اور اس میں نہ انتہا پسندی ہے اور نہ افراط وتفریط۔ اس میں تھوڑی نیکی بھی آسانی کے ساتھ لگاتار کی جائے تو اس کا بہت اجر وثواب ہے۔

افسوس آج مسلمانوں کی اکثریت دینی معاملات میں افراط وتفریط، مصنوعی تقوے اور انتہا پسندی کا شکار ہے اور اسلام کی غلط نمائندگی کر رہی ہے۔ کہیں مسلک نے فرقے کی شکل اختیار کرلی ہے اور کہیں اجتہاد کے نام پر بے دینی پھیلائی جا رہی ہے۔

Marfat.com

92: عورت کے نفلی روزے کے لیے شوہر کی اجازت

92...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لَا یَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2031 — صحیح مسلم، رقم 2370
صحیح بخاری، رقم 5195 — ابوداؤد، رقم 2458
ترمذی، رقم 782 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 604

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کوئی عورت اپنے خاوند کے پاس ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، نہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی شخص کو گھر میں آنے دے۔"

تشریح:

اس حدیث میں درج ذیل دو اُمور بیان ہوئے ہیں:

1: بیوی کے لیے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ یا نذر کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ وہ کسی اور وقت یہ روزے رکھ سکتی ہے۔

2: عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت یا مرضی کے بغیر کسی غیر شخص کو گھر میں داخل ہونے دے۔ البتہ شوہر سے اجازت لینے کے بعد ایسا ممکن ہے۔

Marfat.com

93: شوال کے چھ (6) روزے

93...... ((عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ، کَانَ کَصِیَامِ الدَّهْرِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2047 — صحیح مسلم، رقم 2758
ابوداؤد، رقم 2433 — ترمذی، رقم 759
ابن ماجہ، رقم 1716

''سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ (6) روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ یعنی سال بھر روزے رکھے۔''

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینے کے چھ (6) روزے رکھے گا اسے پورے سال کے نفل روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔

شوال کے یہ چھ روزے 2 شوال سے 7 شوال تک بھی رکھے جا سکتے ہیں اور اسی مہینے کے اندر کسی وقت بھی لگاتار یا الگ الگ چھ روزے بھی پورے کیے جا سکتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ صرف شوال کے آغاز ہی میں یہ روزے رکھے جائیں۔

یاد رہے کہ رمضان کا مہینہ 29 کا ہو جب بھی 30 روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ ان 30 میں 6 جمع کریں تو 36 ہوتے ہیں اور ہر نیکی دس گنا بڑھتی ہے گویا 360 روزے ہو گئے جو کہ اسلامی کلینڈر سے سال بھر کے روزے ہیں جن کا ثواب مل جاتا ہے۔

Marfat.com

94: صوم وصال یعنی لگاتار بغیر افطار کے روزہ رکھنا منع ہے

94...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ. فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: اِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: اَیُّكُمْ مِثْلِیْ، اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1986 — صحیح بخاری، رقم 1965
صحیح مسلم، رقم 2566 — ابوداؤد، رقم 2361
اللؤلؤ والمرجان، رقم 671

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال، یعنی لگارتا بغیر افطار کیے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ تو خود ایسے روزے رکھتے ہیں؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون مجھ جیسا ہے؟ میں رات کو سوتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔''

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح لگاتار روزے رکھنا کہ شام کو افطاری بھی نہ کی جائے، منع ہے۔ البتہ نبی کریم ﷺ کے لیے ایسا کرنا جائز تھا۔ حضور ﷺ کے لیے اس میں خصوصیت تھی کہ جب آپ ﷺ رات کو سو رہے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کھلا پلا دیتا تھا اور اس طرح آپ ﷺ توانائی بحال رہتی تھی۔

اسلامی شریعت میں آسانی رکھی گئی ہے۔ مسلسل روزے رکھنے اور افطار نہ کرنے سے انسانی جسم کمزور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے دینی فرائض صحیح طور پر ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اس لیے ایسا کرنا ممنوع ہے۔ پوری امت کے لیے یہی حکم ہے۔ البتہ ایک اور حدیث میں ان لوگوں کو جو وصال کے روزے کا زیادہ شوق رکھتے تھے آپ ﷺ نے سحری تک ایسا وصال کرنے کی اجازت دی تھی۔ روزوں میں سحری اور افطاری کا اہتمام کرنا چاہیے اس سے جسم کی توانائی قائم رہتی ہے۔

Marfat.com

یہ جو نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ ان کا رب ان کو رات کے وقت سوتے میں کھلا پلا دیتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ایسی روحانی لذت میسر تھی جس سے جسم میں توانائی بحال رہتی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی لذت کھانے پینے کی لذت سے بڑھ کر ہے۔

یاد رہے کہ شدید غم یا انتہائی، خوشی کے موقع پر بھی انسان کو بھوک پیاس کا احساس نہیں رہتا۔

Marfat.com

95: عیدین پر روزہ رکھنے کی ممانعت

95...... ((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
لَا صَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ: اَلْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی))

مشکوٰۃ المصابیح رقم 2049 — صحیح بخاری، رقم 1197
صحیح مسلم، رقم 2673 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 698

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

تشریح:

اس بات پر اجماع امت ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کسی قسم کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

عید الفطر کے دن روزہ اس لیے منع ہے کہ اس کا نام ہی فطر اور افطار ہے اور یہ رمضان کے روزوں کی گویا افطاری ہے۔

عید الاضحیٰ کے دن روزے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ یہ قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے اور ''اضحیٰ'' کے معنی ہی قربانی کے ہیں۔

اسی طرح عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دنوں یعنی ایام تشریق (11-12-13 ذوالحجہ) کو بھی ہر قسم کا روزہ رکھنا سب کے نزدیک حرام ہے کیونکہ یہ بھی گوشت کھانے کے دن ہیں۔

Marfat.com

96: رمضان میں اعتکاف کرنا

96...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْاٰنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ، وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2099 صحیح بخاری، رقم 4998 ابن ماجہ، رقم 1769

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو ہر سال ایک دفعہ قرآن پیش کیا جاتا تھا اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ قرآن سنایا گیا۔ آپ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے اور لیکن جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس (20) دن اعتکاف فرمایا۔''

تشریح:

1: یہ حدیث تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ مذکورہ حوالہ جات کے علاوہ مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2097 صحیح بخاری، رقم 2026، صحیح مسلم، رقم 2784 اور ترمذی، رقم 790 میں بھی موجود ہے۔

2: اس حدیث میں پہلے جبرئیل علیہ السلام اور نبی ﷺ دونوں کا ایک دوسرے کو قرآن مجید سنانے کا ذکر ہے اور پھر اعتکاف کا۔

3: ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو قرآن مجید سناتے تھے۔

(صحیح بخاری، رقم 6- صحیح مسلم، رقم 6009)

اور صحیح بخاری کی زیر نظر حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال نبی ﷺ کو قرآن سنایا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام دونوں طرح سے ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کو قرآن مجید سناتے تھے اور ایک مرتبہ نبی ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو قرآن مجید سناتے تھے۔ گویا یہ قرآن کا ایک دور ہوتا تھا جیسے اب ہمارے ہاں دو حافظ ایک دوسرے کو قرآن سنانے کا دور کرتے ہیں۔

لیکن جس سال حضور ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ کو دو بار قرآن سنایا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دو مرتبہ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنایا اور دو بار جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ

Marfat.com

کو قرآن سنایا تھا۔

4: اعتکاف کے لفظی معنی ''اپنے آپ کو روکے رکھنے'' یا ''خود کو کسی چیز کے ساتھ وابستہ کرنے'' ہیں۔ خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری ہو۔ قرآن مجید میں یہ دونوں معنوں میں آیا ہے۔
شریعت کی اصطلاح میں نیت کے ساتھ مسجد میں رُکے رہنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

5: اعتکاف ایک فضیلت والی عبادت ہے جسے اسلام کی رہبانیت، بھی کہا جاسکتا ہے۔ اس میں بندہ سب سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ سے لَو لگاتا ہے اور وہ کیفیت ہوتی ہے جسے قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا٥﴾ (المزمل: 8)

''اور آپ ﷺ اپنے رب کے نام کا ذکر کریں اور سب سے الگ ہو کر صرف اسی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔''

6: اعتکاف کے لیے درج ذیل شرطیں ہیں:

(1) اس کے لیے نیت کی جائے۔ (دل کی نیت کافی ہے)

(2) مردوں کے اعتکاف کے لیے جماعت والی مسجد کا ہونا بھی شرط ہے۔ اس کے بغیر ان کا اعتکاف صحیح نہیں ہے۔ البتہ عورتوں کو اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

(3) جمہور فقہاء جن میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہمااللہ بھی شامل ہیں، کے نزدیک رمضان کے اعتکاف کے لیے روزہ بھی شرط ہے۔ اگر ساتھ روزہ نہیں رکھا جائے گا تو اعتکاف درست نہیں ہے۔

(4) اعتکاف کے لیے عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ البتہ استحاضہ کی حالت میں ان کا اعتکاف درست ہے۔

7: اعتکاف کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت موکدہ ہے۔

8: اعتکاف کرنے والے کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ فرض نمازوں کے علاوہ نفل نماز، قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر وتسبیح وغیرہ میں مشغول رہے۔

9: اعتکاف کی حالت میں فضول باتیں کرنا اور نیکی سمجھ کر بالکل چپ رہنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

10: نبی ﷺ کا عام معمول مبارک یہی تھا کہ آپ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے یعنی دس دنوں کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔

لیکن حیات طیبہ کے آخری برس آپ ﷺ نے دوسرے اور تیسرے عشرے کو ملا کر بیس (20) دن کا اعتکاف فرمایا جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ مل چکا تھا کہ عنقریب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اس عبادت کے لیے خاص اہتمام اور اشتیاق کا اظہار فرمایا۔

11: اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ ہر شخص کو اپنی عمر کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہنا چاہیے۔

12: اس حدیث سے قرآن مجید اور رمضان المبارک کا باہمی تعلق بھی ظاہر ہوتا ہے۔ خود قرآن مجید کا نزول بھی رمضان المبارک ہی میں ہوا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ .....﴾ (البقرة: 185)

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔''

اس کے علاوہ نماز تراویح میں بھی پورا قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔

Marfat.com

97: لیلۃ القدر (شبِ قدر)

97...... ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2083 — صحیح بخاری، رقم 2017
صحیح مسلم، رقم 2776 — ترمذی، رقم 792
اللؤلؤ والمرجان، رقم 726

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے (دہائی) کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

تشریح:

1: لیلۃ القدر کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں مگر یہ حدیث ان میں سب سے زیادہ معتبر سمجھی گئی ہے۔

2: رمضان المبارک جس طرح تمام دوسرے مہینوں سے افضل ہے اسی طرح اس کا آخری عشرہ بھی پہلے دو عشروں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں لیلۃ القدر ہے اور مسنون اعتکاف بھی اسی میں کیا جاتا ہے۔

3: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ان طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوگی۔ 21، 23، 25، 27، 29۔

4: اس سلسلے میں قرآن مجید کے درج ذیل دو مقامات ذہن میں رکھنے چاہئیں:

(1) سورۃ القدر

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ ۛ هِیَ

Marfat.com

حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِo﴾ (القدر: 1-5)

''بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام اپنے رب کے حکم سے سب کاموں کے لیے اترتے ہیں۔ اور وہ رات سراسر سلامتی ہے جس کی خیر و برکت صبح ہونے تک رہتی ہے۔''

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ .....﴾ (البقرۃ: 185)

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔''

قرآن کے ان دونوں مقامات کو ملا کر پڑھنے یہ بات سامنے آتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے مہینے میں ہوتی ہے کیونکہ جب قرآن رمضان المبارک میں نازل ہوا ہے اور لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رمضان المبارک ہی میں لیلۃ القدر پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد بعض دوسری روایات جن میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے سوا کسی اور مہینے سے منسوب کیا گیا ہے، وہ قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں رہتیں۔ اور جب قرآن کی آیات سے یہ معلوم ہوگیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے تو صحیح ترین اور معتبر ترین، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے پتہ چل گیا کہ وہ آخری عشرے کی پانچ (5) طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔

5: لیلۃ القدر کو تعین کے ساتھ نہ بتائے جانے میں حکمت یہ ہے تاکہ لوگ اس کا ثواب حاصل کرنے کے شوق میں زیادہ راتوں کو عبادت کریں، صرف ایک ہی رات عبادت نہ کریں۔

6: لیلۃ القدر کی فضیلت خود قرآن مجید کی سورۃ القدر میں اور سورۃ الدخان کے شروع میں بتا دی گئی ہے کہ یہ وہ رات ہے جس میں لوگوں کی قسمت کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔

اپنے دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ وہ رات ہے جو اتنی بڑی قدر و منزلت اور فضیلت رکھتی ہے کہ اس میں کی جانے والی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ درجہ رکھتی ہے اور افضل ہے۔

7: آج کے دور میں یہ سوال بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ جب روئے زمین کے اوقات بلکہ دن رات مختلف ہیں تو کس علاقے کی لیلۃ القدر صحیح اور معتبر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر علاقے میں رمضان المبارک کی جو طاق راتیں ہوں گی، اس علاقے کے لیے انہی میں سے ایک لیلۃ القدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ تو

Marfat.com

کسی چیز کی کوئی کمی ہے اور نہ وہ زمان ومکان کا پابند ہے۔

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زُناری

نہ ہے زماں، نہ مکاں، لا الٰہ الا اللہ (اقبال)

اس موقع پر وہ صحیح حدیث قدسی بھی پیش نظر رہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ہر رات کے آخری تہائی حصے میں پہلے آسمان کی طرف نزول فرمانے کا ذکر ہے۔ تو کیا رات کا یہ آخری تہائی حصہ دنیا کے مختلف علاقوں میں الگ الگ نہیں ہے۔ یقیناً الگ الگ ہے۔ مگر ہر علاقے کی رات کے آخری تہائی حصے میں اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان کی طرف نزول ہوتا ہے۔

وہ حدیث قدسی جو کہ متفق علیہ حدیث بھی ہے، یہ ہے:

((عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِینَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْآخِرِ یَقُوْلُ: مَنْ یَدْعُوْنِی فَأَسْتَجِیبَ لَهٗ؟ مَنْ یَسْأَلُنِی فَأُعْطِیَهٗ، مَنْ یَسْتَغْفِرُنِی فَأَغْفِرَ لَهٗ))

(صحیح بخاری، رقم 1145۔ صحیح مسلم، رقم 1773,1772)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف ہر رات کے آخری تہائی حصے میں نزول فرماتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، میں اسے عطا کردوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے، میں اسے بخش دوں۔''

اسی طرح کی ایک اور مثال سامنے لایئے۔ ایک اور متفق علیہ حدیث قدسی میں ہے کہ فجر اور عصر کی نمازوں کے وقت ان فرشتوں کا نزول وصعود ہوتا ہے جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس جاکر ان اوقات میں نماز پڑھنے والوں کے حق میں گواہی دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری، رقم 555۔ صحیح مسلم، رقم 1432۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم 626)

یہاں پر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب زمین کے ہر خطے کی فجر اور عصر کی نماز کے اوقات الگ الگ ہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ یقیناً یہاں بھی اسی حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ دنیا کے ہر

Marfat.com

علاقے کی فجر اور عصر کی نمازوں کے مقامی وقتوں میں اعمال لکھنے والے فرشتوں کی آمد ورفت ہوتی ہے۔

یہ چیز اگرچہ متشابہات میں سے ہے اور آج ہماری عقل میں نہیں آتی۔ ہماری عقل میں تو روح بھی نہیں آتی۔ لیکن یاد رکھیے یہ عقل سے ماوراء چیز ہے، عقل کے خلاف ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر یقین اور زمان ومکان کے جدید ترین مسلمہ نظریے (Theory) کے بعد تو کوئی معقول شخص اسے ناممکن قرار نہیں دے سکتا۔ یاد رکھیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب کچھ ممکن ہے اور اس کی ڈکشنری میں ناممکن کا لفظ نہیں ہے۔ گذشتہ زمانے کے کتنے ہی ناممکنات تھے جو آج ممکنات ہی نہیں پیش پا افتادہ حقائق بن چکے ہیں ؎

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

Marfat.com

باب 4......زکوٰۃ

98: زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم

90...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: اِنَّكَ تَاْتِىْ قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ، فَاِنْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1772 — صحیح بخاری، رقم 1496
صحیح مسلم، رقم 121 — ابوداؤد، رقم 1584
ترمذی، رقم 625 — ابن ماجہ، رقم 1783
اللؤلؤ والمرجان، رقم 11

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو والی بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا:

تم اہل کتاب کی طرف جا رہے ہو، انہیں دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اگر وہ اس بات میں تمہارا کہا مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو پھر ان سے زیادہ اچھا مال وصول نہ کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے

Marfat.com

اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ اور رکاوٹ نہیں ہے۔"

تشریح

1: اِس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی (Governor) بنا کر بھیجنے کا جو واقعہ بیان ہوا ہے وہ 9 ہجری یا 10 ہجری کا ہے۔

2: اِس حدیث میں حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ یمن کے باشندوں بالخصوص اہل کتاب (عیسائیوں) کو تدریج کے ساتھ (Gradually) دین کی دعوت وتعلیم دیں۔

ترتیب وتدریج کے ساتھ دین کی دعوت وتعلیم دینا ایک فطری اور حکیمانہ اصول ہے۔ اس لیے اس حدیث میں اسی پر زور دیا گیا ہے اور بعض دوسرے ضروری احکام جیسے روزہ اور حج وغیرہ کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی حالانکہ ان کی فرضیت کا حکم پہلے آچکا تھا۔

3: اِس حدیث میں یہ ہدایت فرمائی گئی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اہل کتاب کو پہلے اسلام لانے کی دعوت دیں۔ جب وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کو بتایا جائے کہ ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس کے بعد ان کو زکوٰۃ کا حکم سنایا جائے جو امیر مسلمانوں سے لی جاتی ہے اور غریب مسلمانوں کو دی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کی وصولی کے موقع پر یہ امر ملحوظ رکھا جائے کہ اس کے لیے لوگوں کا عمدہ اور بہترین مال چھانٹ کر نہ لیا جائے بلکہ درمیانی قسم کا مال لیا جائے۔ اور آخر میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو مظلوم کی بددعا سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی ہے کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے، وہ ضروری قبول ہوتی ہے۔

اسی مضمون کا فارسی کا ایک شعر ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

"مظلوموں کی آہ سے بچو، وہ جب کسی ظالم کے خلاف بددعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت خود اس بددعا کا استقبال کرتی ہے۔"

مظلوم کی بددعا سے بچنے کی یہ نصیحت ہر حاکم اور سرکاری افسر کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ ایک

Marfat.com

صاحب اقتدار شخص جہاں ایک طرف عدل وانصاف کر کے لوگوں کو بہت فائدہ دے سکتا ہے وہاں دوسری طرف وہ ظلم وزیادتی کے ذریعے ان کو بہت نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک صحیح حدیث میں امام عادل یعنی انصاف پسند حکمران کو ان سات خوش قسمت افراد میں شمار کیا گیا ہے جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ نصیب ہوگا۔

صحیح بخاری، رقم 660 صحیح مسلم، رقم 2380

ترمذی، رقم 2391 نسائی، رقم 5380

4: اِس حدیث میں زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم آیا ہے جو اسلام کی عمارت کے پانچ ستونوں (ارکان) میں سے ایک اہم ستون (رکن) ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

5: زکوٰۃ کے لفظ معنی ''بڑھنے'' اور پاک ہونے'' کے ہیں۔ اسلامی شریعت میں زکوٰۃ وہ مال ہے جسے کوئی مسلمان اپنے رب کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے حق داروں کے لیے نکالتا ہے۔

ایسے مال کو زکوٰۃ اس لیے کہا گیا کہ اس کے ذریعے زکوٰۃ دینے والے کا دل مال ودولت کی ہوس سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے مال میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔

اِسی مضمون کو قرآن مجید کے درج ذیل مقام پر بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا.....﴾ (التوبة: 103)

''(اے نبی ﷺ!) آپ ان لوگوں کے مالوں میں سے صدقہ یعنی زکوٰۃ لیں۔ اس کے ذریعے سے آپ انہیں پاک کریں گے اور ان کا تزکیہ کریں گے۔''

6: قرآن مجید میں ہے کہ جب مسلمانوں کو زمین میں کہیں بھی سیاسی اقتدار ملے تو ان کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ وہاں زکوٰۃ کا نظام قائم کریں:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۝﴾ (الحج: 41)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم ملک میں اقتدار دیں تو وہ نماز کا اہتمام کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں

Marfat.com

گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔"

7: زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مرد اور عورت کے اُس مال پر فرض ہے جس پر ایک سال گذر چکا ہو، البتہ عشر کی زکوٰۃ کے لیے سال گزرنے کی شرط نہیں ہے وہ ہر فصل حاصل ہونے پر فرض ہے۔

8: جمہور فقہا کے نزدیک نابالغ بچے اور بے سمجھ شخص پر بھی زکوٰۃ فرض ہے لیکن حنفی فقہ میں ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے البتہ ان کے لیے (یا ان کے سرپرستوں کے لیے) ضروری ہے کہ وہ عشر اور صدقہ فطر ادا کریں۔

Marfat.com

99: زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب ہوگا

99...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ، مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِىْ شِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا مَالُكَ، اَنَا كَنْزُكَ. ثُمَّ تَلَا:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ..... الاٰيَة﴾ (اٰل عمران: 180)

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1774 صحیح بخاری، رقم 1403
نسائی، رقم 2481 موطا امام مالک، رقم 596

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی صورت میں ہوگا جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے، وہ اس کے گلے کا ہار بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ اسے جبڑوں سے پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ.........﴾ (اٰل عمران: 180)

''جو لوگ بخل کرتے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں......''

تشریح:

1: اس حدیث میں جس قسم کے سانپ کا ذکر ہے وہ نہایت زہریلی قسم کا ہوتا ہے۔
2: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو مال دار شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اُس کا وہی مال اُس کے لیے وبالِ جان بن جائے گا اور اُس کے گلے کا طوق بن کر اسے ڈسے اور کاٹے گا۔
اسی حوالے سے حضور ﷺ نے قرآن کی ایک آیت بھی تلاوت فرمائی۔ اس حدیث میں قرآن مجید کی جس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ پوری آیت یہ ہے:

Marfat.com

﴿وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ہُوَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ شَرٌّ لَّہُمۡ ؕ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِہٖ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ وَ لِلّٰہِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۞﴾ (اٰل عمران: 180)

''جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں اچھا ہے بلکہ یہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔ جس مال ودولت میں وہ بخل کر رہے ہیں اس کا قیامت کے دن انہیں طوق پہنایا جائے گا۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا وارث اللہ ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

3: قرآن وحدیث میں اعمال کی مناسبت سے عذاب ہونے کا اسلوب پایا جاتا ہے گویا جس قسم کا گناہ ہوگا اسی نوعیت سے عذاب ہوگا۔

اس حدیث میں مال کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے سانپ کا عذاب بیان ہوا ہے اور ان میں یہ لطیف مناسبت موجود ہے کہ جو بخیل لوگ اپنے مال پر سانپ بن کر بیٹھے رہتے ہیں اور اس کی نہ تو زکوٰۃ دیتے ہیں اور نہ خرچ کرنے کی جگہوں پر اسے خرچ کرتے ہیں ان کو قیامت کے دن سانپ کی صورت میں عذاب دیا جائے گا۔

4: قرآن مجید کی مذکورہ آیت (آل عمران: 180) میں اس بات کا اشارہ موجود ہے اور صحیح مسلم میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

((حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ، فَیُرٰی سَبِیْلَہٗ، اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ، وَاِمَّا اِلَی النَّارِ......)) (صحیح مسلم، رقم 2290)

''یہ عذاب جاری رہے گا یہاں تک بندوں کے حساب کتاب کا فیصلہ ہو جائے۔ پھر اس آدمی کو یا تو جنت بھیج دیا جائے گا یا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔''

گویا یہ سزا کفارہ بن جائے گا تو وہ جنت میں جائے گا اور اگر یہ سزا ناکافی ہوئی تو اسے دوزخ کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا وَاغْفِرْلَنَا وَقِنَا عَذَابَ الْاٰخِرَۃِ۔

5: یہ حلال کمائی کی زکوٰۃ نہ دینے کا نتیجہ بیان ہوا ہے۔ تصور کیجئے پھر حرام کی کمائی کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام کیا ہو سکتا ہے؟ لیکن یاد رہے کہ حرام کی کمائی کا نہ صدقہ قبول ہے اور نہ زکوٰۃ۔

Marfat.com

100: جانوروں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام

100...... ((وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

مَا مِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا یُؤَدِّیْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِیَ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْظَمَ مَا یَکُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَأُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا، کُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَیْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1775 — صحیح بخاری، رقم 1460
صحیح مسلم، رقم 2300 — نسائی، رقم 2456
ابن ماجه، رقم 1785 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 576

”سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے پاس اونٹ، گائے یا بکریاں ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو قیامت کے دن وہ جانور لائے جائیں گے جو پہلے (دنیا کی نسبت) سے کہیں زیادہ بڑے اور موٹے تازے ہوں گے۔ وہ اس شخص کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے۔ جب آخری جانور گزر جائے گا تو پھر پہلے جانور کو دوبارہ لایا جائے گا اور عذاب کا یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔“

تشریح:

1: یہ حدیث اپنے سے پہلی حدیث 99 سے اس لحاظ سے ملتی جلتی ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا برا انجام بتایا گیا ہے اور ان کے لیے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

2: قرآن وحدیث میں اعمال کی مناسبت سے آخرت کی سزاؤں کا ذکر ملتا ہے۔ دنیا میں جس طرح کا کوئی برا عمل کرے گا آخرت میں اسی لحاظ سے اس کی سزا پائے گا۔ گویا انسانی اعمال کا وہ قدرتی نتیجہ ہوگا کہ جو بویا تھا وہی کاٹا جائے گا۔ لوگوں کو ان کے برے اعمال کے عذاب سمجھانے کا یہ قابل فہم طریقہ ہے۔

Marfat.com

3: اِس حدیث میں بھی اعمال کے حسب حال ان کی سزائیں بیان ہوئی ہیں۔ جن جانوروں کی واجب الادا زکوٰۃ نہیں دی گئی تھی وہی جانور اپنے مالک کے لیے عذاب کی صورت اختیار کر لیں گے جو اور بڑے موٹے تازے ہو کر اسے باری باری اپنے سینگوں سے ماریں گے اور کھروں سے روندیں گے اور عذاب کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک لوگوں کے جنتی اور دوزخ ہونے کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

Marfat.com

101: زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کا حکم

101...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَکْرٍ بَعْدَهٗ، وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِاَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ: کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ.

فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: وَاللّٰهِ! لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ، فَاِنَّ الزَّکٰوةَ حَقُّ الْمَالِ. وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا! قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ اِلَّا رَاَیْتُ اَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1790 — صحیح بخاری، رقم 1399-1400
صحیح مسلم، رقم 124 — ابوداؤد، رقم 1556
نسائی رقم 3091 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 12

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے وفات پائی اور آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ عرب قبائل مرتد ہو گئے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا:

لوگوں کے خلاف آپ کیوں جہاد و قتال کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

مجھے لوگوں کے خلاف اُس وقت تک جہاد و قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں۔ پھر جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی گواہی دی، اس نے اپنا جان و مال محفوظ کر لیا، سوائے یہ کہ اس پر اسلام کا کوئی حق ہو اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

اِس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ہر ایسے شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر ان لوگوں نے مجھے زکوٰۃ کی ایک بکری کا بچہ دینے سے بھی انکار کیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! اصل بات یہ تھی کہ اس بارے میں اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ حق پر ہیں۔"

تشریح:

1: خلافت صدیقی میں جب کئی عرب مسلم قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا گیا تو اکثر صحابہ، جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، کی رائے یہ تھی کہ ان قبائل کے خلاف جہاد و قتال نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس رائے کے خلاف قرآن وسنت سے دلائل دیئے اور اعلان فرمایا کہ:

"اگر یہ لوگ زکوٰۃ کی ایک بکری کا بچہ بھی دینے سے انکار کریں گے جو وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیا کرتے تھے، تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر سننے کے بعد سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی رائے سے متفق ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی شرح صدر ہو گیا۔ اور پھر سب نے مل کر منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف عملی طور پر جہاد میں حصہ لیا۔

2: اِس حدیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ کتنا زیادہ تھا، ان کا عزم کتنا مضبوط تھا اور دین کی بصیرت کتنی گہری تھی۔

3: منکرین زکوٰۃ کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہاد وقتال کا یہ واقعہ اجماعِ صحابہ کی بہترین مثال ہے۔

4: بعد میں امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ ایک اسلامی حکومت اپنے مسلمان شہریوں سے زبردستی زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے اور ضرورت پڑنے پر اُن کے خلاف طاقت کا استعمال بھی کر سکتی ہے۔

5: افسوس ہمارے ہاں کی نام نہاد مسلم حکومتوں نے گزشتہ تیس (30) سال سے زکوٰۃ کا ایسا عجیب وغریب نظام ایجاد کر رکھا ہے جس میں لوگوں کو پہلے سود دیا جاتا ہے پھر اُسی میں سے کچھ سود کاٹ کر اسے زکوٰۃ کا نام دیا جاتا ہے اور یہ اسی لولا لنگڑے نظامِ زکوٰۃ کی 'برکت' ہے کہ ملک میں گداگری اور غربت کی شرح دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔

Marfat.com

102: زکوٰۃ کا نصاب

102...... ((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَۃٌ، وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَۃٌ، وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَۃٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1794 — صحیح بخاری، رقم 1459
صحیح مسلم، رقم 2263 — ابوداؤد، رقم 1558
نسائی، رقم ٥٤٤٢ — ابن ماجہ، رقم 1793
اللؤلؤ والمرجان، رقم 567

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
پانچ وسق سے کم کھجوروں پر زکوٰۃ نہیں، پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں مختلف قسم کے مال پر الگ الگ نصاب بیان کیا گیا ہے۔

2: کھجوروں (اور اس جیسی دوسری پیداوار) پر عشری زکوٰۃ کا نصاب پانچ (5) وسق ہے جس کی مقدار جمہور فقہا کے نزدیک 653 کلوگرام ہے۔

3: چاندی پر زکوٰۃ کا نصاب پانچ (5) اوقیہ بتایا گیا ہے۔ ایک اوقیہ کا وزن چالیس (40) درہم کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ اس حساب سے دوسو (200) درہم ہوتے ہیں جن کا وزن ہمارے ہاں کے حساب سے ساڑھے باون ($52\frac{1}{2}$) تولے چاندی ہے۔

4: واضح رہے کہ اسی وزن کی چاندی کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

5: جمہور فقہاء کے نزدیک سونے کی زکوٰۃ کا نصاب بیس (20) مثقال یعنی ساڑھے سات ($7\frac{1}{2}$) تولے ہیں۔ ایک مثقال کا وزن $4\frac{1}{2}$ ماشے ہوتا ہے)

Marfat.com

6: زکوۃ کے لیے پانچ اونٹوں کا نصاب ہے۔ اس سے کم (چار) پر زکوۃ نہیں ہے۔

7: گایوں اور بھینسوں پر زکوۃ کا نصاب تیس (30) ہے۔ اس سے کم (29) پر زکوۃ نہیں ہے۔

8: احادیث میں بھیڑوں اور بکریوں پر زکوۃ کا نصاب چالیس (40) ہے اس سے کم (39) پر زکوۃ نہیں ہے۔

9: سونے چاندی اور نقدی کی طرح مویشیوں کی زکوۃ کے لیے بھی ''حولانِ حول'' یعنی ایک سال گزر جانے کی شرط ہے۔

10: جمہور فقہاء جن میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ شامل ہیں، کے نزدیک صرف ایسے مویشیوں پر زکوۃ ہے جو ''سائمہ'' ہوں یعنی جن کی پرورش گھروں میں نہیں بلکہ عام طور پر جنگل یا چراگاہ میں چرنے سے ہوتی ہے۔

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ فرق نہیں ہے وہ دونوں قسم کے مویشیوں پر زکوۃ مانتے ہیں خواہ وہ ''سائمہ'' ہوں یا ''غیر سائمہ''۔

11: اس حدیث میں زکوۃ کے بارے میں یہ اسلامی اصول بیان ہوا ہے کہ یہ امیروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی۔

لیکن ہمارے ہاں ایک عجیب وغریب اور پیچیدہ صورتِ حال پیدا ہوگئی ہے جس سے اس حدیث کی ''اجتماعی'' خلاف ورزی کا پہلو نکلتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ $52\frac{1}{2}$ تولہ چاندی کے نصاب کے لحاظ سے اس کی رقم تیس ہزار (30,000) روپے سے بھی کم بنتی ہے۔ اب جس شخص کے پاس اتنی چاندی ہے وہ صاحب نصاب بھی ہے اور ''شرعی طور پر'' اسے امیر بھی قرار دیا جائے گا۔ جب کہ ہمارے معاشرے کے عرف کے اعتبار سے سالانہ ڈھائی لاکھ روپے کی بچت والے شخص کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ امیر شخص ہے مگر تیس ہزار روپے سالانہ بچت والے آدمی کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا مشکل ہے کہ وہ ایک امیر آدمی ہے۔

دوسری طرف جس شخص کے پاس سات (7) تولے سونا ہے جس کی مالیت آج ڈھائی لاکھ (2,50,000) روپے سے بھی زیادہ ہے وہ صاحب نصاب قرار نہیں پاتا بلکہ ''شرعی طور پر'' ایک غریب اور محتاج شخص تصور ہو جاتا ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس طرح تیس ہزار (30,000) روپے کی مالیت (Value) ڈھائی لاکھ (2,5,000) روپے کی مالیت (Value) سے بڑھ کر ہو جاتی ہے جو کہ ایک

Marfat.com

نا قابل فہم بات ہی نہیں بلکہ ستم ظریفی ہے۔

اِس خرابی کو دور کرنے اور حدیث نبوی ﷺ کی خلاف ورزی کے گناہ سے بچنے کے لیے ہمارے علمائے کرام پر یہ شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ لکیر کے فقیر ہونے کی بجائے وہ اس بارے میں مل جل کر موجودہ عرف کے لحاظ سے کوئی نیا اجتہاد فرمائیں جیسے پہلوں نے اپنے حالات کے مطابق فتوٰی دیا تھا جو بہر حال کوئی منصوص حکم نہیں ہے کہ تبدیل نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

103: بارانی اور چاہی زمین کی پیداوار پر عشر اور نصف عشر

103...... ((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا، اَلْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ))

مشكوٰة المصابيح، رقم 1797 صحيح بخارى، رقم 1483
ترمذى، رقم 639 نسائى، رقم 2488
ابن ماجه، رقم 1816

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
بارش، چشمے یا کسی اور ذریعے سے خود بخود سیراب ہونے والی کھیتی میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور جس کی خود آبپاشی کی جائے تو اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔

تشریح:

1: زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ یعنی عشر کا فرض ہونا قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ (البقرة: 267)

''اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اچھا مال خرچ کرو، خواہ وہ مال تمہاری عام کمائی میں سے ہو، یا جسے ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہو۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (الانعام: 142)

''جب یہ پھل تیار ہوں تو انہیں کھاؤ اور فصل اٹھاتے وقت اللہ کا حق ادا کرو۔''

قرآن کے ان دونوں مقامات سے عشر کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

2: جمہور فقہا کے نزدیک غلوں اور پھلوں کا نصاب پانچ (5) وسق ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ ایک وسق

Marfat.com

ساٹھ (60) صاع کے برابر ہوتا ہے کیونکہ ایک حدیث سے وسق کی یہ مقدار ثابت ہے۔ اس لیے یہ کل تین سو (300) صاع ہوئے جن کا وزن جمہور فقہا کے نزدیک 653 کلوگرام ہے۔ (مگر حنفی فقہ میں صاع کے وزن کے اختلاف کی وجہ سے ان کا وزن 948 کلوگرام بن جاتا ہے)

3: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے جمہور فقہا سے الگ ہے۔ وہ زمین کی پیداوار پر عشر کا کوئی نصاب نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک اگر ایک گرام پیداوار بھی ہوگی تو اس پر عشر واجب ہے خواہ وہ کوئی پھل ہو یا، غلہ ہو یا سبزی ہو۔

اگرچہ ان کی اس رائے سے ان کے دو عظیم شاگرد امام ابویوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ اتفاق نہیں کرتے لیکن حنفی فقہ میں فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کی رائے کے مطابق دیا جاتا ہے۔

4: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کے لیے ''حولانِ حول'' یعنی ایک سال گزر جانے کی شرط ہے مگر عشر کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ جب بھی پیداوار حاصل ہوگی عشر فرض ہو جائے گا۔

5: اس حدیث میں قدرتی یا مصنوعی ذرائع سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار پر عشر میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ جو پیداوار قدرتی ذرائع جیسے بارش وغیرہ کے ذریعے سیراب ہونے سے حاصل ہوگی اس پر دسواں حصہ عشر کی زکوٰۃ ہے اور جو پیداوار مصنوعی طریقے جیسے ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے کے بعد حاصل ہوگی اس پر بیسواں حصہ (نصف عشر) زکوٰۃ ہے۔ اس بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

6: اس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ گندم، جو، کھجور اور کشمش پر عشر واجب ہے کیونکہ اس کی دلیل سنت سے ثابت ہے۔

باقی تمام پیداوار کے بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بارے میں ہمارے نزدیک بہتر اور راجح مسلک وہ ہے جسے امام احمد، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور جسے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی ترجیح دی ہے کہ زمین کی اس پیداوار پر عشر کی زکوٰۃ فرض ہے جس کا خشک ہونے کے بعد ذخیرہ کیا جاتا ہو۔ خواہ وہ خوراک کے کام آتی ہو یا نہ آتی ہو۔ ان کے نزدیک تمام خشک پھلوں اور میووں پر زکوٰۃ فرض ہے اور سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

7: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث وسنت سے قرآن مجید کے کسی حکم کی تحدید (Limitation) ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

104: صدقۂ فطر کا حکم

104...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1815
صحیح بخاری، رقم 1503
صحیح مسلم، رقم 2278
ابوداود، رقم 1612
ترمذی، رقم 676
نسائی، رقم 2504
اللؤلؤ والمرجان، رقم 570

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ہر غلام، آزاد، مرد، عورت اور چھوٹے بڑے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر لازم قرار دیا۔ اس کے بارے میں یہ حکم بھی فرمایا کہ اسے عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔''

تشریح:

1: صدقۂ فطر سے مراد وہ صدقہ ہے جو رمضان کے روزے پورے ہونے کے بعد دیا جاتا ہے۔ اس کا حکم سب سے پہلے رمضان المبارک 2 ہجری کے آخر میں دیا گیا تھا۔

2: صدقۂ فطر جمہور سلف کے ہاں واجب ہے اور یہ واجب فرض کے معنوں میں ہے۔
فقہ حنفی میں یہ فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے لیکن یہ فرق لفظی ہے عملی طور پر ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

3: صدقۂ فطر کے حکم کی حکمت درج ذیل حدیث میں بیان ہوئی ہیں:
((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ، مَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ، وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ))

(ابوداود، رقم 1609) (ابن ماجه، رقم 1827)

Marfat.com

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو لازم فرمایا تاکہ روزے دار فضول اور غیر اخلاقی باتوں سے پاک ہو جائے اور مسکینوں کو پورا کھانا مل جائے۔ جس نے اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کیا تو وہ قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد اسے ادا کیا تو وہ عام صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔''

4: اس حدیث میں صدقہ فطر کی ایک حکمت یہ بتائی گئی ہے کہ روزے دار روزے کی حالت میں کی گئی فضول اور غیر اخلاقی باتوں کے گناہ سے پاک ہو جائے۔

اس کی دوسری حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ اس کے ذریعے غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں اور ان کو بھی کم سے کم عید کے دن تو اچھا کھانا وغیرہ مل جائے۔

5: جمہور فقہا کے نزدیک صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب۔

لیکن فقہ حنفی میں غریب پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو۔ کسی حدیث میں بھی غریب شخص پر صدقہ فطر لازم ہونے کا ذکر نہیں آیا ہے۔

6: صدقہ فطر کی مقدار کے بارے میں اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ گندم کے سوا باقی تمام چیزوں کے صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع فی کس ہے۔ لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ گندم ایک صاع فی کس دی جائے گی یا آدھا صاع دی جائے گی۔ حنفی فقہ میں گندم کا صدقہ فطر آدھا صاع فی کس ہے جو تقریباً پونے دو ($1\frac{3}{4}$) کلو ہے، یا اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔

7: صدقہ فطر میں گندم (یا اس کا آٹا)، جو (یا اس کا آٹا) کھجور اور کشمش دینا مسنون ہے۔ البتہ ان کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔

8: عید الفطر کے دن صبح کی نماز کے بعد عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر دینا مستحب ہے۔

9: اگرچہ رمضان المبارک کے بالکل آخر میں عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر واجب ہوتا ہے لیکن یہ پہلے بھی دیا جا سکتا ہے۔

10: ویسے تو صدقہ فطر کے وہی مصارف ہیں جہاں زکوٰۃ خرچ ہو سکتی ہے مگر یہ محتاجوں اور مسکینوں کو دے دینا افضل ہے۔

Marfat.com

105: سادات کے لیے صدقہ حرام ہے

105...... ((عَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:
اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّ لَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم   صحیح مسلم، رقم 2482   نسائی، رقم 2609

''حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
یہ صدقات (زکوٰۃ وصدقہ) لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمدؐ کے لیے حلال نہیں ہیں۔''

تشریح:

1: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے صدقہ اور زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

2: زکوٰۃ اور صدقات کو اس حدیث میں ''اوساخ'' یعنی میل کچیل کہا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص صدقہ یا زکوٰۃ دیتا ہے تو اس کے نکلنے کے بعد اس کا باقی مال پاک ہو جاتا ہے۔ گویا یہ صدقہ وزکوٰۃ میل کچیل تھا جس کے الگ ہو جانے سے باقی مال پاک صاف ہو گیا۔

قرآن مجید میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا.....﴾ (التوبة: 103)

''(اے نبی!) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ یعنی زکوٰۃ لیں۔ اس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک کریں گے اور ان کا تزکیہ کریں گے......''

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے گویا میل کچیل الگ کرنے سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے اور تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے کہ مال کی حرص کم ہو جاتی ہے۔

3: اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک اور حدیث میں ہے کہ:

Marfat.com

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِیْ فِیْهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:
کِخْ کِخْ لِیَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ:
اَمَا شَعُرْتَ اَنَا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَةَ.))

صحیح بخاری، رقم 1491 صحیح مسلم، رقم 2473

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے (اپنے بچپن میں) زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھائی اور اپنے منہ میں رکھ لی۔ نبی ﷺ نے اسے دیکھ لیا تو فرمایا: ''تھوکو، تھوکو۔'' تاکہ وہ اس کو منہ سے نکال دیں اور تھوک دیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:
(بیٹا!) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ (بنی ہاشم) زکوٰۃ نہیں کھاتے۔''

4: جب تک اسلامی حکومت قائم رہی، بنو ہاشم سادات کے محتاجوں کو نہ تو زکوٰۃ کا عامل بنایا جاتا کہ اس کے معاوضے میں ان کو زکوٰۃ مل سکتی اور نہ ان کو زکوٰۃ دی جاتی بلکہ ان کے لیے بیت المال اور مال غنیمت کے خمس سے دوسرے مخیر لوگ بھی ان کو تحفے اور ہدیے دیا کرتے تھے۔

لیکن اب جب کہ ہمارے ہاں اسلامی حکومت قائم نہیں تو غریب سادات کی کفالت کا کیا انتظام ہو؟ اب اس بارے میں علمائے دین کو اجتہاد کرنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

106: اصل مسکین کون؟

106...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

((لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَان، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَان، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ، وَلَا یُفْطَنُ بِهٖ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْهِ، وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْاَلُ النَّاسَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1828 — صحیح بخاری، راقم 1479

صحیح مسلم، رقم 2393 — ابوداؤد، رقم 1631

نسائی، رقم 2571 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 616

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص مسکین نہیں جو ایک دولقموں یا ایک دو کھجوروں کے لیے لوگوں سے سوال کرتا پھرتا ہے بلکہ اصل مسکین وہ ہوتا ہے جو اتنا خوشحال نہیں ہوتا کہ اس کی ضروریات پوری ہوسکیں۔ اور بظاہر اس کے محتاج ہونے کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ کوئی اس کو صدقہ دے دے، اور وہ خود بھی لوگوں سے نہیں مانگتا پھرتا۔''

تشریح:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صرف پیشہ ور قسم کے گداگر جو در بدر پھر کر مانگتے رہتے ہیں وہ اصلی محتاج نہیں ہیں، بلکہ اصلی محتاج اور صدقہ وزکوٰۃ کے مستحق وہ ضرورت مند ہیں جو اپنی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں، لیکن مانگنے اور سوال کرنے سے شرماتے ہیں۔ لوگ ان کی سفید پوشی دیکھ کر اور ان کے نہ مانگنے کے سبب سے ان کو محتاج نہیں سمجھتے اور ان کی مالی امداد نہیں کرتے۔ حالانکہ ایسے ضرورت مند صدقے اور زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو دینا زیادہ ثواب ہے۔

یہی مضمون قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ۚ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ

١

Marfat.com

اِلۡحَافًا ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۰﴾ (البقرۃ: 273)

''صدقہ وخیرات میں ان لوگوں کا زیادہ حق ہے جو اللہ کے کاموں میں اس طرح گھرے ہوئے ہیں کہ روزی کمانے کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ ناواقف آدمی ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے ان کو خوش حال سمجھتا ہے، لیکن تم انہیں ان کی صورت سے پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور جو مال تم خرچ کرو گے اللہ اسے جانتا ہے۔''

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو افراد کسی دینی کام یا اجتماعی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں اور اپنا زیادہ وقت اسی میں لگائیں تو ان کی معاشی کفالت کی ذمہ داری معاشرے پر عائد ہوتی ہے۔

Marfat.com

107: قناعت پسندی (Contentment)

107...... ((عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِیْ، ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَأَعْطَانِیْ، ثُمَّ قَالَ لِیْ:

يَا حَكِيْمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهٗ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِیْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى.

قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَءُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا))

مشکوٰۃ المصابیح — صحیح بخاری، رقم 1472

صحیح مسلم، رقم 2387 — ترمذی، رقم 2463

نسائی، رقم 2601 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 614

''حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مال مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا۔ پھر میں نے اور مانگا تو مجھے اور عطا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

حکیم! یہ مال و دولت سرسبز اور مرغوب چیز ہے۔ جو شخص اسے سیر چشمی اور کھلے دل سے حاصل کرتا ہے۔ اُس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ اور طمع سے حاصل کرتا ہے، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ وہ ایسے آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ دیکھو، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو برحق مبعوث فرمایا ہے میں آئندہ کبھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔''

تشریح:

1: یہ حدیث قناعت پسندی کا درس دیتی ہے۔ قناعت یہ ہے کہ جو تھوڑا بہت ملا ہے اسی پر مطمئن رہا جائے

Marfat.com

اور زیادہ کی حرص اور لالچ سے بچا جائے۔

2: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال و دولت ایک پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے۔ جو شخص اسے کھلے دل کے ساتھ لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ اور طمع سے لیتا ہے اس کی ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی۔ پھر وہ ایسے آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جو کھاتا رہتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک صحابی حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو یہ ساری نصیحتیں فرمائی ہیں لیکن یہ سب لوگوں کے لیے ہیں۔

3: اصل نکتہ یہ ہے کہ دولت مندی کا تعلق مال سے نہیں ہے بلکہ دل سے ہے۔ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے۔ حریص اور لالچی شخص ہمیشہ غریب ہی رہتا ہے، چاہے اس کے پاس قارون کا خزانہ ہو۔

ایک حدیث میں اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ))

(صحیح بخاری، رقم 6446)

"امیری اور دولت مندی مال و اسباب کی کثرت کا نام نہیں ہے، بلکہ اصلی امیری اور دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔"

اسی حدیث کے مفہوم کو شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی فارسی کتاب "گلستان" میں یوں بیان کیا ہے:

توںگری بدل است نہ بہ مال

(دولت مندی کا تعلق دل سے ہے، مال سے نہیں ہے)

کسی نے کیا خوب واعظانہ بات کہی ہے کہ "زندگی اعمال سے بنتی ہے، مال سے نہیں۔"

4: اس حدیث کے آخری میں نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے۔ دینے والے کا مقام اونچا، بلند اور عزت والا ہے اور مانگنے والے کا ہاتھ نیچا اور ذلت والا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو دینے والا اور مال خرچ کرنے والا بننا چاہیے اور مانگنے کی ذلت و خواری سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے نیچا ہاتھ نہیں بننا چاہیے۔

Marfat.com

5: نبی ﷺ کی یہ نصیحت سن لینے کے بعد حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے دل میں پختہ عزم کر لیا کہ وہ آئندہ کبھی کسی سے کچھ نہ مانگیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ اپنے اس عہد پر اتنی مضبوطی سے قائم رہے کہ بعد میں انہوں نے خلفائے راشدین کی طرف سے دیئے گئے عطیات بھی قبول نہ کیے۔

Marfat.com

108: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے

108...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ، اُنْفِقْ عَلَیْكَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1862 صحیح بخاری، رقم 5352,4684
صحیح مسلم، رقم 2309,2308 اللؤلؤ والمرجان، رقم 580
صحیفہ ہمام بن منبہ، رقم 41

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:
''اے ابن آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔''

تشریح:

یہ حدیث قدسی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے گا تو اس کا رب اسے اپنے خزانۂ غیب سے اور زیادہ عطا فرمائے گا۔

اس کے علاوہ بندہ جتنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اسے اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملے گا۔

اس انفاق فی سبیل اللہ میں زکوٰۃ، صدقات اور خیرات سب شامل ہیں۔ یہی مضمون قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوا ہے:

﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ﴾ (سبا: 39)

''اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تمہیں اس کا نعم البدل ملے گا۔''

Marfat.com

109: سب سے افضل صدقہ

109...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَىُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى، وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1867 — صحیح بخاری، رقم 1419
صحیح مسلم، رقم 2382 — نسائی، رقم 2542
اللؤلؤ والمرجان، رقم 611

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سے صدقے کا ثواب سب سے زیادہ ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُس صدقے کا ثواب سب سے بڑھ کر ہے جو تو تندرستی کی حالت میں کرے، تجھے اُس وقت مال کی خواہش بھی ہو اور تجھے محتاجی کا اندیشہ بھی ہو اور خوشحالی کی امید بھی ہو۔ صدقہ دینے میں اتنی دیر نہ کر کہ جب سانس حلق تک پہنچ جائے اور اس وقت تو کہنے لگے: اتنا مال فلاں کو دیا جائے اور اتنا فلاں کو، جب کہ وہ خود بخود فلاں کا ہو چکا۔''

تشریح:

1: یہ ایک عام انسانی کمزوری دیکھنے میں آتی ہے کہ جب تک کوئی مصیبت سر پر نہ آن پڑے، یا موت کا وقت قریب نہ آ جائے، لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کر دیا تو ہمارا مال کم ہو جائے گا اور ہم دوسروں کے محتاج ہو جائیں گے۔

لیکن یہ شیطانی وسوسہ ہوتا ہے۔

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایسا رویہ اختیار کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے

Marfat.com

زیادہ پسندیدہ اور افضل صدقہ وہ ہے جو اس حالت میں کیا جائے جب کوئی شخص تندرست ہو، خیر وعافیت سے ہو اور اس کی اپنی ضروریات اور مسائل بھی ہوں۔ ایسی صورت حال میں وہ صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور آخرت میں ثواب پانے کی امید سے دل کھول کر صدقہ کرے۔ اسے یہ بھروسا اور اطمینان ہو کہ جس اللہ نے اسے پہلے مال ودولت دیا ہے وہ بعد میں بھی عطا فرمائے گا۔

قرآن مجید میں بھی بخل نہ کرنے والوں سے آخرت کی فلاح وکامرانی کا دو جگہ وعدہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: 9، التغابن: 16)

''اور جو اپنے آپ کو بخل اور لالچ سے محفوظ رکھیں تو وہی فلاح پائیں گے۔''

Marfat.com

110: صدقے کا ثواب کئی گناہ زیادہ ملتا ہے

110...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا، كَمَا يُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ))

مشکوٰة المصابیح، رقم 1888 — صحیح بخاری، رقم 1410
صحیح مسلم، رقم 2342 — ترمذی، رقم 611
نسائی، رقم 2525 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 595

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص اپنی حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے...... جب کہ اللہ تعالیٰ صرف حلال اور پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے...... تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں قبول فرماتا ہے۔ پھر اسے صدقہ کرنے والے کی خاطر اس طرح بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص گھوڑے کے بچے کو پالتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس صدقے کا ثواب پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''

تشریح:

اس حدیث میں کئی باتیں بیان فرمائی گئی ہیں:

1: پہلے یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ اور حلال مال کا صدقہ قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اسی کا حکم ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ....﴾ (البقرۃ: 267)

''اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں پاکیزہ اور حلال مال خرچ کرو۔''

2: پھر یہ بات بتائی گئی کہ پاکیزہ اور حلال مال سے کیے گئے صدقے کو اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے صدقے کو بہت اہم اور قیمتی (Valueable) شے قرار دے کر خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہے کیونکہ ہر اچھی، پسندیدہ اور قیمتی چیز کو دائیں ہاتھ سے لیا

Marfat.com

جاتا ہے۔

3: پھر یہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ایسے پاکیزہ اور حلال مال کے صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کر لینے کے بعد اس کا اجر بڑھاتا رہتا ہے اور اسے پہاڑ کے برابر بنا دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ: 261)

''اللہ جس کے لیے چاہتا ہے زیادہ بڑھاتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

چونکہ صدقے کے اس اجر کو بڑھانے کا عمل ایک روحانی اور غیر مادی حقیقت ہے اس لیے اس اضافے کو ذہن میں لانے کے لیے مادی اور حسی طور پر پہاڑ سے تعبیر کیا گیا۔ پھر روز مرہ کی ایک مثال کے ذریعے سمجھایا گیا کہ جس طرح تم گھوڑے کے بچے کو پال کر جوان کر لیتے ہو اور اسے ایک چھوٹی چیز سے بڑی چیز بنا لیتے ہو، اسی طرح تمہارے پاکیزہ اور حلال صدقے کو جو پہلے تھوڑا سا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پال پوس کر اور اس میں اضافہ کر کے اتنا زیادہ کر دیتا ہے جیسے پہاڑ (بلکہ احد پہاڑ) ہو اور آخرت کی میزان میں بہت بھاری ثابت ہو۔

4: صدقہ ایک نیکی ہے اور نیکی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کا قانون یہ ہے کہ:

(1) ہر نیکی کم سے کم دس (10) گنا بڑھتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: 160)

''جو کوئی ایک نیکی لایا، اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔''

(2) صدقے کی ایک نیکی کا ثواب سات سو (700) نیکیاں بھی ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾

(البقرۃ: 261)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں، ان کے ثواب کی مثال بیج کے اس دانے کی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں۔ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے

Marfat.com

زیادہ بڑھاتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

(3) ایک نیکی کا ثواب پہاڑ کے برابر یا اس سے بھی بڑھ کر ملے گا۔ ایک صحیح حدیث میں اس کے لیے یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

((حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ اَوْ اَعْظَمَ)) (صحیح بخاری، رقم 1410، نسائی، رقم 2526)

''یہاں تک کہ اس (نیکی) کا ثواب پہاڑ یا اس سے بھی بڑھ کر ہو جاتا ہے۔''

اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور اس کے بیکراں فضل سے ہوتا ہے جو یہ دیکھتا ہے کہ فلاں صدقہ کن حالات میں اور کتنے خلوص کے ساتھ کیا گیا ہے۔

5: آخر میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اسلامی شریعت کی رُو سے زکوٰۃ کو ظاہر کر کے دنیا اور صدقے کو چھپا کر دینا افضل ہے۔

Marfat.com

111: معمولی صدقے کی اہمیت

111...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
یَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1892 صحیح بخاری، رقم 6017
صحیح مسلم، رقم 2379 اللؤلؤ والمرجان، رقم 609

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اے مسلمان خواتین! کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کے کسی ہدیے اور تحفے کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں خاص طور پر ان عورتوں سے خطاب کیا گیا ہے جن کے پاس کسی پڑوسن نے کوئی تحفہ بھیجا ہو کہ وہ اس تحفے کو حقیر نہ سمجھیں بلکہ خوش دلی سے قبول کر لیں خواہ وہ تحفہ بکری کا کھر (پایہ) ہی کیوں نہ ہو۔

2: ظاہر ہے بکری کے ایک کھر کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟ اور وہ بھی اس وقت کے عرب معاشرے میں۔ اس سے کسی بھوکے کا پیٹ بھی نہیں بھر سکتا۔ لیکن سمجھانے کے لیے مبالغے کے انداز میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اسے بھی قبول کر لیا جائے، ٹھکرایا نہ جائے۔

3: اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمسایوں کے ہاں کچھ نہ کچھ تحفہ بھیجتے رہنا چاہیے اور کسی معمولی چیز کا تحفہ لینے دینے میں ہرگز شرمانا نہیں چاہیے کیونکہ اصل چیز دلوں کا خلوص ہے۔ خلوص کے ساتھ جو تحفہ بھی دیا جائے اسے قبول کر لینا چاہیے۔ اس پر اجر وثواب ملے گا۔

4: یہ ایک حقیقت ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ تحفے تحائف لینے دینے سے آپس میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے۔

5: اس حدیث میں عورتوں کو خاص طور پر اس لیے مخاطب کر کے سمجھایا گیا ہے کہ ان کے مزاج میں تیزی اور حساسیت زیادہ ہوتی ہے اور ان میں معمولی یا حقیر چیزوں کو واپس کر دینے کا رجحان بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

112: نیکی کا ہر کام صدقہ ہے

112...... ((وَعَنْ جَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1893 صحیح بخاری، رقم 6021
صحیح مسلم، رقم 2328 ابوداؤد، رقم 4947
ترمذی، رقم 1970

''حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر معروف اور بھلائی کا کام صدقہ ہے۔''

تشریح:

اس حدیث میں صدقے کا نہایت وسیع مفہوم بتایا گیا ہے اور ہر نیکی اور بھلائی کے کام کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں صدقے کا بڑا جامع تصور ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے لے کر ہر نیک کام کو صدقہ شمار کیا گیا ہے۔

ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ:

''روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو لوگوں کے جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہو جاتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے۔ کسی شخص کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اس کا سامان لادنے میں مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ نماز کے لیے مسجد کی طرف قدم بڑھانا بھی صدقہ ہے۔ اور راستے پر سے کسی تکلیف دینے والی چیز یا رکاوٹ کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔'' (صحیح بخاری، رقم 2989) (صحیح مسلم، رقم 2335)

اس طرح ہر نیکی کا کام صدقہ قرار دیا گیا ہے جو ہر مسلمان کے بس میں ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بوڑھا، سب کے لیے صدقہ کرنے کے مواقع ہیں اور اس کا ثواب حاصل کرنے کی راہیں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صدقے کو صرف مالی صدقے تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ یہ عام ہے اور ہر نیکی کا کام صدقہ شمار ہوتا ہے۔

Marfat.com

113: انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے

113...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰی دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1896   صحیح بخاری، رقم 2989   صحیح مسلم، رقم 2335

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو شخصوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے۔ کسی کی سواری کے بارے میں مدد کرنا، اسے سواری پر بٹھانا یا اُس کا سامان اس پر رکھوانا بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ نماز (مسجد) کی طرف ہر قدم اٹھانا بھی صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں صدقے کا بڑا وسیع تصور دیا گیا ہے کہ ہر صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر یعنی پورے جسم پر صدقہ واجب ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث کے مطابق انسانی جسم میں کل تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں۔

2: جب کوئی شخص دو آدمیوں کے جھگڑے کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

3: وہ اگر کسی کو سواری پر چڑھنے یا بوجھ لادنے میں مدد دیتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

4: وہ کسی سے اچھی بات کہتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

5: وہ نماز کے لیے مسجد کی طرف جاتا ہے تو اسے ہر قدم چلنے پر صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

6: وہ راستے سے کوئی رکاوٹ ہٹاتا ہے تاکہ لوگوں کو چلنے پھرنے میں تکلیف نہ ہو تو یہ بھی صدقہ ہے۔

7: غرض ہر نیکی کا کام صدقہ قرار دیا گیا ہے جو ہر مسلمان کے بس میں ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو، جوان ہو یا بوڑھا، سب کے لیے صدقہ کرنے کے مواقع موجود ہیں اور اس کا ثواب حاصل کرنے کی راہیں ہر وقت کھلی ہیں۔

8: اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صدقے کو صرف مالی صدقے میں محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ یہ عام ہے اور ہر نیکی کا کام صدقے کے زمرے میں آتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث 112 کی تشریح)

Marfat.com

114: زراعت (Agriculture) کی فضیلت

114...... ((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا، فَیَاْکُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَیْرٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ، اِلَّا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1900 | صحیح بخاری، رقم 2320

صحیح مسلم، رقم 3973 | ترمذی، رقم 1382

اللؤلؤ والمرجان، رقم 1001

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی مسلمان شجر کاری کرتا ہے یا کاشتکاری کرتا ہے۔ پھر کوئی انسان، یا پرندہ، یا کوئی جانور اس میں سے کھا لیتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان درخت لگاتا یا فصل اُگاتا ہے اور ان کے پھل اور اناج سے کوئی انسان اس کی اجازت سے یا اجازت کے بغیر کچھ کھا لے، یا کوئی جانور چر لے، یا پرندے چگ جائیں تو ان سب حالتوں میں اس مسلمان کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

2: اس حدیث سے کاشت کاری (Farming) اور شجر کاری کی نہ صرف فضیلت ثابت ہوتی ہے بلکہ اس میں اس کی ترغیب بھی پائی جاتی ہے اور یہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔

3: حدیث میں درختوں یا فصلوں سے کچھ پھل یا اناج کھا لینے کا ذکر آیا ہے۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ درختوں، پودوں اور فصلوں کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں جن کی طرف اس حدیث میں بھی ضمنی طور پر اشارہ موجود ہے۔ جیسے درخت سایہ مہیا کرتے ہیں جس میں لوگ آرام کرتے ہیں۔ ان سے لکڑی حاصل ہوتی ہے جو بہت کام آتی ہے۔ ان کے ذریعے سے انسانوں اور جانوروں کو آکسیجن کی بڑی مقدار فراہم ہوتی ہے اور خوشبودار پھول حاصل ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

4: آج کے دور میں ہمارے ہاں جو یہ فیشن ہے کہ سرکاری عہدیدار اپنے ایوانِ صدر یا گورنر ہاؤس وغیرہ میں شجرکاری کی مہم کا افتتاح اور آغاز کرتے ہیں پھر اپنے اس ''کارنامے'' پر اپنی تصویریں بنواتے ہیں اور میڈیا پر اس کی خوب خوب تشہیر کرائی جاتی ہے، تو یہ سراسر ریاکاری اور دکھاوے کی چیز ہے اور اسلام میں ریاکاری اور دکھاوے کی کسی چیز کا کوئی ثواب نہیں خواہ وہ نماز ہی کیوں نہ ہو بلکہ الٹا اس کا گناہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

115: گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

115...... ((عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
((اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1930 صحیح بخاری، رقم 5351
صحیح مسلم، رقم 2322 نسائی، رقم 2545
اللؤلؤ والمرجان، رقم 586

''حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک مسلمان شخص اللہ کی رضا کے لیے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر مال خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

تشریح:

1: اِس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب ایک مسلمان اپنے بیوی بچوں کی ضروریات پر اپنی حلال کمائی خرچ کرتا ہے اور اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اسے اس پر ثواب ملے تو اللہ تعالیٰ اسے صدقے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

2: اسلام میں بیوی بچوں کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کو ثواب کا کام نہیں سمجھتے بلکہ اسے دنیا داری کا ایک تقاضا خیال کرتے ہیں۔ اس حدیث نے واضح کر دیا کہ بظاہر دنیاداری کا یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دینی کام ہے اور اس پر صدقے کا ثواب ملے گا، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت اس سے ثواب حاصل کرنے کی ہو۔

3: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر دنیا داری کے کام بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دینی کام ہیں بشرطیکہ اس میں نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو اور جذبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اطاعت کا ہو۔ جیسے حلال روزی کمانا اور بچوں کی پرورش کرنا۔ وغیرہ

Marfat.com

116: نیکی کا سب سے اعلیٰ درجہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا صدقہ

116...... ((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ.

قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ:

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (آل عمران: 92) قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" وَاِنَّ اَحَبَّ مَا لِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى، اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ. فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بَخْ بَخْ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ. فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ))

مشکوۃ المصابیح، رقم 1945 — صحیح بخاری، رقم 1461

صحیح مسلم، رقم 2315 — دارمی، رقم 1655

اللؤلؤ والمرجان، رقم 582

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار مدینہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھجوروں کے لحاظ سے سب سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کو اپنے مال میں سے بیرحاء نامی کھجوروں کا باغ سب سے زیادہ پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں کا میٹھا پانی نوش فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران: 92)

"تم نیکی کا اعلیٰ درجہ حاصل نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی راہ میں اپنے اس مال میں سے خرچ نہ کرو جسے تم بہت محبوب رکھتے ہو۔"

Marfat.com

توحضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران : 92)

''تم نیکی کا اعلیٰ درجہ حاصل نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی راہ میں اپنے اس مال میں سے خرچ نہ کرو جسے تم بہت محبوب رکھتے ہو۔''

اور مجھے بیرحاء باغ سب سے زیادہ پسند ہے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ ہے۔ میں اس کے ثواب اور اللہ کے ہاں ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ اسے جیسے چاہیں اور جہاں چاہیں اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت خوب! یہ تو بہت نفع بخش مال ہے۔ تم نے جو کچھ کہا وہ میں نے سن لیا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اسی طرح کروں گا۔ پھر انہوں نے اپنا وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔''

تشریح:

1: قرآن مجید کے ایک حکم پر عمل کرنے کے لیے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک نہایت قیمتی اور پیارا باغ ''بیرحاء'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا تھا۔

2: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عزیز واقارب کو صدقہ دینے کا دوہرا ثواب ہے، ایک صدقے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس صدقے سے دوہرا اجر بھی کمایا اور نیکی کا اعلیٰ ترین درجہ بھی حاصل کر لیا۔

3: اِس حدیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اطاعت خداوندی اور انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ کس قدر زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکی کا بلند ترین مرتبہ حاصل کرنے کی توفیق دے۔

Marfat.com

117: بیوی کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا

117...... ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1947	صحیح بخاری، رقم 1425
صحیح مسلم، رقم 2364	اللؤلؤ والمرجان، رقم 603

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب ایک بیوی نیک نیتی کے ساتھ بغیر کوئی خرابی کیے اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ صدقہ کر دے تو اسے خرچ کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور اس کے شوہر کو اس کی کمائی کے سبب اجر ملے گا۔ اسی طرح خزانچی ملازم کو بھی اتنا ثواب ملتا ہے۔ اور کوئی کسی کے اجر میں کمی نہیں کر سکتا۔''

تشریح:

1: بیوی اپنے خاوند کی رضامندی ہی سے اُس کے مال میں سے صدقہ کر سکتی ہے ورنہ نہیں کر سکتی۔

2: عورت اپنے شوہر کی اجازت سے اس کے مال میں سے صدقہ کرے گی تو دونوں کو صدقے کا ثواب برابر ملے گا۔ شوہر کو اس لیے کہ اس کی کمائی تھی اور عورت کو اس لیے کہ اس نے اپنے ہاتھ سے یہ صدقہ تقسیم کر دیا۔

3: بالکل معمولی اور تھوڑی چیز کا صدقہ اگر بیوی اپنے خاوند کی کمائی سے کر دے جس سے کوئی خاوند بھی عام طور پر منع نہیں کرتا تو اس صدقے کا بھی دونوں کو برابر ثواب ملے گا۔ جیسے ایک دو روپیہ کسی سوالی کو دیدیا، یا ایک آدھ روٹی کسی مانگنے والے کو دے دی۔ وغیرہ

Marfat.com

118: صدقہ کر کے واپس نہیں لینا چاہیے

118...... ((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَاَضَاعَہُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَہٗ، فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِیَہٗ، وَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَبِیْعُہٗ بِرُخْصٍ. فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

لَا تَشْتَرِہٖ، وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاکَہٗ بِدِرْھَمٍ، فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: لَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ، فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 1954 — صحیح بخاری، رقم 1490

صحیح مسلم، رقم 4165,4163 — ابوداؤد، رقم 2539

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو سواری کے لیے فی سبیل اللہ ایک گھوڑا دے دیا۔ اس شخص نے وہ گھوڑا ضائع کر دیا۔ میں نے چاہا کہ وہ گھوڑا خرید لوں کیونکہ اب وہ اسے کم قیمت پر بیچ دے گا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسے ہرگز نہ خریدو۔ اپنا صدقہ واپس نہ لو، خواہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں بیچ دے۔ کیونکہ اپنا صدقہ واپس لینے والا شخص اُس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹ جاتا ہے۔''

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ''اپنا صدقہ واپس نہ لینا، کیونکہ صدقہ واپس لینے والا ایسے ہے جیسے اپنی قے چاٹنے والا۔''

تشریح:

1: اِس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ صدقہ دے کر اسے واپس لے لینا ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنی قے چاٹے۔ ظاہر ہے قے چاٹنا ایک ناپسندیدہ اور ناگوار فعل ہے لہٰذا یہ بات جائز نہیں ہے کہ صدقہ دے کر اسے واپس لیا جائے۔

2: دوسرے اس حدیث میں صدقہ کی ہوئی چیز کو خرید لینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ مگر یہ ممانعت حرام کے

Marfat.com

درجے کی نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اکثر علمائے سلف، جن میں امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، کی یہی رائے ہے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وہ عمل ہے جس میں آپ اگر اپنی صدقہ کی ہوئی چیز خرید لیتے تو اسے زیادہ دیر اپنے پاس نہ رکھتے بلکہ اسے جلد ہی پھر صدقہ کر دیتے تھے۔

3: اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے صدقے میں کوئی چیز دے دی اور وہی چیز اسے دوبارہ وراثت میں مل گئی تو اس کے لیے اسے لینا بالکل جائز ہے۔

Marfat.com

باب 5......حج وعمرہ

119: حج فرض ہے

119...... ((عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا. فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا. فَقَالَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ. ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2505 — صحیح مسلم، رقم 3257
نسائی، رقم 2620,2619 — ابوداؤد، رقم 1721
دارمی، رقم 1788 — مسند احمد، رقم 2304

”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، لہٰذا تم حج کیا کرو۔ یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کرنا ہے؟ اس پر آپ ﷺ خاموش رہے۔ اس آدمی نے تین بار اپنا سوال دہرایا۔ مگر آپ ﷺ تینوں مرتبہ خاموش رہے۔ پھر فرمایا: اگر میں ”ہاں“ کہہ دیتا تو پھر ہر سال حج لازم ہو جاتا اور پھر تم سے یہ نہ ہو سکتا۔ اس کے بعد فرمایا: جب میں کوئی بات نہیں بتاتا تو اس کے بارے میں سوال نہ کرو۔ تم سے پہلے لوگ صرف اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے نبیوں سے بہت سوالات کیے اور پھر اختلافات کر کے احکام کی پابندی نہ کی۔ لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے بچو اور جب کسی کام کا حکم دوں تو جتنا ہو سکے اُس پر عمل کرو۔“

تشریح:

1: اس حدیث میں نبی ﷺ نے خطبے کے دوران میں لوگوں سے خطاب کر کے حج کی فرضیت کے کا

Marfat.com

اعلان فرمایا جو کہ قرآن مجید کی اِس آیت سے ماخوذ حکم ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (آل عمران: 97)

''اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے، وہ اس کا حج کرے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ حج فرض ہے اور اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔

2: اس حدیث میں جس شخص کے بار بار سوال کرنے کا ذکر آیا ہے۔ سنن نسائی اور دوسری کتب حدیث میں اس کا نام ''اقرع بن حابس'' بتایا گیا ہے۔

3: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نبی ﷺ شارع ہیں جو دین کا کوئی بھی حکم دے سکتے ہیں۔

4: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس بات کا حکم دیں اسے کرنا چاہیے اور جس سے روکیں اس سے رک جانا چاہیے۔

بالکل یہی بات قرآن مجید میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: 7)

''اور رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکے اس سے رک جاؤ۔''

اِس آیت کا مطلب وہ نہیں ہے جو بعض منکرین حدیث نے اس سے سمجھا ہے کہ اس میں مال دینے نہ دینے کا ذکر ہے۔ بلکہ اس کا مطلب ہر معروف اور ہر منکر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔ یہی مفہوم عربیت کے بھی مطابق ہے۔ اور اسی پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

5: اس حدیث میں پہلی امتوں کی ہلاکت کے دو اسباب بیان ہوئے ہیں۔ ایک نبیوں سے فضول سوالات کرنا اور دوسرے دین کے بارے میں ایک دوسرے کی مخالفت کرنا۔

پہلی قوموں کی طرف سے نبیوں سے فضول سوالات کرنے کی ایک مثال بنی اسرائیل کا وہ واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے فضول اور بے مقصد سوالات کرنے شروع کر دیے کہ اس گائے کا رنگ کیسا ہو، اس کی عمر کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ یہ واقعہ قرآن مجید کی سورۃ البقرہ کی آیات 67 تا 71 میں مذکور ہے۔ دراصل دین نام ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کامل اور غیر مشروط اطاعت کا۔ یہ نہ ہو تو دینداری کی روح باقی نہیں رہتی۔ اس لیے دین کے معاملے میں فضول سوالوں سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ دین کی کوئی بات سمجھنے کے لیے ضروری سوالات کرنے کی اجازت ہے۔

Marfat.com

120: ایمان اور جہاد کے بعد حج سب سے افضل عمل ہے

120...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2506	صحیح بخاری، رقم 26
صحیح مسلم، رقم 248	نسائی، رقم 2624
ترمذی، رقم 1658	اللؤلؤ والمرجان، رقم 50

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: مقبول حج۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں افضل اعمال کی جو ترتیب آئی ہے۔ بعض دوسری احادیث میں اس سے مختلف ترتیب بھی بیان ہوئی ہے۔

مثال کے طور پر ایک اور متفق علیہ حدیث میں یہ ترتیب ہے کہ:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَیُّ الْأَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ؟ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا. قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَیْنِ. قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ))

(صحیح بخاری، رقم 527۔ صحیح مسلم، رقم 254)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ کی راہ

Marfat.com

میں جہاد کرنا۔"

2: اس طرح پہلی حدیث کے مطابق افضل اعمال کی ترتیب یہ ہے:

(1) اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔

(2) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(3) حج مبرور یعنی جو شریعت کے بالکل مطابق کیا گیا ہو۔

دوسری عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق افضل اعمال کی ترتیب یہ ہوگئی ہے کہ:

(1) وقت پر فرض نماز ادا کرنا۔

(2) والدین سے اچھا سلوک کرنا۔

(3) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3: احادیث میں افضل اعمال کی ترتیب کے اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کبھی تو کسی خاص موقع یا حالات کی مناسبت سے ایک ترتیب بتائی گئی اور کبھی کسی سوال کرنے والے کی ذہنی سطح اور نفسیات کے لحاظ سے اسے سمجھایا گیا۔

4: افضل اعمال کی ترتیب کے اختلاف سے قطع نظر یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ان میں بیان کیے گئے تمام اعمال کی اسلام میں بہت زیادہ فضیلت ہے بلکہ یہ ایک دوسرے سے بڑھ کر افضل ہیں۔ مثلاً اس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ اقدامی (Offensive) جہاد کے وقت والدین کی خدمت افضل ہوتی ہے اور دفاعی (Defensive) جہاد کے موقع پر جہاد فی سبیل اللہ اس سے افضل ہوتا ہے۔ گویا اعمال کی ایک دوسرے پر فضیلت حقیقت میں ایک اضافی (Relative) چیز ہے۔ یہی معاملہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بھی ہے کہ ایک لحاظ سے ایک اہم ہے اور دوسرے اعتبار سے دوسرا اہم ہے۔

اسی بات کو ایک سادہ سی مثال سے سمجھیے۔ اگر کسی عورت سے جو گھر کے معاملات چلاتی ہو، یہ سوال کیا جائے کہ گھر میں سب سے اہم کام کون سا ہوتا ہے تو وہ مختلف سوال کرنے والوں کو مختلف اوقات میں الگ الگ جواب دے گی۔ کبھی کہے گی خاوند کی خدمت سب سے زیادہ اہم ہے، کبھی بتائے گی، بچوں کی پرورش سب سے اہم ہے اور کبھی کچھ اور بتائے گی۔ کیونکہ اس کا ہر جواب ایک اضافی (Relative) معاملہ ہوگا اور وہ اپنی جگہ درست ہوگا۔

Marfat.com

121: مقبول حج کا ثواب عمر بھر کے گناہوں کی معافی ہے

121...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2507
صحیح بخاری، رقم 1521
صحیح مسلم، رق 3291
ترمذی، رقم 811
نسائی، رقم 2627
ابن ماجه، رقم 2889
اللؤلؤ والمرجان، رقم 856

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص اللہ کے لیے حج کرے۔ اس دوران میں نہ وہ فحش کلامی کرے اور نہ کوئی گناہ کرے تو وہ ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن گناہوں سے پاک تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں حج کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

2: اس میں سب سے پہلے یہ حقیقت بتائی گئی کہ جو مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے حج کرتا ہے اس کا حج قبول ہوتا ہے مگر جس کے حج کا مقصد سیر سپاٹا، دکھاوا، حاجی کہلانا یا محض کاروبار یا کوئی اور دنیوی غرض ہے تو اس کا حج قبول نہیں ہوتا۔

3: پھر یہ بتایا گیا کہ جو مسلمان حج کے دوران میں نہ تو شہوت کی باتیں کرے اور نہ ایسا کام کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، تو ایسے شخص کا حج قبول ہوتا ہے۔

اس حدیث کا مضمون قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ شخص حج کے دوران میں کسی سے لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ

Marfat.com

فِی الْحَجِّ ؕ﴾ (البقرۃ: 197)

''حج کے مہینے مقرر ہیں۔ جو کوئی ان میں حج کی نیت سے احرام باندھ لے تو پھر اسے حج کے دوران میں نہ کوئی فحش بات کرنی ہے، نہ گناہ کی اور نہ لڑائی جھگڑے کی......''

4: پھر اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو مسلمان حج کے دوران میں شہوت کی باتیں نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کام نہ کرے تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر گھر واپس لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔ گویا وہ معصوم بچہ ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

5: مقبول حج سے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں کبیرہ گناہوں سے توبہ کر لی گئی ہو تو پھر سارے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ حقوق العباد سے متعلق گناہ بھی حج سے معاف نہیں ہو جاتے جیسے کسی کا قرض دینا، غیبت کرنا اور کسی کی زمین یا مکان پر ناجائز قبضہ کر لینا وغیرہ۔

Marfat.com

122: عمرے اور حج کا ثواب

122...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اَلْعُمْرَةُ إِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2508 — صحیح بخاری، رقم 1773
صحیح مسلم، رقم 3289 — ابن ماجه، رقم 2888
اللؤلؤ والمرجان، رقم 855

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ہر عمرہ گذشتہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور مبرور (مقبول) حج کی جزا تو جنت ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں حج اور عمرے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

2: ہر دو عمرے ان گناہوں کے لیے کفارہ ہیں جو ان کے درمیان کیے گئے ہوں۔ گویا بعد کا ہر عمرہ پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

3: حج مبرور سے مراد ایسا حج ہے جو حلال روزی سے شریعت کے مطابق کیا جائے اور اس دوران میں کوئی غیر شرعی حرکت نہ کی جائے۔ یہی حج مقبول ہوتا ہے اور اسی کا صلہ جنت ہے۔

4: حج کا صلہ اس لیے جنت ہے کیونکہ یہ ہر قسم کی اسلامی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔

5: حج عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔

Marfat.com

123: رمضان المبارک میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے

123...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2509 — صحیح بخاری، رقم 1782
صحیح مسلم، رقم 3038 — نسائی، رقم 2110
ابن ماجه، رقم 2994 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 786

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
رمضان میں عمرہ کرنا ثواب میں حج کے برابر ہے۔''

تشریح:

1: حج کی طرح عمرے کا بھی بہت اجر وثواب ہے۔

2: دو عمرے کرنے سے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو ان دونوں کے درمیانی عرصے میں کیے گئے ہوں۔ (صحیح مسلم، رقم3289 ، ترمذی، رقم 933)

3: حج صرف مقررہ دنوں میں ہو سکتا ہے لیکن عمرے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں۔ یہ سال کے کسی بھی حصے میں کیا جا سکتا ہے۔

4: حج فرض ہے اور عمرہ سنت ہے۔

5: چونکہ رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب ستر (70) گنا بڑھ جاتا ہے (شعب الایمان) اس لیے رمضان المبارک کے عمرے کا ثواب بھی حج کے برابر رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

124: بچے کا حج

124...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا: الْمُسْلِمُوْنَ. فَقَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ. فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2510 صحیح مسلم، رقم 3253 ابن ماجہ، رقم 2910

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلے سے ملے تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم مسلمان ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اتنے میں ان کی ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھا کر عرض کیا: کیا اس کا حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، اور اس کا اجر تمہارے لیے ہے۔''

تشریح:

1: جس بچے پر حج فرض نہ ہو اگر وہ حج کرلے تو اس کا نفلی حج ہو جائے گی اور اسے ثواب ملے گا۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔

2: بچے کو حج کرانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔

3: اس پر عام طور پر اتفاق ہے کہ اگر کسی بچے نے بچپن میں حج کیا ہو۔ اور بڑا ہو جانے پر اس پر حج فرض ہو جائے تو اس کے لیے دوبارہ حج کرنا فرض اور ضروری ہے۔ اس کا بچپن کا حج کافی نہیں ہے۔

4: اس اتفاق رائے کی بنیاد طبرانی کی وہ حدیث ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس بچے نے حج کیا، پھر وہ بالغ ہو گیا تو اسے دوسرا حج کرنا چاہیے۔''

Marfat.com

125: حج بدل

125...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. ذَالِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ))

مشکوۃ المصابیح، رقم 2511	صحیح بخاری، رقم 1513
صحیح مسلم، رقم 3251	ابوداؤد، رقم 1809
ترمذی، رقم 928	نسائی، رقم 2642
ابن ماجه، رقم 2907	اللؤلؤ والمرجان، رقم 844

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو اس وقت میرا باپ بوڑھا تھا اور وہ سواری پر صحیح طرح بیٹھ نہیں سکتا تھا، تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، کر سکتی ہو۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے۔''

تشریح:

1: اس حدیث سے حج بدل کے درست ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

2: حج بدل یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے خواہ میت کی طرف سے یا کسی زندہ شخص کی طرف سے۔

3: حج بدل ایسے زندہ شخص کی طرف سے بھی کیا جا سکتا ہے جو مالدار مریض ہو مگر اس کے تندرست ہونے کی کوئی امید نہ ہو۔

4: حج بدل فوت شدہ شخص کی طرف سے بھی کیا جا سکتا ہے خواہ اس نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

5: حج بدل مرد بھی کر سکتا ہے اور عورت بھی کر سکتی ہے۔

6: حج بدل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنا فرض حج کر چکا ہو۔

(ابوداؤد، رقم 1811، ابن ماجه، رقم 2903)

Marfat.com

126: حج عورتوں کا جہاد ہے

126...... ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2514 صحیح بخاری، رقم 2875 ابن ماجه، رقم 2901

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے جہاد پر جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم عورتوں کا جہاد حج ہے۔''

تشریح:

1: اسلامی شریعت میں جہاد صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر فرض نہیں ہے۔

2: لیکن چونکہ جہاد ایک عظیم سعادت اور بہت بڑی نیکی کا کام ہے اس لیے اسلام نے عورتوں کو اس کے اجر وثواب سے محروم نہیں کیا ہے۔ ان کے حج وعمرہ کو جہاد کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ گویا جو اجر وثواب مردوں کو جہاد سے مل سکتا ہے وہی اجر وثواب عورتوں کو حج وعمرہ کرنے سے حاصل ہو جائے گا۔

3: یہ درست ہے کہ حج وعمرہ میں لڑائی اور جہاد جیسی صورتِ حال پیش نہیں آتی لیکن ان میں بھی سفر کی مشقت گھر بار سے جدائی اور بے آرامی اسی طرح ہوتی ہے جیسے جہاد کی مہم میں ہوتی ہے اگرچہ تمدن کی ترقی نے حج وعمرہ کو اب پہلے جیسا مشکل اور پر مشقت نہیں رہنے دیا، پھر بھی سفر سفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں صنف نازک کے لیے حج وعمرہ کا ثواب جہاد کے برابر رکھا گیا ہے۔

4: اس حدیث سے صحابیات کے شوقِ جہاد کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نیکی اور اجر وثواب کے کسی کام میں مردوں سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتی تھیں۔

Marfat.com

127: حج اور عمرے کے لیے میقات (احرام باندھنے کی جگہیں)

127...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ: ذَالْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ: الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ: قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ: يَلَمْلَمَ؛ فَهُنَّ لَهُنَّ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهِلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ، وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ، حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2516 — صحیح بخاری، رقم 1526
صحیح مسلم، رقم 2803 — نسائی، رقم 2658
اللؤلؤ والمرجان، رقم 734

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا مدینے والوں کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن المنازل اور اہل یمن کے لیے یلملم، وہ ان لوگوں کے لیے بھی ہیں اور ان کے علاوہ ان کے علاقوں سے آنے والوں کے لیے بھی ہیں۔ حج اور عمرے کے لیے یہی میقات ہیں اور جو لوگ ان میقاتوں کے اندر کی طرف رہتے ہیں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں گے اور یہ اسی طرح اور اسی طرح ہیں۔ رہے مکے والے تو وہ مکہ سے احرام باندھیں گے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں حج اور عمرے کی خاطر باہر سے آنے والوں (اہل آفاق) کے لیے میقات مقرر کیے گئے ہیں جن پر پہنچ کہ احرام باندھنا واجب ہے۔

2: اس حدیث میں اہل عراق کے لیے میقات کا ذکر نہیں آیا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ابوداود، رقم 1739 اور نسائی، رقم 2654 میں اس کا ذکر بھی آیا ہے۔

3: اب ان میقاتوں (مواقیت) کی تفصیل:

(1) مدینے والوں کے لیے ذوالحلیفہ میقات ہے جسے آج کل ''ابیار علی'' کہا جاتا ہے۔ یہ مدینے سے صرف بارہ (12) کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(2) شام وفلسطین سے آنے والوں کے لیے جحفہ میقات ہے جو موجودہ رابغ کے قریب ہے اور یہ جگہ

Marfat.com

مکے سے قریباً ڈھائی سو (250) کلومیٹر پر واقع ہے۔

(3) اہل نجد کے لیے قرن المنازل میقات ہے۔ اسے آج کل سَیل کہتے ہیں۔ یہ مقام مکے سے قریباً اسی (80) کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(4) عراق سے آنے والوں کے لیے ذات عرق میقات ہے جو سیل (پرانا نام قرن المنازل) سے شمال کی طرف مکے سے ایک سو چوبیس (124) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(5) یمن والوں کے لیے یلملم میقات ہے۔ اسے آج کل سعدیہ کہا جاتا ہے۔ یہ سعودی عرب کے علاقے تہامہ کی ایک مشہور پہاڑی ہے جو ساحل سمندر پر واقع ہے۔ یہ جگہ مکے سے خشکی کے راستے قریباً 96 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش سے آنے والوں کے لیے یہی میقات ہے۔

4: جن لوگوں کا گھر میقات اور حدودِ حرم کے درمیان ہے ان کو اہل حل کہا جاتا ہے۔ ان کے لیے میقات ان کا اپنا علاقہ ہے جہاں سے بھی وہ چلیں۔

5: اہل مکہ یعنی حدودِ حرم میں رہنے والوں کے لیے حج کا میقات ان کا اپنا گھر ہے لیکن عمرے کے لیے ان کو حرم کی حدود سے باہر (تنعیم جہاں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا واقع ہے یا جعرانہ وغیرہ) نکل کر احرام باندھنا اور پھر مکے میں داخل ہونا پڑتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ اب مکہ مکرمہ کی آبادی حرم کی حدود سے باہر کئی کلومیٹر تک پھیل چکی ہے۔ اس لیے وہ اب اہل مکہ جو حدود حرم سے باہر رہتے ہیں وہ اہل حل میں شمار ہوتے ہیں جن کے لیے حج اور عمرے کا میقات ان کا اپنا علاقہ اور گھر ہے۔

6: حج اور عمرے کے لیے میقات مقرر کیے جانے میں کئی حکمتیں ہیں۔ مثلاً

ایک یہ کہ اس طرح حرم کی حدود کے علاوہ بھی مکے سے دور دور تک کے علاقے بدامنی سے محفوظ رہیں اور وہاں امن وامان قائم رہے۔ کیونکہ احرام کی حالت میں جانوروں کا شکار اور لڑائی جھگڑا منع ہے۔ دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ اس میں ایک سہولت ہے کہ مختلف ممالک کے لوگوں کو اپنے گھروں سے احرام باندھنے کے بعد اس کی پابندیوں کی مشقت سے بچایا جائے اور وہ مکے کے قریب جا کر احرام باندھ لیں۔ اگرچہ آج کل ہوائی جہاز کے ذریعے سفر نے اس مشقت کو کم کر دیا ہے لیکن دوسری ٹرانسپورٹ یا پیدل حج کرنے والوں کے لیے آج بھی یہ آسانی موجود ہے۔

Marfat.com

128: تلبیہ کہنا

128...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُھِلُّ مُلَبِّدًا یَقُوْلُ:
لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ،
لَا شَرِیْکَ لَکَ.
لَا یَزِیْدُ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2541 — صحیح بخاری، رقم 5915
صحیح مسلم، رقم 2814 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 736

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ کہتے ہوئے سنا جب کہ آپ ﷺ نے اپنے بالوں کو جما رکھا تھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:
((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ))
میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بے شک تعریف، نعمت اور بادشاہی صرف تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

تشریح:

1: تلبیہ کے معنی لبیک کہنے کے ہیں اور اس سے مراد ان الفاظ کو پڑھنا ہے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔

2: حج یا عمرے کا احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کہنا ضروری ہے۔ اس کے مشروع ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

3: تلبیہ کے مسنون الفاظ وہی ہیں جو اوپر نقل ہوئے ہیں۔ اس پر بھی امت کا اجماع ہے۔

4: تلبیہ کی فضیلت میں کئی احادیث ملتی ہیں کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

5: اس پر بھی اجماعِ امت ہے کہ مرد اونچی آواز میں تلبیہ پڑھیں گے اور عورتیں اتنی آہستہ آواز میں پڑھیں گی کہ خود سن سکیں۔

Marfat.com

129: بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے

129...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ ، فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2576 — ترمذی، رقم 960
نسائی، رقم 2922 — دارمی، رقم 1847

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
بیت اللہ کا طواف بھی نماز کی طرح ہے۔ البتہ اس میں تم بات چیت کر سکتے ہو۔ لیکن اس دوران میں جو شخص کوئی بات کرے تو اسے چاہیے کہ صرف خیر اور بھلائی کی بات کرے۔''

تشریح:

1: اس حدیث میں طواف کو نماز کی عبادت سے مشابہ قرار دیا گیا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ نماز میں بات چیت منع ہے لیکن طواف کے دوران میں اس کی اجازت ہے۔

2: جمہور فقہا نے اس حدیث سے طواف کے لیے طہارت یعنی باوضو ہونا اور کپڑوں کا پاک ہونا ضروری شرط قرار دی ہے۔ اس کے بغیر طواف صحیح نہیں ہے۔

3: پھر جب طواف کے لیے باوضو ہونا شرط ہے تو اس کے لازمی نتیجے کے طور پر یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جنابت کی حالت میں طواف درست نہیں ہے اور یہ کہ عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا بھی طواف کے لیے ایک ضروری شرط ہے۔

4: پھر جس طرح نماز کے لیے ستر پوشی شرط ہے اسی طرح طواف کے دوران میں بھی ستر پوشی ضروری ہے۔ ننگے ہو کر طواف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ دورِ جاہلیت میں مشرکین کا طریقہ تھا۔

5: خانہ کعبہ کا طواف ایک عبادت ہے، ایک دعا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔

6: طواف میں بات چیت کی اجازت تو ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ خاموش رہ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور

Marfat.com

اس کی تسبیح و تحمید کی جائے۔

طواف کے دوران میں نہایت ضروری بات کرنا یا کسی عالم دین سے کوئی شرعی مسئلہ پوچھنا جائز ہے۔

طواف کے دوران میں موبائل فون پر غیر ضروری گفتگو کرنا اور اس سے اِدھر اُدھر کی تصاویر لینا اور پیغام رسانی (Message) کرنا مکروہات میں سے ہے۔اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

7: طواف کے دوران میں پیاس لگ جائے تو پانی پینا جائز ہے۔

Marfat.com

130: حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کی دعا

130...... ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ))

مشکوٰة المصابیح، رقم 2581 ابوداؤد، رقم 1892 مسند احمد، رقم 15473

”سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔“

تشریح:

1: طواف کے دوران میں کوئی دعا بھی کی جا سکتی ہے۔ اس کے لیے کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔ احادیث میں کئی دعاؤں کا ذکر آیا ہے اور صحابہ کرام سے بھی بعض دعائیں روایت کی گئی ہیں مگر ان سب کی سند میں کلام ہے اور وہ ضعیف ہیں لیکن ان کا مانگنا دوسری دعاؤں سے بہتر بلکہ مستحب ہے۔

2: طواف کرتے وقت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان جس دعا کا اوپر ذکر ہے۔ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ نیل الاوطار (ج۵،ص۵۰) میں امام شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

3: یہ دعا قرآن مجید میں بھی آئی ہے اور اسی حوالے سے آئی ہے اور اس دعا کی اللہ تعالیٰ نے تحسین فرمائی ہے اور صرف دنیا کی بھلائی مانگنے اور آخرت کی بھلائی نہ مانگنے کو ناپسند کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ

Marfat.com

النَّاس مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ o وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ o اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ o﴾ (البقرة: 200 -202)

''پھر جب تم اپنے حج کے اعمال پورے کر لو تو اللہ کو یاد کرو جس طرح پہلے اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو۔ پھر بعض لوگ یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے۔ تو ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور بعض لوگ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے، آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔ ایسے لوگوں کو ان کی نیکیوں کا صلہ ملے گا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔''

4: یہ دعا نبی ﷺ کی پسندیدہ دعاؤں میں سے ہے اور آپ ﷺ یہ دعا اکثر مانگا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری، رقم 6389، صحیح مسلم، رقم 6841)

Marfat.com

131: حجر اسود کو بوسہ دینا

131...... ((عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ رضي الله عنه يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَ يَقُوْلُ: اِنِّىْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَ لَا تَضُرُّ، وَلَوْ لَا اَنِّىْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ مَا قَبَّلْتُكَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2589 — صحیح بخاری، رقم 1597

صحیح مسلم، رقم 3069, 3070 — ابوداؤد، رقم 1873

ترمذی، رقم 860 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 799

''عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ فرما رہے ہیں کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نفع نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا ایک سنت ہے۔ ورنہ یہ ایک پتھر ہی ہے جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔

2: ''حجر اسود'' ایک قدیم تاریخی پتھر ہے جو سیاہ رنگ کا ہے لیکن اسے غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرخی مائل سیاہ رنگ کا ہے۔ یہ خانہ کعبہ کے مشرقی جنوبی رکن میں نصب ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی اتارا گیا تھا مگر ایسی سب روایات حد درجہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔

حجر اسود کو، صحیح روایات کے مطابق، پہلی بار جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے نشاندہی پر، ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں خانہ کعبہ کے اسی مقام پر لگایا گیا تھا جہاں وہ آج نصب ہے۔ اس کی یہ جگہ زمانے کے حوادث کے باوجود کبھی تبدیل نہیں ہوئی۔ جب قریش نے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی تو اس وقت خود حضرت محمد ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے اسی مقام پر رکھا جہاں وہ پہلے رکھا گیا تھا۔

بعض مادہ پرست اسے شہاب ثاقب کا ایک ٹکڑا سمجھتے ہیں مگر یہ بے پر کی ہوائی ہے جو اڑائی گئی ہے۔

Marfat.com

تاریخ کے مختلف ادوار میں حجر اسود کئی بار ٹوٹا، اکھاڑا اور پھینکا گیا مگر پھر اپنے مقام پر واپس رکھا گیا۔

موجودہ حجر اسود چھوٹے چھوٹے سات (7) ٹکڑوں کا مجموعہ ہے جسے لاکھ جیسے مصالحے سے جوڑ کر چاندی کے ایک فریم میں نصب کر دیا گیا ہے۔ یہ بات تاریخی لحاظ سے بھی درست ہے کہ حجر اسود پہلے بالکل سفید (گویا حجر ابیض) تھا پھر لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے پہلے اوپر سے اور پھر اندر سے بھی سیاہ ہو گیا۔ اس کی تصدیق ان روایات سے ہو جاتی ہے جو مسند احمد، ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ میں موجود ہیں۔ حجر اسود زمین سے کوئی ڈیڑھ ($1\frac{1}{2}$) میٹر بلندی پر نصب ہے جسے بچے اور بوڑھے اور ہر قد وقامت کے لوگ آسانی سے چوم سکتے ہیں۔ حجر اسود کی تنصیب کا بنیادی سبب اور اس کی حکمت اس رکن کی نشاندہی ہے جہاں سے طواف کرنا شروع اور ختم کیا جانا چاہیے۔

حجر اسود کو ''یمین اللہ'' یعنی اللہ کا دایاں ہاتھ بھی کہا گیا ہے۔ جس کے ہاتھ پر لوگ اس کی اطاعت کا عہد کرتے ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حجر اسود کو بوسہ دینے یا اس کا استلام کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس کے قریب دعا بھی قبول ہوتی ہے اور یہ بوسہ گاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔

قرونِ مظلمہ (Dark Ages) اور صلیبی جنگوں (Crusades) کے زمانے میں یورپ کے عیسائی پادری لوگ اہل اسلام کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا کرتے تھے کہ یہ ایک مشرک قوم ہے جو مکے میں ایک پتھر کی پوجا کرتی ہے۔

حالانکہ حجر اسود شعائر اللہ میں سے ہے اور اسے ایک بت شکن خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نصب کیا ہوا ہے لہٰذا اس میں کسی قسم کے شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔

3: سب کا اس پر اتفاق ہے اور یہی مسنون ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت آواز نہیں پیدا ہونی چاہیے۔

4: خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ہر چکر پر حجر اسود کو بوسہ دینا، یا ہجوم اور رش کے وقت اس کا صرف استلام کرنا سنت ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔

5: اگر صرف استلام کیا جائے تو ہاتھ کو بوسہ دینا مسنون ہے۔

6: حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یا اس کا استلام کرتے وقت "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" یا "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا سنت ہے۔

Marfat.com

7: اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے حجر اسود کا بوسہ یا استلام صرف اس صورت میں مستحب ہے جب وہاں پر بھیڑ نہ ہو۔ اگر وہاں بھیڑ زیادہ ہو تو پھر ان کے لیے ایسا کرنا مستحب نہیں ہے۔ پھر ان کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ دور سے "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے گزر جائیں۔ ان کو حجر اسود کے بوسے کے لیے مردوں سے دھینگا مشتی کرنا منع ہے۔

8: خود مردوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ حجر اسود کے بوسے یا استلام کے لیے کسی دوسرے کو ایذا یا تکلیف نہ پہنچائیں کیونکہ خانہ کعبہ میں کسی کو ایذا دینا یا تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ سنت کا ثواب لینے کے لیے حرام کا ارتکاب کرنا مہنگا سودا ہے۔ اس سے ثواب کی بجائے الٹا گناہ ہوتا ہے۔

9: استلام کے معنی حجر اسود کو ہاتھ سے چھونے اور مس کرنے کے بھی ہیں، چھڑی سے مس کرنے یا اس سے اشارہ کرنے کے بھی ہیں اور دور سے ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کرنے کے بھی ہیں۔

10: حنفی فقہ میں طواف کے سات چکر پورے ہو جانے کے بعد بھی حجر اسود کا استلام کرنا یا اسے بوسہ دینا مستحب ہے۔

11: اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ خوب جانتے تھے کہ حجر اسود محض ایک پتھر ہے جو انسان کے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اس کے باوجود وہ اسے صرف اس لیے چومتے تھے کہ اسے چومنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سنت کی پیروی لازمی ہے۔

Marfat.com

132: حج کے مناسک سنت سکھاتی ہے

132...... ((عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَيَقُوْلُ:
لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّيْ لَا أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2618 صحیح مسلم، رقم 3137 ابوداؤد، رقم 1970

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے قربانی کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے کنکریاں مارتے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:
تم لوگ مجھ سے اپنے حج کے مناسک (اعمال) سیکھ لو، مجھے نہیں معلوم کہ اپنے اس حج کے بعد آئندہ کوئی حج کرسکوں گا، یا نہیں۔''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس (10) ذوالحجہ کو منیٰ میں رمی (کنکریاں مارنا) کر رہے تھے تو اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور یہ اعلان فرما رہے تھے کہ لوگ ان سے حج کے تمام مناسک اور اس کے آداب واعمال سیکھ لیں۔ شاید اگلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج پر تشریف نہ لا سکیں۔ اور فی الواقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حج پہلا اور آخری ثابت ہوا۔

2: اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ قرآن مجید میں حج کا حکم مجمل ہے اور اس کے بارے میں صرف چند اشارات دیے گئے ہیں (جو ہر شخص کے علم میں آسکتے ہیں) لیکن حج کا عملی طریقہ، اس کے مناسک کی ترتیب اور دوسری تمام تفصیلات صرف اور صرف حدیث وسنت کے ذریعے سے معلوم ہوسکتی ہیں جن کے بغیر کوئی شخص وہ حج نہیں کرسکتا جو شریعت میں مطلوب ہے اور جسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

مثال کے طور پر رمی (کنکریاں مارنا) ہی کو لیجیے۔ جس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا ذکر قرآن میں موجود نہیں ہے مگر یہ حج کے کاموں میں سے ایک واجب کام ہے جس کے بغیر حج

Marfat.com

درست نہیں ہے جب تک دَم یعنی ایک جانور کی قربانی کا جرمانہ ادا نہ کیا جائے۔

3: حج کی طرف قرآن مجید کے اکثر احکام جیسے نماز، زکوٰۃ، اور روزہ وغیرہ بھی صرف مجمل انداز میں بیان ہوئے ہیں اور ہمیں ان کا عملی طریقہ اور دوسری ضروری تفصیلات صرف حدیث وسنت سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اس لیے جو لوگ صرف قرآن کو دین سمجھتے ہیں اور حدیث وسنت کو دین کا حصہ نہیں سمجھتے ان کی رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔

4: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے دن کی رمی سواری پر بھی کی جا سکتی ہے۔

5: یاد رہے کہ حضور ﷺ نے باقی دنوں کی رمی پیدل حالت میں فرمائی تھی۔

Marfat.com

133: حج اور عمرے میں سر منڈانے کا حکم

133...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ.
قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟
قَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ.
قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟
قَالَ: وَالْمُقَصِّرِيْنَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2648 — صحیح بخاری، رقم 1727
صحیح مسلم، رقم 3145 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 819

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:
اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور بال کترانے والوں پر بھی؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور بال کترانے والوں پر بھی؟
اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور بال کترانے والوں پر بھی۔''

تشریح:

1: حج یا عمرے کا احرام کھولنے سے پہلے حلق کرانا (سر منڈانا) یا تقصیر کرانا (بال کتروانا) واجب ہے۔
یہ اگر رہ جائے تو دم یعنی ایک جانور کی قربانی دینی ضروری ہے۔''
حلق اور تقصیر کا مشروع (شرعی کام) ہونا قرآن، سنت اور اجماع امت تینوں سے ثابت ہے۔''
قرآن مجید میں ہے کہ:
﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ

Marfat.com

اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۝﴾ (الفتح: 27)

''بے شک اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا خواب دکھایا جو مطابق واقعہ ہے کہ اللہ نے چاہا تو تم لوگ مسجد حرام میں امن کے ساتھ ضرور داخل ہوگے۔ تم میں سے بعض اپنے سر منڈاؤ گے اور بعض صرف بال کترواؤ گے، اور تمہیں کوئی ڈر اندیشہ نہ ہوگا۔''

2: عام حالات میں حلق (سر منڈانا) یا تقصیر (بال ترشوانا) کوئی عبادت کا کام نہیں ہوتا لیکن حج اور عمرے میں یہی چیز عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر عبادت میں چونکہ عاجزی ہوتی ہے اور حلق (سر منڈانے) میں تقصیر (بال ترشوانے) کی نسبت زیادہ عاجزی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

3: اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حلق کرانے (سر منڈانے) والوں کا ثواب تقصیر (بال ترشوانے) والوں سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ پہلوں کے لیے نبی ﷺ نے تین بار دعا فرمائی ہے اور دوسروں کے لیے ایک بار۔ گویا حلق افضل ہے تقصیر سے۔

4: عورت کے لیے حلق کرانا (سر منڈانا) مکروہ ہے وہ صرف تقصیر (بال ترشوانا) کرا سکتی ہیں۔

ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ، اِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ)) (ابوداؤد، رقم 1984)

''عورتوں کے لیے حلق نہیں ہے، ان کے لیے صرف تقصیر ہے۔''

Marfat.com

134: جانور کی قربانی کا حکم

134...... ((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ .

قَالَ: رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ))

مشکوٰۃ المصابیح ، رقم 1453	صحیح بخاری ، رقم 5564
صحیح مسلم ، رقم 5087	ابوداود ، رقم 2794
ترمذی ، رقم 1494	نسائی ، رقم 4387
ابن ماجہ ، رقم 3120	اللؤلؤ والمرجان ، رقم 1284

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر اپنے دست مبارک سے دو چتکبرے، سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے ان کو ذبح کرتے وقت ان کے پہلو پر اپنا قدم رکھا اور آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.''

تشریح:

1: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ ان کو خود ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یعنی تکبیر پڑھی۔

بعض دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ مدینے ہر سال دو جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ ایک قربانی اپنی طرف سے اور ایک قربانی امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے۔

یہ امت کے ساتھ نبی ﷺ کی انتہائی شفقت اور الفت تھی۔

Marfat.com

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ قربانی ساری امت کی طرف سے یا تمام غریبوں کی طرف سے بھی ادا ہوگئی اور اب کسی کو کوئی قربانی کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ ''اے اللہ! میرے ثواب کے ساتھ میرے امتیوں کو بھی شامل فرمادے۔''

لہٰذا ثواب میں شامل ہونا الگ بات ہے اور قربانی کا ادا ہو جانا دوسری بات ہے۔

2: قربانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت، اسلام کا ایک شعار اور عبادت ہے۔ اس کا حکم قرآن سے بھی ثابت ہے۔

3: قربانی کا حکم ۲ ہجری میں مدینے میں دیا گیا تھا۔

4: حج تمتع اور حج قران کرنے والوں پر بھی قربانی واجب ہوتی ہے اور یہ افراد کا حج کرنے والوں کے لیے مسنون ہے۔

5: قربانی کے جانوروں میں اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری (نر و مادہ) شامل ہیں۔ اسی پر اجماع ہے۔ البتہ بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

6: ایک اونٹ یا گائے کی قربانی میں سات (7) افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

7: قربانی کا وقت عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد کا ہے۔

8: قربانی کے دنوں (ایام النحر) کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہا جن میں احناف بھی شامل ہیں، کے نزدیک تین (3) دن 10 ذوالحجہ سے 12 ذوالحجہ تک قربانی ہو سکتی ہے۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ چوتھے دن یعنی 13 ذوالحجہ کو بھی قربانی جائز قرار دیتے ہیں۔

9: قربانی خود کرنا مستحب اور دوسروں سے جانور ذبح کرانا جائز ہے۔

10: ہر قسم کی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں۔

Marfat.com

135: حج کے اعمال میں تقدیم وتاخیر

135...... ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًی لِلنَّاسِ یَسْأَلُوْنَهُ ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ: اِذْبَحْ وَلَا حَرَجَ . فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِیَ فَقَالَ: اِرْمِ وَلَا حَرَجَ . فَمَا سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ .
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَتَاهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِیَ قَالَ: اِرْمِ وَلَا حَرَجَ . وَأَتَاهُ آخَرُ ، فَقَالَ: أَفَضْتُ إِلَی الْبَیْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِیَ قَالَ: اِرْمِ وَلَا حَرَجَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2655 — صحیح بخاری، رقم 1736
صحیح مسلم، رقم 3156, 3157 — ابوداؤد، رقم 2014
ترمذی، رقم 916 — ابن ماجه، رقم 3052
اللؤلؤ والمرجان، رقم 822

”سیدنا عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کے لیے منیٰ میں کچھ دیر ٹھہرے۔ پھر کئی آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے مسائل پوچھے۔ ایک شخص نے عرض کیا: میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: قربانی کر لو، کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک اور آدمی نے آ کر عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے ہی قربانی کر لی؟ فرمایا: اب کنکریاں مار لو، کوئی حرج نہیں۔ اس طرح نبی ﷺ سے جو سوال کسی کام کے پہلے یا بعد میں کر لینے کے بارے میں کیا گیا آپ ﷺ نے جواب میں یہی فرمایا کہ اب کر لو، کوئی حرج نہیں۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے؟
حضور ﷺ نے فرمایا: اب کنکریاں مار لو، کوئی حرج نہیں۔
پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف زیارت (طواف افاضہ)

Marfat.com

کرلیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اب کنکریاں مارلو، کوئی حرج نہیں۔"

تشریح:

1: دس ذوالحجہ یعنی یوم النحر (قربانی کا دن) کو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام درج ذیل ترتیب کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔

(1) پہلے جمرۂ عقبہ پر رمی (کنکریاں مارنا) کی جاتی ہے۔

(2) پھر جانور کی قربانی کی جاتی ہے۔

(3) پھر حلق (سرمنڈانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کی جاتی ہے۔

(4) آخر میں طواف افاضہ یعنی طواف زیارت کیا جاتا ہے۔

ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہی ترتیب ہے جو سنت کے مطابق ہے۔

2: اوپر بیان کی گئی چاروں کاموں کی ترتیب سنت ہے، واجب نہیں ہے اگر کسی حاجی نے اس ترتیب سے کام نہیں کیے بلکہ جو کام پہلے کا تھا وہ بعد میں کرلیا، یا جو بعد میں کرنے کا تھا وہ پہلے کرلیا، خواہ جان بوجھ کر یا بھول کر یا علم نہ ہونے کی وجہ سے، تو اس کو نہ کوئی گناہ ہوگا اور نہ اس پر کوئی دَم (جانور کی قربانی) واجب ہے۔

اس کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جس میں ترتیب الٹ دینے والوں کو نبی ﷺ نے یہ فرما کر تسلی دی کہ: (لَا حَرَجَ) "کوئی حرج نہیں" گویا اس کی اجازت ہے۔

3: اس حدیث میں حج کے جن چار کاموں کا ذکر ہے۔ ان میں سے پہلے کام یعنی رمی کرنے (کنکریاں مارنے) کے سوا باقی تینوں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

Marfat.com

136: حجۃ الوداع کی تفصیل

136...... ((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ، فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: اغْتَسِلِيْ وَ اسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ، وَأَحْرِمِيْ. فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ، أَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ.

قَالَ جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِيْ إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، فَطَافَ سَبْعًا، فَرَمَلَ ثَلَاثًا، وَ مَشٰى أَرْبَعًا، ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَرَأَ:

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾

فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَجَعَلَ الْمُقَامَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْبَيْتِ. وَ فِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّهُ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَى الْبَيْتَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَ كَبَّرَهُ، وَ قَالَ:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

Marfat.com

وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَالِكَ، قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ وَمَشٰى إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِيْ، ثُمَّ سَعٰى، حَتّٰى إِذَا صَعِدْنَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ، فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا، حَتّٰى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ، نَادٰى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَ النَّاسُ تَحْتَهُ فَقَالَ:

لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ، لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً.

فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ؟ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابِعَهُ، وَاحِدَةً فِي الأُخْرٰى، وَقَالَ:

دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ، لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ.

وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُكَ. قَالَ: فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ، فَلَا تَحِلَّ.

قَالَ: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ، وَالَّذِيْ أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً. قَالَ: فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ، وَقَصَّرُوْا، إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، تَوَجَّهُوْا إِلٰى مِنًى، فَأَهَلُّوْا بِالْحَجِّ، وَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ، فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ، وَالْفَجْرَ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ، فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ، فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ، فَنَزَلَ بِهَا، حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ، فَرُحِلَتْ لَهُ، فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ، فَخَطَبَ النَّاسَ، وَقَالَ:

إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ، وَ دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ

Marfat.com

مَوْضُوْعَةٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ۔ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا، رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ. فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَالِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟

قَالُوْا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ. فَقَالَ بِأُصْبَعِهِ السَّبَابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ، فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ، وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا، حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ، وَدَفَعَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ، فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَدَعَاهُ، وَكَبَّرَهُ، وَهَلَّلَهُ، وَوَحَّدَهُ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا، فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى أَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ، فَحَرَّكَ قَلِيْلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطَى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى، حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ، فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ، ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا، فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، وَأَشْرَكَهُ فِيْ هَدْيِهٖ، ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ،

Marfat.com

فَطُبِخَتْ، فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا، وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا، ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ، فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ، فَأَتَى عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ، فَقَالَ:

اَنْزِعُوْا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَلَوْ لَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ. فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2555 صحیح مسلم، رقم 2950

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں نو (9) سال رہے لیکن اس دوران میں کوئی حج نہیں کیا۔ پھر دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کرایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر بہت سے لوگ مدینے پہنچ گئے۔ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کرلے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھے لے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے۔ جب وہ اونٹنی بیداء کے ٹیلے پر چڑھ کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے یہ توحیدی تلبیہ پکارا:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ.

میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں، بادشاہی بھی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے صرف حج کی نیت کی تھی۔ ہمیں عمرے کا پتہ نہ تھا۔ پھر جب بیت اللہ شریف میں پہنچے تو حضور ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ طواف کیا۔ پہلے تین چکروں میں رمل کیا (ذرا اکڑ کر تیز چلے) اور باقی چار چکروں میں عام چال چلے۔ پھر مقام ابراہیم علیہ السلام پر تشریف لائے تو یہ آیت پڑھی:

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرۃ:125)

Marfat.com

''اور مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔''

پھر وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی، جس میں آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان سیدھ میں رکھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور دروازے سے نکل کر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ صفا پہنچنے پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (البقرہ:158)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

اور فرمایا: میں وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا اور پھر صفا سے شروع کیا۔ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خانہ کعبہ نظر آیا۔ پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور کبریائی بیان کی اور فرمایا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے، تعریف بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔''

یہ کلمات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائے اور اس دوران میں دعا بھی فرمائی۔ پھر نیچے اترے اور مروہ کی طرف چلنے لگے۔ جب وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ ﷺ دوڑنے لگے۔ پھر معمول کے مطابق چلتے رہے اور مروہ تک پہنچ گئے۔ وہاں بھی آپ ﷺ نے ویسے ہی کیا جیسے صفا پر کیا تھا۔ آخری چکر میں آپ ﷺ مروہ پر تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نشیب میں تھے۔ آپ ﷺ نے وہاں سے آواز دیتے ہوئے ان سے فرمایا:

جس چیز کا مجھے اب پتہ چلا ہے اگر پہلے پتہ ہوتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور میں اس (حج) کو عمرے

Marfat.com

میں تبدیل کر لیتا۔ اب جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ احرام کھول دے اور اسے عمرے میں بدل لے۔

اس پر سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں اور دو مرتبہ فرمایا:
عمرہ حج میں داخل ہو گیا اور یہ صرف ہمارے اس سال کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹ لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا:
جب تم نے حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا؟

انہوں نے عرض کیا: میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں اسی چیز کا تلبیہ پکارتا ہوں جس کا تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پکارا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چونکہ میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے اس لیے تم بھی احرام نہ کھولو۔

یمن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کے جتنے اونٹ لائے اور جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے لے کر گئے ان کی مجموعہ تعداد ایک سو (100) تھی۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہیں لائے تھے صرف انہوں نے (عمرے کے بعد) احرام کھول دیا تھا اور بال کترا لیے تھے اور پھر ترویہ کے دن (8 ذوالحجہ) منیٰ کا ارادہ کیا اور حج کا احرام باندھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر منیٰ پہنچے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ پھر سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر عرفات پہنچے تو نمرہ میں بالوں کا بنا ہوا خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ قریش سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دور جاہلیت کے دستور کے مطابق مشعر حرام (مزدلفہ) تک جائیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزر کر عرفات پہنچے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے میں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قصواء (اونٹنی) پر پالان رکھ دیا گیا، پھر وادی کے نشیب میں (وادی عرنہ میں) تشریف لائے اور یہ خطبہ دیا:

بے شک تمہارے خون (جانیں) اور مال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح محترم ہیں جیسے آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہے۔ سنو، جاہلیت کے رسم ورواج میرے پاؤں تلے روند دیے گئے ہیں۔ جاہلیت کے خون (قتل) بھی ختم کر دیے گئے ہیں۔ ہمارے خاندان میں سے پہلا خون جسے میں معاف کرتا ہوں وہ ربیعہ بن

Marfat.com

حارث کے بیٹے کا خون ہے کہ جب وہ بنوسعد قبیلے میں دودھ پی رہا تھا تو قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔تم نے ان کو اللہ کی امان اور عہد کے ساتھ حاصل کیا ہے اور وہ اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال ہیں۔ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے آدمی کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔لیکن اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ہلکی ضرب مار سکتے ہو۔ میں تمہارے درمیان ایسے چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز ہے اللہ کی کتاب، جب تم سے آخرت میں میرے متعلق پوچھا جائے گا تو کیا کہو گے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پہنچا دیا اور حق ادا کر دیا اور خیر خواہی فرمائی۔

پھر حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر، اسے لوگوں کی طرف جھکا کر تین مرتبہ یہ فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ."

اے اللہ! تو گواہ رہنا۔اے اللہ! تو گواہ رہنا۔اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی تو حضور ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ لیکن ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور وقوف کی جگہ پہنچے۔ اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ چٹانوں کی طرف کیا اور حبل المشاۃ (پیدل چلنے والوں کی راہ میں واقع ریتلے تودے) کو اپنے سامنے رکھا اور قبلہ رخ ہو کر لگاتار وقوف فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔تھوڑی سی زردی باقی رہ گئی تھی اور سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی۔

پھر آپ ﷺ نے اسامہ (رضی اللہ عنہ) کو پیچھے بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہو کر مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ گئے۔ پھر فجر کی نماز پڑھی اور قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور مشعر حرام تشریف لائے۔ وہاں قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اس کی بڑائی بیان کی، لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور توحید بیان کی۔ کچھ دیر کھڑے رہے اور اجالا ہو جانے پر سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہوئے۔ اب آپ ﷺ نے فضل

Marfat.com

بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جب وادی محسر پہنچے تو سواری کو تیز چلایا۔ پھر درمیانی راستے سے ہو کر جمرہ عقبہ پہنچے جس کے پاس درخت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے رہے۔ ہر کنکری ایسی تھی جسے چٹکی میں لے کر چلایا جا سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کنکریاں وادی کے نشیب سے ہو کر ماریں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربان گاہ تشریف لے گئے۔ اپنے دست مبارک سے تریسٹھ (63) اونٹ ذبح کیے۔ باقی ستائیس (37) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی شریک کر لیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر ہنڈیا میں پکایا گیا اور دونوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا پیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر خانہ کعبہ آئے اور طواف افاضہ (طواف زیارت) کیا۔ ظہر کی نماز مکے میں پڑھی۔ پھر بنی عبدالمطلب کے ہاں تشریف لے گئے جو لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عبدالمطلب کی اولاد! پانی نکالو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے پانی پلانے کے اس کام میں لوگ تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کے ڈول کھینچتا۔

پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ڈول پانی دیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔"

تشریح:

1: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ حجۃ الوداع کے بارے میں وارد تمام احادیث میں سب سے زیادہ لمبی اور مفصل ہے۔ تاہم اس میں بھی ایک آدھ واقعات کا ذکر نہیں ہوا۔ جیسے حلق کرانا اور احرام کھولنا وغیرہ۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا طریقہ اور سارے مناسک جاننے کے لیے اس سے متعلق تمام احادیث کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

2: حج کے فرض ہونے کے بارے میں سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ یہ 8 ہجری میں مکہ فتح ہو جانے کے بعد 9 ہجری میں فرض ہوا۔ پہلا حج اسی سال ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال حج نہیں کیا بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اور ان کو حج کا طریقہ اور مناسک سکھا دیئے۔ یہ عجیب حج تھا جس میں مسلمانوں اور مشرکین دونوں نے اپنے اپنے طریقے پر حج کیا اس میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج میں شریک نہیں ہو گا اور مشرکین کو جاہلیت کے مشرکانہ رسم و رواج کو اختیار

Marfat.com

کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

نبی ﷺ نے اگلے سال 10 ہجری میں حج کیا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کا حج مثالی ہونا چاہیے اور اس میں مشرکین کے طور طریقوں کی خرابی نہ ہو۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ 9 ہجری کا حج 10 ہجری کے حج کی تمہید تھی یا اس کا تیاری کا پیش خیمہ تھا۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ نے یہی ایک حج کیا جو 10 ہجری میں تھا۔ یہی آپ ﷺ کا پہلا اور آخری حج ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے کل چار (4) عمرے کیے تھے۔

10 ہجری کے اس حج کا اعلان تمام قبیلوں میں کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ حج کر سکیں۔ حج کا اسلامی طریقہ اور اس کے مناسک سیکھ سکیں۔

آپ ﷺ 25 ذوالقعدہ 10 ہجری کو مدینے سے قافلے کی صورت میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ اگلے روز ذوالحلیفہ سے احرام باندھا اور 4 ذوالحجہ کو نبوی قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔

اس سال 10 ذوالحجہ جو کہ یوم عرفہ کہلاتا ہے چونکہ جمعے کا دن تھا اس لیے ہمارے ہاں عوام الناس میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ جمعے کا حج، حج اکبر ہوتا ہے۔ حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ ہر حج، حج اکبر اور ہر عمرہ حج اصغر ہوتا ہے۔ اس میں جمعے کی نہ کوئی خصوصیت ہے اور نہ عرفات میں جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ خود نبی ﷺ نے بھی یوم عرفہ کو جمعہ ہونے کے باوجود جمعہ نہیں پڑھا تھا بلکہ ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر اور قصر پڑھی تھیں۔ آپ ﷺ نے اس دن جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ بھی جمعے کا خطبہ نہ تھا بلکہ حج کا خطبہ تھا جو یوم عرفہ کو عرفات کی مسجد نمرہ میں دیا جاتا ہے۔

3: اس حج میں شریک ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ راویوں کے اپنے اندازے ہیں۔ روایات میں چالیس ہزار (40,000) سے لے کر ایک لاکھ تیس ہزار (1,30,000) تک کی تعداد بیان کی گئی ہے۔

4: خطبہ حجۃ الوداع کے بارے میں ایک نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ کوئی ایک خطبہ نہ تھا بلکہ حج کے دوران میں مختلف مقامات پر دیے گئے خطبوں کا مجموعہ ہے جو عام طور پر سیرت کی کتابوں میں اکٹھا کر کے لکھ دیا جاتا ہے۔ اگلی حدیث میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

Marfat.com

137: خطبہ حجۃ الوداع

137...... ((عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ:
إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ، ذُوالْقَعْدَةِ، وَ ذُوالْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ.
وَ قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ: أَلَيْسَ ذَالْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ؛ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2659 — صحیح بخاری، رقم 4406
صحیح مسلم، رقم 4383 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 1094

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) قربانی کے دن ہمیں خطاب فرمایا کہ: زمانہ گھوم پھر کر اسی حالت پر آ گیا ہے جیسے اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے۔ جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین لگاتار ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور رجب مضر جو کہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔
پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے

Marfat.com

ہیں۔اس پر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ہم نے خیال کیا شاید آپ ﷺ اس مہینے کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سال شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔اس پر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ہم نے خیال کیا شاید آپ ﷺ اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ بلدہ یعنی مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، ایسے ہی ہے۔پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔اس پر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ہم نے سمجھا شاید آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، ایسے ہی ہے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہارے خون (تمہاری جانیں) تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ مہینہ، یہ شہر، یہ دن محترم ہیں۔عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔سنو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔سنو، کیا میں نے تم تک دین نہیں پہنچا دیا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں، پہنچا دیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ! تو گواہ رہنا۔لوگو، تم میں سے جو یہاں موجود ہیں وہ ان کو جو یہاں موجود نہیں ہیں، یہ باتیں پہنچا دینا۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس کو بات پہنچائی جائے، وہ سننے والے سے بھی زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔''

تشریح:

1: اس خطبے کا کچھ حصہ پچھلی حدیث 136 میں بھی آ چکا ہے۔

2: دراصل حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے مختلف موقعوں پر کئی خطبے ارشاد فرمائے تھے جن کو عام طور پر سیرت کی کتابوں میں اکٹھا بیان کر کے اسے ''خطبہ حجۃ الوداع'' کا نام دیا جاتا ہے۔

3: اس خطبے میں سب سے پہلے حرام یعنی حرمت والے مہینوں کا ذکر کر کے دور جاہلیت کی اس غلط رسم کو ختم کیا گیا ہے جس میں مشرکین اپنے مفاد کی خاطر جنگ وجدال کے لیے ان میں ردو بدل کر لیتے تھے۔ کبھی دو مہینوں کو ایک ہی نام دیتے اور کبھی سال تیرہ (13) مہینوں کا بنا لیتے تھے۔اس طرح انہوں

Marfat.com

نے اپنا پورا کیلنڈر بگاڑ رکھا تھا۔

قرآن نے ان کے اس جاہلانہ اور گمراہانہ طریقے کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ﴾ (التوبة: 37)

''بے شک مہینوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دینا کفر میں ایک اضافہ ہے جس سے کافر لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ وہ ایک سال کسی حرام مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسے حرام سمجھ لیتے ہیں۔ اس طرح وہ محترم مہینوں کی تعداد پوری کرنے کے لیے اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کو حلال کر لیتے ہیں۔''

اس موقع پر نبی ﷺ نے فرما دیا کہ زمانہ گھوم پھر کر پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے اور اب عربوں کا کیلنڈر اور اللہ تعالیٰ کے حساب کا کیلنڈر دونوں ایک ہو گئے ہیں۔ حج ٹھیک ذوالحجہ ہی میں ہو رہا ہے۔

اس حدیث میں جو باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں ان کو شامل کرتے ہوئے ذیل میں پورا خطبہ حجۃ الوداع پیش کیا جاتا ہے:

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''لوگو! میری بات غور سے سنو! میں خیال کرتا ہوں کہ اس سال کے بعد اس مقام پر تم سے نہ مل سکوں گا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم پہچانے جا سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے۔

اے لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں، جیسے آج کا دن (یوم عرفہ)، یہ شہر (مکہ) اور یہ مہینہ (حرمت کا مہینہ ذوالحجہ)۔

اے لوگو! تم عنقریب اللہ کے سامنے حاضر ہو گے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے

Marfat.com

گا۔ خبردار، میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

اے لوگو! جاہلیت کی تمام رسمیں اپنے قدموں تلے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے تمام جھگڑے اور خون کے دعوے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون عمار بن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں، جو بنی سعد میں پلا بڑھا اور بنو ہذیل نے اُسے ہلاک کر دیا تھا۔

میں جاہلیت کا سود کالعدم کرتا ہوں۔ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

اے لوگو! اپنی بیویوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے نام کی ذمہ داری سے اور اُس کے کلام سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں، تمہارا حق اُن پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی دوسرے کو نہ آنے دیں (جس کا آنا تمھیں ناگوار ہو)، کسی کو بغیر تمہاری اجازت گھر میں نہ آنے دیں جس کا آنا تمھیں ناپسند ہو۔ وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے کہ تم ان کو سمجھاؤ اپنی خواب گاہوں سے جدا کر دو اور ایسی بدنی سزا دے سکتے ہو جو نشان ڈالنے والی نہ ہو۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو دستور کے مطابق اُن کا نان ونفقہ تمہارے ذمے ہے۔ خبردار کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دے۔ تم عورتوں سے اچھا سلوک کرو، کیونکہ وہ تمہاری نگرانی میں ہیں۔

بے شک شیطان اس سرزمین سے ناامید ہو گیا ہے کہ اُس کی یہاں عبادت کی جائے گی۔ لیکن وہ خوش ہے کہ اس کے سوا دوسرے اُن گناہوں میں تم اس کی پیروی کرو گے، جنھیں تم ہلکا سمجھتے ہو۔

قتل عمد میں قصاص لیا جائے گا۔ قتل خطا اور شبہ قتل عمد جو لاٹھی سے یا پتھر مارنے سے ہو اس کی دیت (خوں بہا) سو اونٹ ہے، جو اس میں اضافہ کرے وہ جاہلیت کا پیروکار ہے۔

اے لوگو! مہینوں کا ادل بدل کرنا (نسیء) کفر میں اضافہ ہے۔ اس کے ذریعے کفار اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال کسی مہینے کو حلال اور دوسرے سال حرام قرار دیتے ہیں، تاکہ اس طرح حرام مہینوں کی گنتی پوری کر لیں۔

زمانہ آج پھر اُس پہلی حالت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ (12) ہے، یہی نوشتۂ تقدیر ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل

Marfat.com

ذوقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ ایک اکیلا الگ رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔

اے لوگو! اللہ نے ہر حق دار کو (وراثت میں) اُس کا حق دے دیا ہے۔ لہٰذا وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

بچے کا نسب اس آدمی سے ثابت ہوگا جس کی وہ بیوی ہے اور جس شخص نے بدکاری کی اُس کے لیے سزا ہے۔

جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنا نسب ظاہر کیا یا کسی غلام نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

قرض ادا کیا جائے گا۔ عاریت واپس ہوگی۔ ضامن تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

خبردار! مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ باپ کے جرم میں بیٹا، یا بیٹے کے جرم میں باپ کو نہیں پکڑا جائے گا۔

اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ تمہارے غلام تمہارے ماتحت ہیں جو خود کھاؤ، اُن کو کھلاؤ اور جو خود پہنو اُن کو بھی پہناؤ۔

خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اسے صحیح طور پر واپس لوٹائے۔

لوگو! اگر کوئی نکٹا حبشی غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور اللہ کی کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو تم اس کی اطاعت کرنا۔

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جسے اگر تم نے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب (قرآن)۔

اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔ دن رات میں پانچ وقت نماز ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مال سے خوشی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ کے گھر کا حج کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو۔ اس طرح تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

"اے لوگو! جب قیامت کے دن میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا تو کیا جواب دو گے؟"

سب نے کہا: "ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم تک اللہ کے احکام پہنچا دیے اور

Marfat.com

رسالت ونبوت کا حق ادا کر دیا۔''

اس وقت نبی ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو تین بار آسمان کی طرف اُٹھایا اور پھر جھکایا اور آپ ﷺ ہر بار یہ فرماتے تھے کہ؛

''اے اللہ! تو گواہ رہ۔ تیرے یہ بندے کیا کہہ رہے ہیں۔''

''دیکھو، جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ اُن لوگوں تک جو یہاں موجود نہیں، میری یہ باتیں پہنچادیں۔ ممکن ہے بعض سننے والے بتانے والوں سے زیادہ بات کو یاد رکھنے والے اور حفاظت کرنے والے ہوں۔ تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور رحمتیں ہوں۔''

یہ خطبہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی محیط ہے۔ اس میں عدل وانصاف پر زور دیا گیا ہے اور اخلاقی تعلیمات دی گئی ہیں۔

Marfat.com

138: طواف وداع

138...... ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدُكُمْ، حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2668 — صحیح بخاری، رقم 1755

صحیح مسلم، رقیم 3220,3219 — ابوداؤد، رقم 2002

ابن ماجہ، رقم 3070 — اللؤلؤ والمرجان، رقم 835

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر مختلف راستوں سے واپس چلے جا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو دیکھ کر فرمایا:

تم میں سے کوئی شخص مکے سے ہرگز روانہ نہ ہو جب تک وہ بیت اللہ کا آخری کام (طواف وداع) پورا نہ کرلے۔ البتہ حیض والی عورت کے لیے یہ پابندی نہیں ہے۔''

تشریح:

1: طواف وداع سے مراد وہ الوداعی طواف ہے۔ جو حج کر لینے کے بعد مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت کیا جاتا ہے۔

2: جمہور فقہا (جن میں اہل حدیث بھی شامل ہیں) نے طواف وداع کو واجب قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی حاجی یہ طواف نہیں کرے گا تو اس پر ایک دم پڑے گا یعنی اسے ایک جانور کی قربانی دینی ضروری ہوگی۔

3: البتہ حیض والی عورت کے لیے طواف وداع کی پابندی نہیں ہے بشرطیکہ وہ پہلے طواف زیارت کر چکی ہو۔

4: صرف امام مالک رحمہ اللہ اس طواف وداع کو سنت مانتے ہیں اور واجب نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

139: مکہ مکرمہ حرم ہے

139...... ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ:
لَا هِجْرَةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.
وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ:
إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا.
فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا الْإِذْخَرَ، فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ؟
فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخَرَ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2715 — صحیح بخاری، رقم 1834
صحیح مسلم، رقم 3302 — نسائی، رقم 2874
اللؤلؤ والمرجان، رقم 859

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اب ہجرت نہیں ہوگی لیکن جہاد اور نیت باقی رہے گی۔ جب تمہیں جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا جائے تو نکل پڑو۔
فتح مکہ ہی کے دن آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرتے وقت اس شہر (مکہ) کو محترم قرار دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حرمت وعظمت کی وجہ سے یہ قیامت تک محترم رہے گا۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں جنگ وقتال حلال نہیں تھا۔ صرف میرے لیے اور وہ بھی دن کے کچھ وقت کے لیے اس میں لڑائی جائز ہوئی۔ اب پھر یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت وعظمت کے سبب قیامت تک کے لیے محترم ہے۔ نہ یہاں کے کانٹے اور درخت کاٹے جائیں، نہ اس میں

Marfat.com

شکار کیا جائے، نہ اس میں گری پڑی چیز اٹھائی جائے۔ البتہ اگر کوئی شخص اس میں گری پڑی چیز اٹھا کر لوگوں میں اس کا اعلان کر دے تو ایسا کرنا درست ہے۔ اور یہاں کی گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سوائے اذخر کے؟ کیونکہ وہ لوہاروں کی بھٹی جھونکنے اور لوگوں کے گھر بنانے میں کام آتی ہے؟

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، سوائے اذخر گھاس کے۔"

تشریح:

1: مکہ مکرمہ حرم ہے جو ایک امن والا، برکت والا اور حرمت والا شہر ہے۔ روئے زمین پر یہ سب سے افضل اور مقدس جگہ ہے۔ وہاں پر خانہ کعبہ واقع ہے اور حج بھی وہیں ہوتا ہے۔

2: اس حدیث میں بعض دوسری باتوں کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر دو اہم اعلانات فرمائے:

ایک یہ کہ "اب ہجرت کا حکم باقی نہیں رہا۔" کیونکہ مکہ فتح ہو جانے کے بعد اب دارالکفر یا دارالحرب نہیں رہا بلکہ دارالاسلام بن گیا ہے جہاں سے ہجرت نہیں کی جاتی۔

دوسرا اہم اعلان یہ فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی جو حرمت قدیم زمانے سے چلی آ رہی تھی۔ اب دوبارہ بحال ہوگئی ہے۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح مکہ کے دن یہ حرمت اٹھا لی گئی تھی۔

3: مکہ مکرمہ کے حرم ہونے کی وجہ سے اس پر اجماع ہے کہ حرم کی حدود میں لڑائی کرنا، لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھانا، جانور کا شکار کرنا، شکار کے جانور کو ڈرانا یا اس کا پیچھا کرنا ہر شخص کے لیے ناجائز ہے خواہ وہ احرام میں ہو یا احرام میں نہ ہو۔

4: اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ حدود حرم میں ایسا درخت یا پودا کاٹنا ناجائز ہے جو قدرتی طور پر اُگا ہو۔ رہے وہ درخت، پودے اور سبزیاں ترکاریاں جن کو وہاں کے لوگ خود اُگاتے ہوں، ان کو کاٹنا اور توڑنا بالکل جائز ہے۔

5: حرم کی حدود کی نشاندہی اور حد بندی کے بارے میں امت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جیسے تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا)، جعرانہ، وادیٔ نخلہ اور شُمَیْسِیْ (قدیم نام حدیبیہ) وغیرہ کے مقامات۔

6: اکثر فقہاء، جن میں احناف بھی شامل ہیں، کے نزدیک مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا ناجائز ہے

Marfat.com

خواہ کسی کا ارادہ عمرے یا حج کا ہو، یا نہ ہو۔

اگر چہ بعض استثنائی صورتوں (Exceptional Cases) میں وہ اس کی اجازت دیتے ہیں جیسے اگر وہ میقات کے اندر کا رہنے والا ہو (جن کو اہل حل کہتے ہیں) یا وہ ڈرائیور ہو یا چرواہا ہو، یا کوئی ایسا شخص ہو جسے بار بار حرم کی حدود میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے لیے احرام اور عمرے کی پابندی ضروری قرار نہیں دیتے۔

Marfat.com

140: مدینہ منورہ بھی حرم ہے

126...... ((عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ: أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا، أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا.

وَ قَالَ:

اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، لَا يَدْعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، وَ لَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَجُهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

مشکوٰۃ المصابیح، رقم 2729 صحیح مسلم، رقم 3318 مسند احمد، رقم 1573

''سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں مدینے کے دونوں پتھریلے مقامات کے درمیانی علاقے کو حرم قرار دیتا ہوں۔ اس علاقے کے درخت کاٹنا اور اس میں شکار کرنا حرام ہے۔

اور آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

مدینہ اس کے رہنے والوں کے لیے بہتر ہے کاش وہ جانتے۔ اگر کوئی شخص بے رغبتی کے ساتھ اس شہر کو چھوڑ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے بہتر آدمی کو یہاں آباد کر دے گا۔ جو شخص یہاں کی بھوک پیاس برداشت کرے گا، قیامت کے دن میں اس کے لیے شفاعت کروں گا، یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

تشریح:

صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ.))

(صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، حدیث: 1889)

''اے اللہ! مدینے کو ہمارے لیے اسی طرح محبوب بنا دے جیسا کہ ہمیں مکہ (مکرمہ) محبوب

Marfat.com

ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ پسندیدہ۔''

مدینہ منورہ کا اصل نام یثرب تھا۔ جب حضرت محمد ﷺ مکے سے ہجرت فرما کر یہاں قیام پذیر ہوئے تو اسے مدینۃ النبی ﷺ کہنے لگے: جو کثرتِ استعمال سے صرف مدینہ رہ گیا اور تعظیم کے طور پر اب اسے مدینہ منورہ کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں یثرب اور مدینہ کے دو نام اسی شہر مقدس کے لیے آئے ہیں۔

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾ (المنافقون:8)

''وہ (سفر سے واپس آتے ہوئے) کہتے ہیں کہ اگر ہم

﴿وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ ....﴾ (الاحزاب:13)

''اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب والو......!''

مدینہ اور یثرب کے علاوہ اس مقدس شہر کے چند اور نام بھی ہیں جیسے طابہ (پاکیزہ)' دار الہجرت' دار ایمان اور طیبہ وغیرہ۔

مدینے کے قدیم باشندے 'عمالیق' تھے جو حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک قوم کا نام ہے۔ ان کے بعد مدینے میں بنی اسرائیل (یہودیوں) آباد ہوئے اور پھر جب 'سیل عرم' آیا اور اہل سبا منتشر ہوئے تو ادھر سے اوس اور خزرج کے لوگوں نے یہاں آ کر ڈیرہ ڈالا۔

ہجرت سے قبل نبی ﷺ کو یہ شہر دکھایا گیا تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَءَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ، فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ))

(صحیح بخاری' کتاب مناقب الانصار' باب ہجرت النبی ﷺ)

''مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں مکے سے ایک کھجوروں کی سرزمین کی طرف ہجرت کروں گا مجھے خیال ہوا کہ یہ شاید 'یمامہ' یا 'ہجر' ہے لیکن وہ یثرب تھا''

رسول اللہ ﷺ کو مدینے سے بہت محبت تھی۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰی جُدُرَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ، وَاِنْ كَانَ عَلٰی دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا))

(صحیح بخاری، کتاب فضائل مدینة، حدیث: 1886)

''جب آپ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینے کے درو دیوار دیکھتے تو اپنی سواری کو تیز کر دیتے اور جب آپ ﷺ کسی جانور کی سواری پر ہوتے تو مدینے کی محبت میں اسے اور تیز چلاتے تھے۔''

اسی طرح جب آپ ﷺ کسی سفر سے واپسی پر دور سے اُحد پہاڑ کو دیکھ لیتے تو خوشی سے فرماتے:

((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ))

(عن انس رضی اللہ عنہ، صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث: 4084)

''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے مدینے کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ))

(صحیح بخاری، کتاب فضائل مدینة، حدیث: 1885)

''اے اللہ! مدینے کو مکے سے دگنی زیادہ برکت عطا فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ دعا قبول فرمائی اور مدینے کو برکت عطا فرمائی اور اس برکت کو مدینے جانے والا ہر شخص آج بھی محسوس کر سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینے کو حرم قرار دیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مکے کو حرم قرار دیا تھا۔

مدینے کی فضیلت درج ذیل احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتی ہے:

1۔ ((اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا))

''ایمان مدینے کی طرف اس طرح لوٹتا ہے جیسے سانپ اپنے بل کی طرف لوٹتا ہے۔''

2۔ ((اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِی النَّاسَ كَمَا يَنْفِی الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))

(صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینة، حدیث: 1871)

Marfat.com

''مدینہ اپنے اندر سے لوگوں کو یوں باہر نکال پھینکتا ہے جیسے لوہار کی دھونکنی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔''

اہل ایمان کو مدینے سے ہمیشہ محبت رہی ہے۔ یہ اسلام کے دو بڑے مقدس شہروں میں سے ایک ہے۔ مکے اور مدینے کو ملا کر حرمین شریفین بھی کہتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں روضہ رُسول ﷺ بھی ہے جس کے ساتھ دو صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبریں ہیں اور جنت البقیع میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بزرگانِ دین کی قبریں ہیں۔ یہ شہر دین کی نشر واشاعت کا بڑا مرکز رہا ہے۔ آج بھی مدینے کی زیارت کے لیے ہر صاحب ایمان کا دل تڑپتا ہے۔

مدینے میں مسجد نبوی ہے جس کی فضیلت کے بارے میں درج ذیل احادیث موجود ہیں:

1۔ ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ، وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى))

(صحیح بخاری، کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکه والمدینة، حدیث: 1189، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

''تین مسجدوں کے سوا کسی اور کی طرف سفر نہ کیا جائے مسجد حرام (بیت اللہ)، مسجد رسول ﷺ (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ)''

2۔ ((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ))

(عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاۃ، حدیث: 1190)

''میری اس مسجد میں نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔''

3۔ ((مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ، وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ))

(صحیح بخاری، کتاب فضائل مدینة، حدیث: 1888)

''میرے گھر اور میری مسجد کے درمیان (کی جگہ) جنت کے باغوں میں سے ایک ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''

اسلام کی سب سے پہلی مسجد 'مسجد قبا' بھی مدینے میں واقع ہے۔ جہاں دو نفل نماز ادا کرنے کا ثواب ایک عمرہ کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔

جامع ترمذی میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلٰوةُ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ)) (جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ حدیث: 324)

Marfat.com

''مسجد قباء میں (دو نفل) نماز کا پڑھنا ایسے ہے جیسے عمرہ کرنا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مدینے میں شہادت دے اور ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ مدینے شہر ہی میں رہتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس مدفون ہوئے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ:

((عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: قَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ شَهَادَةً فِىْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِىْ فِىْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ))

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دعا کرتے تھے کہ: اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت دے اور مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت دینا۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے قریب جب دجال کے فتنے کا ظہور ہوگا تو دجال مدینے شہر میں داخل نہ ہوسکے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل مدینة، حدیث: 1879)

Marfat.com

ضمیمہ: روایانِ حدیث کے مختصر حالاتِ زندگی

ذیل میں ان روایان حدیث (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ) کے مختصر حالات زندگی حروف تہجی کے لحاظ سے بیان کیے گئے ہیں جن سے روایت کردہ احادیث ''مشکوٰۃ الحدیث جلد دوم'' میں شامل ہیں۔

1- ابو اُسید انصاری ساعدی (مالک بن ربیعہ) رضی اللہ عنہ

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ اصل نام مالک بن ربیعہ ہے مگر یہ اپنی کنیت کے لحاظ سے زیادہ مشہور ہیں۔ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر اپنے قبیلے بنی ساعدہ کے علم بردار تھے۔ تمام صحاح ستہ میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔ مشہور قول کے مطابق آپ نے 60 ہجری میں وفات پائی۔

2- ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ مشہور بدری صحابی اور میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اصل نام خالد بن زید بن کلیب ہے۔ قبیلہ بنو نجار سے تعلق تھا۔ آپ عقبہ ثانیہ کے موقع پر اسلام لائے تھے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت فرما کر مدینے پہنچے تو ابتدائی سات مہینے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے گھر مہمان رہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے میزبانی کا حق ادا کر دیا اور حضور رضی اللہ عنہ کے آرام و آسائش کا ہر طرح خیال رکھا۔

آپ عمر بھر مجاہد اور نمازی رہے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ خلفائے راشدین اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی جہاد کرتے رہے۔ آخری مرتبہ 48 ہجری میں اسی (80) برس کی عمر میں بڑھاپے کے باوجود قسطنطنیہ (استنبول) کے محاذ پر جہاد میں حصہ لیا اور طویل سفر کیا۔

عیسائیوں کے خلاف اس جنگ سے قبل شدید بیمار ہو گئے۔

آپ نے وصیت فرمائی کہ دشمن کے خلاف پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے میری لاش اپنے ساتھ اٹھائے رکھنا اور مجھے قسطنطنیہ (استنبول) کی فصیل کے پاس لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ اسی معرکے کے دوران میں

Marfat.com

آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق وہاں دفن کیا گیا۔ غالباً یورپ میں مدفون یہ واحد صحابی ہیں۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے جس کے پاس ''مسجد ایوبی'' بھی ہے۔

آپ سے کل پچاس (50) حدیثیں مروی ہیں۔ تمام صحاح ستہ میں آپ کی روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔

3- ابو بکرہ رضی اللہ عنہ (نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ)

آپ مشہور صحابی ہیں۔ اصل نام نفیع بن حارث ثقفی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابو بکرہ رکھی جو نام سے بھی زیادہ مشہور ہوگئی۔ غزوۂ طائف کے موقع پر ایمان لائے۔ جنگ جمل اور جنگ صفین اور دوسرے فتنوں سے الگ رہے۔ ان کا شمار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی میں سے ہوتا ہے۔ آخری عمر میں بصرہ (عراق) میں رہنے لگے جہاں 50 ہجری یا 51 ہجری میں وفات پائی۔ تمام کتب صحاح میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔

4- ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ (جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ)

آپ کا اصل نام جندب بن جنادہ اور کنیت ابو ذر ہے۔ غفار قبیلے سے تعلق کی وجہ سے غفاری کہلاتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو یہ خبر آپ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مکے آ گئے۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

آپ کا شمار بالکل ابتدا میں ایمان لانے والے صحابہ میں ہوتا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ آپ پانچویں ایمان لانے والے صحابی ہیں۔ ایک مرتبہ ایمانی جوش میں آ کر خانہ کعبہ کے پاس مشرکین قریش کے سامنے اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیا اور بہت مار کھائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس جا کر اپنے قبیلے میں تبلیغ کرنے کی تاکید فرمائی۔ ان کی کوششوں سے سب سے پہلے ان کے بھائی انیس مسلمان ہوگئے۔ بعد میں قبیلہ غفار کے کئی افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے حق میں دعا فرمائی۔

جنگ خندق کے بعد ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ مدینے آ گئے۔ آپ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ زہد و تقویٰ میں آپ بے مثال تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کو بدری نہ

Marfat.com

ہونے کے باوجود بدری صحابہ کے برابر وظیفہ دیتے تھے۔

نبی ﷺ کی وفات کے بعد شام چلے گئے۔ وہاں دولت مندوں پر تنقید کرتے رہے جس کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا اختلاف ہو گیا۔ تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدینے واپس بلا لیا۔ یہاں بھی وہ دولت مندوں کو روکنے ٹوکنے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینے کے قریب ربذہ کے مقام پر منتقل کر دیا جہاں آپ نے 32 ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی میت مدینے لائی گئی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

آپ کے فضائل میں کئی احادیث ہیں مثلاً:

1- ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَمَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِی ذَرٍّ))

ترمذی، رقم 3801 ابن ماجه، رقم 156

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''نیلگوں آسمان کے نیچے روئے زمین پر ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا آدمی کوئی نہیں۔''

2- وَعَنْ اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ ، وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِی ذَرٍّ شِبْهِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، فِی الزُّهْدِ))

ترمذی، رقم 3802 مستدرك حاكم 5462 مشكوٰة المصابيح، رقم 6239

''حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیلے آسمان کے نیچے روئے زمین پر ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا، وفا شعار، عہد کو پورا کرنے والا اور زہد میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ اور کوئی نہیں۔''

- تمام صحاح ستہ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

5- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ (حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ)

آپ مشہور صحابی ہیں۔ غزوۂ بدر کے سوا تمام غزوات میں حصہ لیا۔ بعد میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ حضور ﷺ نے بعض اوقات آپ کو دعائیں دی ہیں۔

Marfat.com

آپ بہترین شہسوار تھے۔ صحاح ستہ میں آپ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

آپ کی وفات کے سال میں اختلاف ہے۔ بعض نے 38 ہجری، بعض نے 40 ہجری اور بعض 54 ہجری سالِ وفات لکھا ہے۔

صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں آپ کی روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔

6- ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ:

یہ مشہور ثقہ تابعی ہیں۔ ان کا اصل نام سعد بن طارق ہے۔ انہوں نے 140 ہجری کے لگ بھگ وفات پائی۔ صحیح بخاری کے سوا باقی کتب صحاح میں ان کی روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ان کی چند مرویات ہے جو ان کے والد کی سند سے مروی ہیں۔ البتہ امام بخاری نے اپنی تاریخ کی کتاب میں ان سے روایت لی ہے۔

7- ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ:

یہ عجیب اتفاق ہے کہ تین صحابہ کرام کی کنیت ابو مالک اشعری ہے۔ مشکوۃ الحدیث میں صحیح مسلم کی حدیث روایت کرنے والے ابو مالک اشعری کا پورا نام حارث بن حارث اشعری رضی اللہ عنہ ہے اور یہ صحابی ہیں۔ ان سے مروی صرف ایک ہی اور حدیث ہے جو ترمذی اور نسائی میں موجود ہے۔

8- ابو محذورہ قرشی جمحی مکی رضی اللہ عنہ (اصل نام غالباً اوس بن معیر ہے):

آپ مشہور صحابی اور موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اذان کے الفاظ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سکھائے تھے اور فتح مکہ کے موقع پر ان کو خانہ کعبہ میں اذان کہنے کا حکم فرمایا تھا۔ ان کا ایک کافر بھائی غزوۂ بدر میں مارا گیا تھا۔ آپ کی آواز بہت بلند اور اچھی تھی۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں 59 ہجری یا 79 ہجری میں وفات پائی۔

صحیح بخاری کے سوا صحاح ستہ کی باقی پانچ کتب میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔ البتہ "الادب المفرد" میں امام بخاری نے بھی ان سے حدیث روایت کی ہے۔

9- ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ (عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ):

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ اصل نام عقبہ بن عمرو ہے اور کنیت ابو مسعود ہے۔ مدینے کے قبیلے خزرج سے تعلق تھا۔ اس لیے انصاری ہیں۔ غزوۂ بدر میں سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ کا شمار امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھیوں میں ہوتا تھا۔ جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان

Marfat.com

کوفہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔ آپ نے 40 ہجری کے لگ بھگ وفات پائی۔ صحاح ستہ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

10- اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ:

آپ صحابی ہیں، آپ کا دوسرا نام اغر جہنی ہے۔ آخری عمر میں کوفہ میں رہے۔ ان سے صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی کی حدیث مروی ہے۔

11- اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا:

آپ مشہور صحابیہ ہیں۔ والد کا نام ابو طالب بن عبدالمطلب ہے۔ آپ حضور ﷺ کی چچا زاد بہن ہیں اور حضرت علی، جعفر طیار اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہم کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا نکاح ہبیرہ نامی مشرک سے ہوا تھا۔ جو فتح مکہ کے موقع پر بھاگ گیا تھا مگر اُمّ ہانی نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہبیرہ سے ام ہانی کے کئی بچے تھے۔ آپ کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔ صحاح ستہ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

12- بُریدہ رضی اللہ عنہ:

یہ مشہور صحابی ہیں۔ والد کا نام حصیب تھا۔ قبیلہ بنو اسلم کی شاخ بنو سہم سے تعلق تھا۔ آپ اپنے خاندان سمیت اس موقع پر اسلام لائے جب نبی ﷺ ہجرت کے سفر میں تھے۔ غزوۂ احد کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر بیعت رضوان اور دوسرے غزوات میں شرکت کی۔ آخری عمر تک جہاد میں مصروف رہے۔

آپ نے مدینہ منورہ کے بعد بصرہ میں رہائش اختیار کی۔ پھر وہاں سے جہاد کی خاطر خراسان چلے گئے اور وہیں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ احادیث میں آپ کے کئی فضائل مذکور ہیں۔ تمام صحاح ستہ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

13- حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہما:

آپ مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کے والد جن کا لقب یمان ہے۔ وہ بھی صحابی ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کو تمام منافقین کے نام بتا دیے تھے اور تاکید فرمائی تھی کہ کسی اور سے ان کا ذکر نہ کرنا۔ اسی سبب سے آپ کو نبی ﷺ کا راز دان کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حضور ﷺ نے ان کو قیامت تک پیش

Marfat.com

آنے والے فتنوں سے بھی آگاہ فرمایا تھا۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی کر دی تھی۔

جس شخص کی نماز جنازہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔کیونکہ یہ اس بات کی نشانی ہوتی تھی کہ مرنے والا منافق ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینے آرہے تھے کہ مشرکین کے لشکر نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ان سے قسم لی کہ تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے اور جنگ بدر میں شریک نہیں ہو گے۔

جب یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قسم برقرار رکھنے کا حکم دیا۔اس لیے آپ نے غزوۂ بدر میں شرکت نہیں کی۔البتہ دوسرے تمام غزوات میں آپ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔

غزوۂ احد میں یہ اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے مگر ان کے والد مسلمانوں ہی کے ہاتھوں گھبراہٹ کے عالم میں شہید کر دیئے گئے۔حالانکہ حذیفہ رضی اللہ عنہ یہی کہتے رہے کہ یہ میرے باپ ہیں، مگر بدحواسی میں کسی نے نہیں سنا۔

بعد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان قاتلوں کو یہ کہہ کر معاف کر دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا گناہ معاف کر دے۔

آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عراق اور ایران کی فتوحات میں بھرپور حصہ لیا۔انہوں نے آپ کو مدائن (ایران) کا والی مقرر کر دیا، اور آپ آخر وقت تک وہیں رہے۔

آپ نے 35ہجری میں انتقال فرمایا۔

صحاح ستہ میں آپ سے مروی بہت سی احادیث موجود ہیں۔

14- حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ:

آپ مشہور صحابی اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔کہا جاتا ہے کہ آپ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔

یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گہرا دوست ہونے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا ہونے کے باوجود آپ جلد اسلام نہیں لائے بلکہ بعثت نبوی کے پورے بیس

Marfat.com

(20) برس بعد فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔

فتح مکہ سے ایک رات پہلے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا کہ:

''مکے میں چار ایسے آدمی ہیں جن کے شرک سے میں بیزار ہوں مگر چاہتا ہوں کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''عتاب بن اُسید، جبیر بن مطعم، سہیل بن عمرو اور حکیم بن حزام۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو اسی رات ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے عام معافی کا جو اعلان فرمایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے بھی پناہ حاصل ہوگی۔

ایمان لانے کے بعد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اپنا ملکیتی ''دارالندوہ'' ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا اور یہ رقم اللہ کی راہ میں خرچ کی۔ پھر پہلے حج کے موقع پر منیٰ میں ایک سو (100) غلام آزاد کر دیے اور تیسرے حج میں ایک ہزار (1000) بکریوں کی قربانی کی۔

غزوۂ حنین کے موقع پر نبی ﷺ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت سے کچھ اونٹ دیئے تو انہوں نے اور مانگ لیے۔ حضور ﷺ نے وہ بھی دے دیئے۔ پھر جب انہوں نے مزید طلب کیے تو نبی ﷺ نے کل ایک سو (100) اونٹ عطا کر دیے۔ پھر فرمایا:

((یَا حَکِیْمُ! اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ، فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ، وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ، کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ، اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی))

صحیح بخاری، رقم 1472 صحیح مسلم، رقم 2387

''اے حکیم! یہ دنیا کا مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جو شخص اسے بے نیازی سے اور دینے والے کی سخاوت سے لیتا ہے۔ اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ جو اسے حرص اور لالچ سے مانگ کر لیتا ہے، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ جیسے کوئی شخص کھانا کھاتا جائے مگر سیر نہ ہو۔ یاد رکھو! دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

Marfat.com

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ نصیحت سنی تو عرض کیا:

''یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، میں آج کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔''

پھر آپ نے اپنی یہ قسم آخری دم تک پوری کر دکھائی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں ان کو بیت المال سے اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے بلایا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو بیت المال سے اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے بلایا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لوگو! گواہ رہو! میں نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو بیت المال سے ان کا حصہ دینے کے لیے کئی بار بلایا لیکن انہوں نے اپنا حصہ وصول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔''

تمام صحاح ستہ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

15- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

نام ونسب اور ابتدائی زندگی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسحاق تھی۔ آپ کے والد کا نام مالک تھا۔ تاریخ اسلام میں آپ کو کبھی سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور کبھی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کی شاخ بنی زہرہ سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ کا تعلق بھی اسی بنی زہرہ قبیلے سے تھا اور وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے والد کی چچا زاد بہن تھی۔ اس رشتے کے مطابق حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حمنہ تھا اور وہ بنوامیہ میں سے تھیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قریش کے تین معزز قبیلوں بنوہاشم، بنوزہرہ اور بنوامیہ سے قرابت داری تھی۔

آپ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت پر جا کر نبی ﷺ سے جا ملتا ہے۔

آپ ہجرت مدینہ سے 30 سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک خوشحال گھرانے سے تھا اس لیے

Marfat.com

آپ کی پرورش اور تربیت بہت عمدہ ہوئی تھی۔ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ تیر اندازی اور دوسرے فنونِ جنگ کے ماہر تھے۔

قریش کے دوسرے لوگوں کی طرح آپ کا ذریعہ معاش بھی تجارت تھی۔

قبولِ اسلام:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سترہ 17 برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے اسلام لائے۔ آپ ابتدا میں اسلام لانے والے 'السابقون الاولون' میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"اسلام قبول کرنے سے تین راتیں پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں خوفناک اندھیروں میں ڈوبتا جاتا ہوں۔ میں اس تاریک سمندر کی موجوں میں ہچکولے کھا رہا تھا کہ اچانک مجھے نظر آیا کہ ایک چاند چمک رہا ہے۔ میں اس چاند کی طرف لپکا۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ مجھ سے پہلے کچھ اور لوگ بھی اس چاند کے قریب پہنچے ہوئے ہیں۔

میں نے غور سے دیکھا تو مجھے یہ لوگ نظر آئے:

1۔ زید بن حارثہ

2۔ علی بن ابی طالب

3۔ ابوبکر بن ابی قحافہ

میں نے ان سے پوچھا:

آپ یہاں کب آئے؟

انہوں نے جواب دیا:

ہم ابھی ابھی آئے ہیں۔"

صبح ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پوشیدہ طور پر اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی دینا چاہتا ہے اور میری رہنمائی کر کے مجھے کفر کے اندھیرے سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف لانا چاہتا ہے۔

Marfat.com

''میں اسی وقت حضرت محمد ﷺ کی تلاش میں نکلا۔ آپ ﷺ اس وقت محلہ جیاد کی ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے۔ میں وہاں پہنچ گیا اور اسلام لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

حضور ﷺ نے بڑی شفقت فرمائی اور میں مسلمان ہوگیا۔ اسی وقت وہ تینوں حضرات میرے سامنے آئے جن کو میں خواب میں دیکھ چکا تھا۔

جب میری ماں کو معلوم ہوا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو وہ غصے میں آپے سے باہر ہوگئیں۔

چونکہ مجھے اپنی ماں سے بہت محبت تھی۔ اُس نے مجھ سے ناراض ہوکر پوچھا:

اے سعد! یہ کیسا دین ہے جس نے تم سے باپ دادا کا دین چھڑا دیا ہے؟

بخدا! اگر تم نے اس دین کو ترک نہ کیا تو میں مرتے دم تک نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں گی۔ پھر تم میرے غم میں رو گے۔ ہمیشہ نادم و شرمندہ رہو گے کیونکہ لوگ تمہیں طعنہ دیتے رہیں گے۔

میں نے کہا:

امی جان! ایسا ہرگز نہ کریں۔ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ لیکن کیا کروں مجھے یہ دین آپ سے بڑھ کر پیارا ہے۔ میں اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

میری ماں اپنی دھمکی پر قائم رہی۔ اُس نے کھانا پینا بند کردیا۔ وہ نہایت کمزور اور لاغر ہوگئی۔

میں وقفے وقفے سے اس کے پاس جاکر التجا کرتا کہ امی! کچھ کھا پی لیں۔ مگر وہ ہر بار سختی سے انکار کرتی اور کہتی کہ میں مرتے دم تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گی۔ اگر تمہیں میری زندگی عزیز ہے تو یہ دین چھوڑ دو۔

آخر میں نے دوٹوک الفاظ میں کہا:

امی جان! بے شک مجھے آپ سے محبت ہے لیکن آپ سے زیادہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تیرے جسم میں ہزار جانیں بھی ہوں اور وہ ایک ایک کرکے بدن سے نکل جائیں، میں پھر بھی اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔

میری ماں نے جب میرے اس پختہ عزم کو دیکھا اور یقین کرلیا کہ میں اس نازک صورتِ حال میں بھی اپنا دین نہیں چھوڑوں گا تو اس نے بادلِ نخواستہ کچھ کھا پی لیا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي

Marfat.com

الدُّنْيَا مَعْرُوفًا...﴾ (لقمان:15)

''اور اگر وہ دونوں (والدین) تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں، تو اُن دونوں کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان سے بھلے طریقے سے رہ۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔

لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دوسرے ابتدائی مسلمانوں کی طرح مشرکینِ قریش کی طرف سے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا۔ صحابہ کرام کفار کے شر سے بچنے کے لیے مکے کی گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔

ایک دفعہ چند صحابہ کرام ایک ویران گھاٹی میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اتفاق سے وہاں چند مشرکین کا گزر ہوا۔ انہوں نے صحابہ کرام کو نماز پڑھتے دیکھا تو آوازے کسنے لگے اور پھر ان پر حملہ کرنے لگے۔

اس موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آ گئی انہوں نے قریب پڑی مردہ اونٹ کے شانے کی ہڈی اُٹھا کر ایک مشرک کے سر پر ماردی جس سے اُس کا سر پھٹ گیا اور لہو بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر باقی مشرکین بھاگ گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اسلام کی راہ میں سب سے پہلے دشمن کا خون بہایا ورنہ اب تک صحابہ کرام کو کفار کے مقابلے میں ہاتھ اُٹھانے اور لڑنے کی اجازت نہ تھی۔

مکی دور میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنو ہاشم کا معاشرتی بائیکاٹ کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی رضا کارانہ طور پر شعب ابی طالب میں محصور رہے اور سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ:

''ایک دفعہ رات کو مجھے ایک سوکھے چمڑے کا ٹکڑا مل گیا۔ میں نے اسے پانی سے دھو کر صاف کیا۔ پھر آگ پر بھون لیا۔ پھر کوٹ کر پانی میں گھول کر ستو کی طرح پی لیا تاکہ میری بھوک مٹ سکے۔''

ہجرت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے بھائی عمیر کے ساتھ مکے سے مدینے ہجرت فرمائی۔

مؤاخات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی مؤاخات حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔

Marfat.com

مدینے ہجرت کرنے کے بعد حضور ﷺ نے اُن کی مؤاخات حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ سے کردی جو قبیلہ اوس کے سردار تھے۔

غزوات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینے قیام کے دوران مشرکین کے خلاف ایک مہم (سریہ) میں سب سے پہلے دشمن کے خلاف تیر چلایا تھا۔ یہ آپ کے لیے بڑا اعزاز ہے کہ مکے میں بھی آپ نے سب سے پہلے کسی کافر کا خون بہایا اور مدینے میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا تیر چلایا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب، فتح خیبر، صلح حدیبیہ (بیعت رضوان)، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں حصہ لیا اور لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے اور خوب تیر اندازی کی۔

غزوۂ احد میں جب دوسرے راؤنڈ میں درے کی طرف سے دشمن نے اچانک حملہ کردیا تھا اور مسلمانوں کے قدم لڑکھڑا گئے تھے اُس وقت نبی ﷺ کے قریب صرف دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے۔ ایسے نازک موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی مدافعت کرتے ہوئے کفار پر بڑی جرأت اور مہارت سے تیر اندازی کی۔

آپ نے اس موقع پر قریباً ایک ہزار تیر چلائے تھے۔ اپنے ترکش کے تیر ختم ہوجانے کے بعد نبی ﷺ کے ترکش کے تمام تیر بھی آپ نے ختم کرڈالے تھے۔

اس وقت نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((اِرْمِ سَعْدُ، اِرْمِ سَعْدُ، اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ.))

''اے سعد! تیر اندازی جاری رکھو۔ اے سعد! تیر اندازی جاری رکھو۔ تیر اندازی جاری رکھو، تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ساری عمر نبی ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ تحسینی کلمات فخریہ طور پر بیان کرتے رہے۔

آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے تمام صحابہ کرام میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے صرف میرے لیے یہ الفاظ فرمائے تھے۔

Marfat.com

((فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ))

''میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔''

خلافت راشدہ کے عہد میں:

لیکن ایک اور موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عظمت بہت نمایاں ہوتی ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایران کی آتش پرست قوم کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ اس وقت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو اسلامی لشکر کا جھنڈا عطا کیا اور سپہ سالار بنایا۔

پھر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی:

''اے سعد! یاد رکھو، اللہ کے ہاں خاندانی برتری کوئی چیز نہیں۔ اُس کے ہاں اطاعت ہی کا مقام ہے۔ اللہ کے دربار میں ادنیٰ اور اعلیٰ مالی حیثیت والوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ اللہ ہی سب کا رب ہے۔ سب اُس کے بندے ہیں۔ فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اطاعت اور فرماں برداری ہی سے درجہ ملتا ہے۔ ہمیشہ اس کام کی طرف متوجہ رہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اسی دعوت اور مشن کو آگے بڑھانا ہم سب کی ذمہ داری ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا تھا۔''

ایران پر حملہ آور ہونے والے اس اسلامی لشکر میں 99 بدری صحابہ کرام شامل تھے۔

310 بیعت رضوان والے صحابہ کرام تھے۔

300 وہ صحابہ تھے جنہوں نے فتح مکہ میں حصہ لیا تھا۔

700 کے قریب فرزندانِ صحابہ شامل تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنے جلیل القدر صحابہ اور نوجوانوں کا کمانڈر بنایا گیا تھا۔

یہ لشکر قادسیہ کے میدان میں اترا۔ اس کی صف آرائی کی گئی۔ اسلامی لشکر کی کل تعداد تیس ہزار (30,000) تھی جب کہ ایرانی لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار (1,20,000) تھی اور اُن کے سپہ سالار کا نام رستم تھا۔

کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخری دن مسلمانوں نے فیصلہ کن جنگ کے لیے دشمنوں کو گھیرے میں لے لیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اُن پر حملہ آور ہو گئے۔ ایرانی سپہ سالار رستم کا سر قلم کیا گیا۔ جب

Marfat.com

ایرانیوں نے اپنے سپہ سالار کا سر مسلمانوں کے نیزوں کی انی پر دیکھا تو وہ حواس باختہ ہو کر بھاگے۔

اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی مارے گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا۔

قادسیہ کی جنگ نے ایرانیوں کی کمر توڑ دی تھی مگر ابھی تک ان کا دارالحکومت مدائن محفوظ تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر مدائن پر قبضہ کرنے کے لیے دوسری بڑی جنگ کی اور فتح پائی۔

اس موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ جو مالِ غنیمت لگا اُس میں بادشاہ کا سنہری تخت شامل تھا۔ اُس کے ہاتھوں کے سونے کے کنگن تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار کپڑے، جواہرات اور دوسری قیمتی اشیاء حاصل ہوئیں۔

مجاہدین کی دیانت کا یہ عالم تھا کہ جو چیز جس کے ہاتھ آئی وہ سب ایک جگہ اکٹھی کر دی گئیں اور مدینے بھیج دی گئیں جہاں پر تقسیم کے وقت ہر مجاہد کو دوسری اشیاء کے علاوہ بارہ ہزار درہم ملے تھے۔

خلافتِ عثمانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ کے چناؤ کے لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو چھ رکنی کمیٹی بنائی تھی اُس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مگر آپ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔

آپ نے بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور اُن سے ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین منتخب کیا گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کی بھی بیعت کی تھی۔

وفات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پچاسی 85 برس کی عمر میں 55ھ میں وفات پائی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قد چھوٹا تھا اور جسم دوہرا تھا۔ ہاتھ اور بازو بہت مضبوط تھے۔ سر بڑا تھا اور انگلیاں موٹی تھیں۔ گھنے بال تھے۔ عمر کے آخری حصے میں خضاب لگاتے تھے۔

ازواج و اولاد:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کئی نکاح کیے۔ بعض روایات میں آپ کی بیویوں کی تعداد نو (9) آئی ہے اور ان بیویوں سے سترہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

سیرت و اخلاق:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک عظیم جرنیل اور فاتح و منتظم تھے۔ آپ السابقون الاولون میں تھے۔

Marfat.com

آپ اُس وقت ایمان لائے جب ایمان لانا پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا بستر تھا۔ راہِ حق میں بہت سی مشکلات اور مصیبتیں آئیں مگر ان سب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

آپ کی طبیعت میں تقویٰ، محبتِ رسولؐ، شجاعت، حق گوئی، سخاوت اور عزم و استقامت نمایاں خصوصیات ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر نبی ﷺ نے 'رجل صالح' کا خطاب دیا تھا۔ لوگوں میں آپ 'فارس العرب' (عربوں کا شہسوار) کے لقب سے مشہور تھے۔

آپ رضا کارانہ طور پر نبی اکرم ﷺ کے سفر و حضر میں محافظ تھے۔

آپ بڑے سخی تھے۔ غریبوں اور محتاجوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔

علم و فضل میں بھی ممتاز تھے۔ روایتِ حدیث میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ صحاح کی تمام کتابوں میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

16- سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ مشہور صحابی تھے۔ بڑے عبادت گزار اور صاحب علم و دانش تھے۔ آپ کا تعلق اصفہان (ایران) سے تھا۔ پہلے مجوسی یعنی آتش پرست تھے اور ایک آتش کدے کے نگران تھے۔ پھر دین حق کی تلاش میں عیسائی ہوگئے۔ اس کے باوجود دل کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو راہِ حق کی طلب میں مسلسل مصروف رہے۔ پھر عیسائیوں کے مرکز شام چلے گئے۔ وہاں عموریہ کے ایک راہب نے انہیں یثرب (مدینے) چلے جانے کا مشورہ دیا۔ اور ایک ایسے نبی کی بعثت کی پیش گوئی کی جس میں درج ذیل تین صفات ہوں گی۔

۱۔ وہ صدقے کا مال قبول نہیں کرے گا۔

۲۔ وہ تحفہ قبول کرے گا۔

۳۔ اس کی پیٹھ پر مہر نبوت ہوگی۔

بعد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان تینوں پیش گوئیاں کا خود مشاہدہ کر لیا جس سے آپ کو یقین کامل حاصل ہوگیا کہ یہی سچے نبی ہیں۔ یہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ قافلے والوں (بنوکلب) نے ان کو غلام بنالیا اور مدینے لاکر یہودیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس طرح آپ مدینے میں غلامی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

Marfat.com

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینے تشریف لائے تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر نبی ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا۔

غزوۂ احزاب کے موقع پر نبی ﷺ نے ان کے مشورے سے خندق کھدوائی تھی جس نے مشرکین قریش کے خلاف جنگ میں بہترین ہتھیار کا کام کیا۔

آپ نے خندق اور بعد کے غزوات میں حصہ لیا۔ خلفائے راشدین کے دور میں مختلف محاذوں پر جہاد میں شریک رہے۔ آخری دور میں عراق میں رہنے لگے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن (ایران) کا والی مقرر کیا تھا جہاں آپ نے طویل عمر پانے کے بعد 30 ہجری کے لگ بھگ وفات پائی۔ ان سے مروی احادیث تمام صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

17- سہل بن سعد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہما:

یہ انصاری صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر صرف پندرہ (15) سال تھی۔ ان کا نام پہلے حزن رکھا گیا جسے بدل کر حضور ﷺ نے سہل رکھ دیا۔ انہوں نے بہت عمر پائی۔ کہا جاتا ہے کہ مدینے میں موجود صحابہ کرام میں آپ نے سب سے آخر میں 90 ہجری کے لگ بھگ وفات پائی تھی۔ گویا آپ مدینے کے آخری صحابی تھے اور وہیں وفات پائی۔ بنو امیہ کے گورنر حجاج بن یوسف نے آپ کو بہت ایذائیں دیں۔ صحاح ستہ اور دوسری کتب حدیث میں آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

18- شداد بن اوس رضی اللہ عنہما:

آپ مشہور انصاری صحابی ہیں۔ اور آپ کے والد بھی صحابی ہیں۔ مدینے کے قبیلے خزرج سے تعلق تھا۔ آپ مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت کے بھتیجے (یا چچا زاد بھائی) تھے۔ بہت عبادت گزار تھے۔ آخری عمر میں شام چلے گئے جہاں حمص یا فلسطین کے کسی مقام پر 41 ہجری یا 58 ہجری یا 64 ہجری میں وفات پائی۔

صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

19- شریح بن ہانی رحمہ اللہ:

آپ تابعی مخضرمی ہیں۔ بنو حارث سے تعلق کی بنا پر حارثی کہلاتے تھے۔ شریح کے والد حضور ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ شریح امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھیوں میں سے تھے اور تمام

Marfat.com

جنگوں میں ان کے ساتھ شریک رہے۔ آپ بہت عابد وزاہد اور ثقہ تابعی ہیں۔ آخری عمر میں سجستان کے محاذ پر جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ صحیح بخاری کے سوا باقی تمام صحاح میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح کے سوا اپنی باقی کتب میں ان سے روایت کی ہے۔

20- عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مصر کی فتح میں شریک رہے۔

21- عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ:

آپ ثقہ اور معتبر تابعی عالم ہیں۔ انہوں نے سوا سو کے قریب صحابہ کرام کو دیکھا تھا۔ آپ مدینے کے انصاری ہیں۔ خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے اور بعض صحابہ کرام کی موجودگی میں بھی احادیث روایت کرتے تھے۔ آپ نے 81 یا 82 ہجری میں وفات پائی۔

22- عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ:

آپ کا پورا نام عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری مازنی رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے غزوۂ بدر میں شریک ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن بعد کے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ جنگ یمامہ کے موقع پر مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے میں وحشی بن حرب کے ساتھ عبداللہ بن زید بھی شامل تھے۔ 63 ہجری کے واقعہ حرہ میں یزید کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ تمام صحاح ستہ میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔

23- عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ:

آپ صحابی ہیں اور آپ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنومخزوم سے تھا۔ یہ قرآن کے مشہور قاری تھے۔ اہل مکہ، جن میں مجاہد رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، نے انہی سے قرآن سیکھا تھا۔ جب بڑھاپے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تو یہ ان کی رہبری کرتے تھے۔ آپ نے بنوامیہ کے دور میں وفات پائی۔ صحیح بخاری کی تعلیقات میں اور صحاح ستہ کی دوسری کتب میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔

24- عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:

آپ مشہور صحابی ہیں، آپ کے والد عمرو بن عاص بھی صحابی ہیں۔ یہ عالم دین اور بہت عبادت گزار تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو احادیث لکھنے کی اجازت دی تھی۔ انہوں نے ایک ہزار حدیثوں کا مجموعہ بھی مرتب کیا تھا جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے۔ یہ صحیفہ ان کے خاندان میں کئی نسلوں تک موجود رہا۔ بعد میں اس کی تمام

Marfat.com

احادیث مسند احمد میں شامل کر لی گئیں۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات نہ لکھا کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی غصے میں ہوتے ہیں۔ اس پر انہوں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُكْتُبْ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ)) (ابوداود، رقم 3646)

”تم احادیث لکھا کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔“

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ b کا قول ہے کہ:

((مَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَحَدٌ اَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّيْ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَاِنَّهٗ يَكْتُبُ وَلَا اَكْتُبُ.))

صحیح بخاری، رقم 113 ترمذی، رقم 2668

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مجھ سے زیادہ جانتا ہو، سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ وہ حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔“

مشہور قول کے مطابق آپ طائف میں 63 ہجری میں فوت ہوئے۔ ان میں سے سات سو (700) کے لگ بھگ احادیث مروی ہیں جن میں سے پینتالیس (45) صحیحین میں ہیں اور سنن اربعہ میں بھی بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

25- عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

آپ کا پورا نام عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی قریشی ہے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث کے پوتے اور دوسرے چچا زبیر بن عبدالمطلب کے نواسے ہیں۔ زیادہ عرصہ مدینے میں مقیم رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں دمشق چلے گئے جہاں 21 یا 22 ہجری میں وفات پائی۔

26- عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ:

آپ صحابی ہیں۔ بنو ثقیف کے وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طائف کا والی (گورنر) مقرر فرمایا اور یہ عہد فاروقی کے اوائل تک وہاں کے گورنر

Marfat.com

رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین وعمان کا والی بنا دیا۔ زندگی کا ایک بڑا حصہ جہاد میں مصروف رہے۔ خلافت عثمانی میں آپ کو ایران کے محاذ پر سپہ سالار بھی بنایا گیا اور انہوں نے اصطخر کا علاقہ فتح کیا۔ آخری عمر میں بصرہ میں مقیم ہو گئے جہاں 51 یا 55 ہجری میں وفات پائی۔

ان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے ثقیف کے قبیلے کو فتنہ ارتداد سے محفوظ رکھا تھا۔

صحیح بخاری کے سوا دوسرے کتب صحاح میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔

27- عمرو بن شعیب رحمہ اللہ (عن ابیہ عن جدہ):

یہ تبع تابعین میں سے ہیں، اور ثقہ ہیں۔ 118 ہجری میں فوت ہوئے۔ سنن اربعہ میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔

28- کعب بن عجرہ انصاری رضی اللہ عنہ:

یہ مشہور صحابی ہیں۔ اسلام لانے کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ ان کو احرام کی حالت میں جوؤں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی جس کے بارے میں قرآن مجید کی درج ذیل آیت نازل ہوئی تھی:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ (البقرة: 196)

”پھر اگر کوئی بیمار ہو، یا اس کے سر میں تکلیف ہو اور عذر کی وجہ سے اپنا سر منڈا لے تو اسے چاہیے کہ کفارے کے طور پر کچھ روزے رکھے، یا صدقہ کرے، یا قربانی کرے۔“

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سر منڈانے کی اجازت دی تھی جس کا انہوں نے فدیہ (کفارہ) ادا کیا تھا۔

ستر (70) برس سے زیادہ عمر پانے کے بعد 51 یا 52 یا 53 ہجری یں وفات پائی۔

تمام صحاح ستہ میں آپ سے احادیث مروی ہیں۔

29- معاذہ عدویہؒ:

یہ معتبر اور ثقہ تابعین میں سے تھیں اور بہت عبادت گذار تھیں۔ ان کی وفات 83 ہجری میں ہوئی۔ یہ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ صحاح کی تمام کتابوں میں آپ سے احادیث مروی ہیں۔

30- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تعلق بنو ثقیف سے تھا۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ نہایت ذہین عقل مند اور معاملہ فہم تھے۔ غزوۂ خندق

Marfat.com

کے بعد اسلام قبول کیا۔ صلح حدیبیہ، بیعت رضوان اور بعد کے غزوات میں حصہ لیا۔ جنگ یمامہ اور شام وعراق کی فتوحات میں شریک رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو مختلف اوقات میں بحرین، بصرہ اور کوفہ کا والی مقرر کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی کوفہ کے گورنر رہے۔ یرموک کی جنگ میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی۔ ان کی وفات 50 ہجری میں ہوئی۔

ان سے تمام صحاح ستہ میں آپ سے احادیث مروی ہیں۔ جن کی کل تعداد ایک سو چھبیس (126) ہے جن میں سے بارہ (12) صحیحین میں موجود ہیں۔

31- نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما:

خزرج آپ کا شمار کم عمر (صغار) صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کے والد بشیر بھی صحابی ہیں اور ان کی والدہ بھی صحابیہ ہیں جو مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ آپ 2 ہجری میں پیدا ہوئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حمص کے والی رہے۔ ان کو 64 یا 65 یا 66 ہجری میں شہید کیا گیا۔

صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔

Marfat.com

اِشاریہ احادیث مشکوٰۃ الحدیث (جلد دوم)

(حروف تہجی کے لحاظ سے)

(الف)

صفحہ

اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا 54

اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِھِمُ الصَّلَاۃَ 85

اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَۃً عَلٰی اَھْلِہٖ 240

اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِھَا 243

اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِھَا 33

اِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمْ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ 99

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ 57

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ 162

اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءٍ 22

اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِکُمْ 77

اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ 62

اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ 38

اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ 111

اِصْنَعُوا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّکَاحَ 25

اِغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ 109

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا 94

اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ 142

اَلشُّھَدَآءُ خَمْسَۃٌ 116

اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَیْتِ مِثْلُ الصَّلَاۃِ 260

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ 19

Marfat.com

اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ 252
اَلْقَى إِلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّاذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ 48
اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ 269
اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِىْ دِيْنِىْ 158
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ خَطِيْئَتِىْ 157
اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى 160
اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ 149
اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ 151
اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ' 51
اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ 152
أُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ 69
اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ ، اُنْفِقْ عَلَيْكَ 228
اِنَّ اَحَدَكُمْ ، اِذَا قَامَ يُصَلِّىْ 74
إِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ 133
إِنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَقِىَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ 254
إِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ: 255
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ 204
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا 90
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ 275
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى 273
إِنَّ عُمْرَةً فِىْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً 253
إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِىَ اَوْسَاخُ النَّاسِ 221
إِنِّىْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ 294

Marfat.com

اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَنْ تَصَدَّقَ 229

(ب)

بِتُّ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ رضی اللہ عنہا 87

بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ جَآءَہٗ رَجُلٌ 185

(ت)

تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ 200

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً 174

تَعَوَّذُوا بِاللّٰہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ 147

(ج)

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ 32

جِھَادُکُنَّ الْحَجُّ 256

(ح)

حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ 34

حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ 244

(خ)

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالنَّاسِ اِلَی الْمُصَلّٰی یَسْتَسْقِیْ 105

خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: اِنَّ الزَّمَانَ 284

(ذ)

ذَھَبَ الظَّمَآءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ 178

(ر)

رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَرْمِیْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ یَوْمَ النَّحْرِ 267

رَاَیْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ 264

(س)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَا بَیْنَ الرُّکْنَیْنِ: رَبَّنَا 262

Marfat.com

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ 248
سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ 140

(ص)

صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلَاۃَ الْفَذِّ 81
صَلَاۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ 83
صَلَاۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا 58
صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ 171

(ض)

ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِکَبْشَیْنِ 271

(ف)

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ 219
فُضِّلْنَا عَلَی النَّاسِ بِثَلَاثٍ 35
فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ 164
فِیْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُیُوْنُ 217

(ق)

قَالَتْ: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ بَیْتَھَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ 100
قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ 70

(ک)

کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَۃِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ 241
کَانَ أَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ: اَللّٰھُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً، وَفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً 154
کَانَ النَّاسُ یَنْصَرِفُوْنَ فِیْ کُلِّ وَجْہٍ 290
کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَغْدُوْا اِلَی الْمُصَلّٰی 76
کَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَہُ النَّبِیُّ ﷺ الصَّلَاۃَ 156

Marfat.com

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ 144
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَابُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ 93
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ 101
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمُقَابِرِ 120
كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ 137
كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْاٰنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً 197
كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ 236
كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضْعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرٍ 166
كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ 127
كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ 235
كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ ، فَمِنَّا الصَّائِمُ 181

(ل)

لَا ، اِنَّمَا ذَالِكَ عِرْقٌ 28
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى 60
لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ 31
لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ 64
لَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى 196
لَا هِجْرَةَ ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ 291
لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ 21
لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ 45
لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ 192
لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ 176
لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ 88

Marfat.com

لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ 125

لَا يَمُوتُ لِاَحَدٍ كُنَّ ثَلٰثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ 114

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ 259

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 107

لَلّٰهِ أَشَدُّ فَرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ 131

لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ 212

لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ 146

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ 23

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ 223

لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ 214

(م)

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَ لَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ 183

مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ 210

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا 238

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ 40

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ 208

مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ 112

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا 52

مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ 135

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ 231

مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ 29

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ 250

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ 193

Marfat.com

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا 168
مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ 66
مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً 73
مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ 169
مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ 180

(ن)

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا 118
نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ 194

(و)

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَقَدْ هَمَمْتُ 79
وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ 42
وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ: ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِاَهْلِ الشَّامِ: الْجُحْفَةَ 257

(ی)

يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ 129
يَا اَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ 246
يَا حَكِيْمُ! اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ 225
يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! اَلَا اُعْطِيْكَ 103
يَا عَبْدَاللّٰهِ! اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ 188
يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا 234
يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ 47
يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ 122
يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ 96

Marfat.com

فرہنگِ الفاظ

جن اسموں کے شروع میں اَلْ (لام تعریف) آیا ہوان کو ان کے بعد والے حروف تہجی میں تلاش کریں جیسے اَلرِّحَالُ کو (ر) میں۔

(الف)

اٰتِ (ء ت ی) تو دے

اٰتِنَا (ء ت ی) تو ہمیں دے

اٰثَارِھِمَا (ء ث ر) ان دونوں کے پیچھے

اٰجِلٍ (ء ج ل) آخرت

اٰمُرُ (ء م ر) میں حکم دوں

اٰمَنْتُ (ء م ن) میں ایمان لایا

اِبْتَلَّتْ (ب ل ل) وہ تر ہوگئی

اَبْدَاَ (ب د ء) اس نے شروع کیا

اَبْدَلَ (ب د ل) اس نے بدل دیا

اِبْعَثْ (ب ع ث) تو مقرر کر

اَبْغَضُ (ب غ ض) ناپسندیدہ

اَبْنَاءٌ (ب ن ی) بیٹے

اَبْنِیَۃ (ب ن ی) خیمے

اَبُوْءُ (ب و ء) میں واپس لوٹتا ہوں۔

اَبِیْتُ (ب ی ت) میں رات گذارتا ہوں

اَتَانِیْ (ء ت ی) وہ میرے پاس آیا

اَتْبَعَ (ت ب ع) وہ پیچھے چلا

اِتَّقِ (و ق ی) تو ڈر/ بچ

اَتُوْبُ (ت و ب) میں توبہ کرتا ہوں

اُتِیَ (بِ) (ء ت ی) وہ لایا گیا

اَتَیْتُہٗ (ء ت ی) میں اس کے پاس آیا

اَتَیْنَا (ء ت ی) ہم آئے

اَثْنٰی عَلٰی (ث ن ی) اس نے ثنا/تعریف کی

اَجْزِیْ (ج ز ی) میں جزا/ بدلہ دیتا ہوں

اِجْلِسْ (ج ل س) تو بیٹھ جا

اَحْبَسَنِیْ (ح ب س) اس نے مجھے روکا

اَحُجُّ (ح ج ج) میں حج کرتا ہوں

اَحْدَثَ (ح د ث) وہ بے وضو ہوگیا

اِحْتِسَابًا (ح س ب) ثواب کی نیت سے

اِحْدَاکُنَّ (و ح د) تم عورتوں میں سے ایک

اَحَدُکُمْ (و ح د) تم میں سے کوئی ایک

اُحَرِّقُ (ح ر ق) میں جلا دوں

اُحَرِّمُ (ح ر م) میں حرام ٹھہراتا ہوں

اَحْرِمِیْ (ح ر م) تو (عورت) احرام باندھ

اَحْیَا (ح ی ی) اس نے زندہ کیا

Marfat.com

اَحْيِ (ح ی ی) میں زندہ کرتا ہوں

اُخَالِفَ (خ ل ف) میں پیچھے جاؤں/ خلاف

اِخْتَصَمَتْ (خ ص م) اس (عورت) نے جھگڑا کیا

اُخِّرَ (ء خ ر) وہ بعد میں کیا گیا

اُخْرٰهَا (ء خ ر) دوسری اس کی

اَخَّرْتُ (ء خ ر) میں نے پیچھے چھوڑا۔

اَخْطَأَ (خ ط ء) اس نے خطا غلطی کی

اَخْفَافِ (خ ف ف) کھر

اَخَفَّ (خ ف ف) بہت ہلکا/ ہلکی

اَخِفَّ (خ ف ف) تو ہلکا کر

اَدْبَرَتْ (د ب ر) وہ ختم ہو جائے

اَدْرَكَتْ (د ر ک) اس (عورت) نے پایا

اَدَعُ (د ع و) میں چھوڑ دوں

اُدْعُ (د ع و) تم پکارو

اُدْنُ (د ن ی) تو قریب آ

اَدَّيْتَ (ء د ی) تو نے حق ادا کر دیا

اِذْبَحْ (ذ ب ح) تو ذبح کر

اِذْخِرَ گھاس، خشک گھاس

اَذٰی (ء ذ ی) تکلیف دہ چیز

اَرَ (ر ء ی) میں نے دیکھا/ دیکھتا ہوں

اَرَادَ (ر و د) اس نے ارادہ کیا

اَرَاكَ (ر ء ی) اس نے تجھے دکھایا/ سمجھایا

اِرْجِعْ (ر ج ع) تو واپس لوٹ جا

اِرْحَمْ (ر ح م) تو رحم کر

اَرَدْتُّ (ر و د) میں نے ارادہ کیا

اَرْدَفَ (ر د ف) اس نے پیچھے بٹھایا

اَرْزَأُ (ر ز ء) میں مانگوں گا

اُرْزُقْنِي (ر ز ق) تو مجھے رزق دے

اَرْضِنِي (ر ض ی) تو مجھے راضی کر

اِرْمِ (ر م ی) تو رمی کر/ کنکریاں مار

اَرْمِي (ر م ی) میں رمی کرتا/ کنکریاں مارتا ہوں

اَسْبِغْ (س ب غ) تو پورا کر

اِسْتَاذَنْتُ (ء ذ ن) میں نے اجازت مانگی

اِسْتَثْفِرِي (ث ف ر) تو عورت لنگوٹ باندھ

اَسْتَجِبْ (ج و ب) میں قبول کروں

اَسْتَجِيْبُ (ج و ب) میں قبول کرتا ہوں

اُسْتَحَاضُ (ح ی ض) استحاضہ شروع ہو گیا

اِسْتَحْلَلْتُمْ (ح ل ل) تم نے حلال/ جائز کیا

اُسْتُخْلِفَ (خ ل ف) وہ خلیفہ بنایا گیا

اَسْتَخِيْرُ (خ ی ر) میں بھلائی مانگتا ہوں

اِسْتَدَارَ (د و ر) وہ پھر کر آ گیا

اِسْتَدْبَرْتُ (د ب ر) میں نے بعد میں کیا

اِسْتَطَاعَ (ط و ع) وہ طاقت رکھے

اِسْتَطَعْتُ (ط و ع) میں طاقت رکھوں

Marfat.com

اِسْتَطَعْتُمْ (ط و ع) تم طاقت رکھو
اِسْتَقْبِلْ (ق ب ل) تو منہ/رخ کر
اِسْتَقْبَلَتْ (ق ب ل) اس عورت نے پیش کیا
اِسْتَقْبَلْتُ (ق ب ل) میں نے پہلے کیا
اَسْتَقْدِرُ (ق د ر) میں طاقت مانگتا ہوں
اِسْتَلَمَ (س ل م) اس نے استلام کیا
اُسْتُنْفِرْتُمْ (ن ف ر) تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے
اِسْتَيْقَظَ (ی ق ظ) وہ جاگا
اَسْجُدَ (س ج د) میں سجدہ کروں
اُسْجُدْ (س ج د) تو سجدہ کر
اِسْرَافِ (س ر ف) حد سے بڑھنا/زیادتی
اَسْرَرْتُ (س ر ر) میں نے چھپ کر کیا
اَسْرِعُوْا (س ر ع) تم جلدی کرو
اَسْفَرَ (س ف ر) اجالا ہو گیا
اَسُوْقِ (س و ق) میں چلاتا/لاتا ہوں
اَسْلَمَ (س ل م) وہ اسلام لایا
اَسْلَمْتُ (س ل م) میں اسلام لایا
اَسْمَنُهٗ (س م ن) زیادہ موٹا اس سے
اَسْوَاقُ (س و ق) بازار (جمع)
اَشْتَرِیْ (ش ر ی) میں خریدتا ہوں
اَشْعُرُ (ش ع ر) میں سمجھتا ہوں
اِشْرَافِ (ش ر ف) لالچ

اَشُقَّ (ش ق ق) میں مشقت میں ڈالوں
اِصْبَعٌ انگلی
اِصْرِفْ (ص ر ف) تو دور کر دے
اَصْلِحْ (ص ل ح) تو درست کر دے
اَصْنَعُ (ص ن ع) میں کرتا/بناتا ہوں
اِصْنَعُوْا (ص ن ع) تم کرو
اَضَاعَ (ض ی ع) اس نے ضائع کیا
اِضْطَجَعَ (ض ج ع) وہ لیٹ گیا
اَضَعُ (و ض ع) میں ختم کرتا ہوں
اِطْعَامُ (ط ع م) کھانا کھلانا
اَطْعِمْ (ط ع م) تو کھلا دے
اَطْعَمَهٗ (ط ع م) اس نے اسے کھلایا
اَطْهُرُ (ط ه ر) میں پاک ہوتی ہیں
اُطِيْقُ (ط و ق) میں طاقت رکھتا ہوں
اَظْفَارِ (ظ ف ر) ناخن (ظُفُرٌ واحد)
اِعْتَصَمْتُمْ (ع ص م) تم نے مضبوطی سے پکڑا
اَعْرَاضَ (ع ر ض) عزتیں
اَعْظُمِ (ع ظ م) جسم کے حصے/اعضا
اِغْتَسِلِیْ (غ س ل) تو (عورت) غسل کر
اَفَاضَ (ف ی ض) وہ پہنچا/مڑا
اُفَارِقُ (ف ر ق) میں جدا ہو جاؤں
اَفْطَرَ (ف ط ر) اس نے روزہ کھولا

Marfat.com

اَفْطِرُوْا (ف ق ر) زیادہ محتاج/فقیر

اَفْقَرُ (ف ق ر) زیادہ محتاج/فقیر

اَقْبَلَتْ (ق ب ل) وہ آئے/شروع ہو

اَقْدِرُ (ق د ر) میں طاقت رکھتا ہوں

اُقْدُرْ (ق د ر) تو قدرت/طاقت دے

اَقْرَنَیْنِ (ق ر ن) دو سینگوں والے

اَقْرَعُ (گنجا)

اُقِیْمَتْ (ق و م) وہ قائم کی گئی

اَکْمِلُوْا (ک م ل) تم پورا کرو

اَلْفُ ایک ہزار (۱۰۰۰)

اَلْقٰی (ل ق ی) اس نے سکھایا

اَمَّ (ء م م) اس نے امامت کی

اُمَّ (ء م م) تو امامت کر

اُمُّ الْقُرْاٰنِ قرآن کی اصل۔سورۂ فاتحہ

اَمَاتَنَا (م و ت) اس نے ہمیں موت دی

اِمْرُءٌ (م ر ء) آدمی، شخص

اَمْسِكْ (م س ک) تو رک/روک

اَمْلَحَیْنِ (م ل ح) دو چتکبرے

اَمَّمْتَ (ء م م) تو امامت کرائے

اَمْنَحُكَ (م ن ح) میں تجھے دیتا ہوں

اَمُوْتُ (م و ت) میں مرتا ہوں

اِنَاءِ برتن

اَنَبْتُ (ن و ب) میں نے رجوع کیا

اِنْتَظَرَ (ن ظ ر) اس نے انتظار کیا

اَنْجَزَ (ن ج ز) اس نے پورا کردیا

اَنْزِعُوْا (ن ز ع) تم پانی کھینچو

اِنْصَبَّتْ (ص ب ب) وہ لگا/پہنچا

اِنْصَرَفَ (ص ر ف) وہ روانہ ہوا

اِنْفِرُوْا (ن ف ر) تم کوچ کرو

اَنْفَقَ (ن ف ق) اس نے خرچ کیا

اَنْفِقْ (ن ف ق) تو خرچ کر

اُنْفِقَ (ن ف ق) خرچ کیا گیا

اَنْفَقَتْ (ن ف ق) اس عورت نے خرچ کیا

اِنْفَلَتَتْ (ف ل ت) وہ بھاگ گئی/گم ہوگئی

اَنْیَابَ نوکیلے دانت

اَوَاقٍ (و ق ی) اوقیہ کی جمع

اَوَائِهَا اس کی بھوک پیاس

اَوْسَاخُ (و س خ) میل کچیل (جمع)

اَوْسُقٍ (و س ق) وسق کی جمع

اَوْعٰی (و ع ی) زیادہ یاد/محفوظ رکھنے والا

اَوَاخِرَ (ء خ ر) آخری (جمع)

اَهْدِهَا (ہ د ی) تو وہ ہدیہ دے

اُهْدِیَ (ہ د ی) میں تمہیں ہدیہ/تحفہ دوں

اَهَلَّ (ہ ل ل) اس نے احرام باندھا/نیت کی

Marfat.com

اِءْتِ (ء ت ی) تو آ / جا

اِیَّاكَ تو بچ

اَیِسَ (ء ی س) وہ مایوس ہو گیا

اَیْمَنِ (ی م ن) دائیں طرف

(ب)

بَاتُوْا (ب ی ت) انہوں نے رات گزاری

بَارِكْ (ب ر ک) تو برکت دے

بَارَكْتَ (ب ر ک) تو نے برکت دی

بَالُ معاملہ، حالت، سبب

بِتُّ (ب ی ت) میں نے رات گزاری

بَخْ بَخْ واہ واہ۔ کیا کہنے

بَدَتْ (ب د ء) وہ ظاہر ہوئی

بُدْنَ قربانی کے جانور۔ اونٹ

بَدَنَةٌ قربانی کا جانور

بِرُخْصٍ کم پر / کم قیمت پر

بَضْعَةٌ بوٹی

بَلَّغْتُ (ب ل غ) میں نے پہنچا دیا

بَنٰی اس نے بنایا / بنائی

بُوْرِكَ (ب ر ک) اسے برکت دے گئی

بَیْنَمَا جب۔ جس وقت

(ت)

تَاْخُذُوْا (ء خ ذ) تم لیتے / پکڑتے ہو

تَاْذَنُ (ء ذ ن) وہ اجازت دیتی ہے

تَاْذِیْنِ (ء ذ ن) اذان کہنا

تَاْمُلُ (ء م ل) تو امید رکھے

تَبَاعَدِیْ (ب ع د) تو دور ہو جا

تَبْرُزَ (ب ر ز) وہ پورا ظاہر ہو

تَتَكَلَّمُوْنَ (ک ل م) تم کلام / باتیں کرتے ہو

تَحْبِسُهٗ (ح ب س) وہ اسے روکتی ہے

تَحَرَّوْا (ح ر ی) تم تلاش کرو

تَحْسِبُ (ح س ب) وہ ثواب چاہتی ہے۔

تَحْقِرَنَّ (ح ق ر) تم (مونث) نہ حقیر سمجھو

تَحِلُّ (ح ل ل) وہ حلال ہوتی ہے

تُحْمَلُ (ح م ل) وہ اٹھائی جاتی ہے

تَحَوَّلَ (ح و ل) تو پہلو / بدل لے

تَحَوُّلٌ (ح و ل) بدل جانا

تَحَیَّنُوْا (ح ی ن) تم وقت پر ادا کرو

تَخْشٰی (خ ش ی) تو ڈرے

تُخَمِّرُوْا (خ م ر) تم ڈھانپ دو

تُدْفَنَ (د ف ن) وہ دفن کی جاتی ہے

تُرْبَتُ مٹی۔ گرد

تُرَدُّ (ر د د) وہ لوٹائی جاتی ہے

تَسْتَطِیْعُ (ط و ع) تو طاقت رکھتا ہے

تَسْتَوِیْ (س و ی) تو سیدھا / برابر ہو جا

Marfat.com

تَسَحَّرُوْا (س ح ر) تم سحری کھاؤ

تَشْتَرِیَ (ش ر ی) تو خریدتا ہے

تُشَدُّ (ش د د) باندھے/ روانہ کیے جائیں

تَصَدَّقُ (ص د ق) تو صدقہ کرے

تَصْفَرَّ (ص ف ر) وہ زرد ہو جائے

تُصَلِّیْ عَلَیْہِ (ص ل و) اس کے لیے دعا کرتے ہیں

تُضَعَّفُ (ض ع ف) کئی گنا بڑھتی ہے

تَضَعُوْنَہٗ (و ض ع) تم اسے اتارتے ہو

تَضِلَّنِیْ (ض ل ل) تو مجھے گمراہ کرے

تَطَأُ (و ط ی) وہ پامال کرتی/ روندتی ہے

تُعْتِقُھَا (ع ت ق) تو اسے آزاد کردے

تَعُدُ (ع و د) تو لوٹتا ہے

تَعُوْدُ (ع و د) تو دہراتا ہے

تَعَوَّذُوْا (ع و ذ) تم پناہ مانگو

تَفْضُلُ (ف ض ل) وہ فضیلت رکھتی ہے

تُقَامُ (ق و م) وہ کھڑی کی جاتی ہے

تَقْدِرُ (ق د ر) تو قدرت/ طاقت رکھتا ہے

تُقَدِّمُوْہُ (ق د م) تم اسے آگے بھیجتے ہو

تَقَرَّبَ (ق ر ب) وہ قریب ہوا

تَقَرَّبْتُ (ق ر ب) میں قریب ہوا

تَقَرَّبِیْ (ق ر ب) تو (مونث) قریب ہو جا

تَقْضِیْ (ق ض ی) وہ قضا کرتی/ رکھتی ہے

تَقُوْمُ (ق و م) تو رات کو قیام/نفلی عبادت کرتا ہے

تُقٰی (و ق ی) تقویٰ، پرہیزگاری

تَكُ (ک و ن) وہ/تو ہے

تَكْرَهُوْنَ (ک ر ہ) تم ناپسند کرتے ہو

تَلْقَوْنَ (ل ق ی) تم ملو گے

تَمْرٌ کھجور

تُمْهِلُ (م ہ ل) تو دیر کرے/ مہلت دے

تُنْصَبُ (ن ص ب) گاڑا جاتا

تَنْطِحُ (ن ط ح) وہ سینگ مارتی ہے

تُوَاصِلُ (و ص ل) تو ملاتا ہے۔لگاتار

تَوَجَّهُوْا (و ج ہ) انہوں نے رخ/ منہ کیا

تَوَرَّمَتْ (و ر م) وہ سوج گئی

تَوَضَّأَ (و ض و) اس نے وضو کیا

تُوُفِّیَ (و ف ی) وفات ہوئی

تَهْوِیْ (ہ و ی) تو گرتا/ جھکتا ہے

تَیَسَّرَ (ی س ر) میسر/ آسانی ہو

(ث)

ثَالِثَةٌ (ث ل ث) تیسری بار۔تیسرا

ثَلَاثِیْنَ (ث ل ث) تیس (30)

ثَدْیَیَّ (ث د ی) میرے دونوں پستان

ثَقِیْلَتَانِ (ث ق ل) دونوں بھاری

ثَمَانِیَ (ث م ن) آٹھ (8)

Marfat.com

ثَمَانِيَةٌ (ث م ن) آٹھ (8)

ثَوْبٌ کپڑا

ثَوْبَيْهِ اس کے دو کپڑے

ثِيَابٌ کپڑے (ثوب واحد)

(ج)

جَارَةٌ (ج و ر) ہمسائی، پڑوسن

جَازَتْ (ج ز ی) وہ گزری

جُبْنٌ بزدلی

جَبْهَةٌ پیشانی

جِدًّا بہت، زیادہ

جِدّ سنجیدہ، سنجیدگی

جَهَدَ وہ زور لگائے

جَهْدِ سختی

جَنِّبْ (ج ن ب) تو بچا

جَنِّبْنَا (ج ن ب) تو بچا ہم کو

جُنَّةٌ (ج ن ن) ڈھال

(ح)

حَاجَّ (ح ج ج) اس نے حج کیا

حَاجِبِ کنارہ

حَارٌّ (ح ر ر) گرم

حَاضَتْ (ح ی ض) اسے حیض آ گیا

حَائِضَ (ح ی ض) حیض والی عورت

حَبْلٌ رسی، راستہ

حَبِيْبَتَانِ (ح ب ب) دو محبوب/ پیاری چیزیں

حُجُّوا (ح ج ج) تم حج کرو

حَرَّتَيْنِ (ح ر ر) دو پتھریلے علاقے۔ مدینہ

حَسَنَتَيْنِ (ح س ن) دو اچھی چیزیں

حَصَاةٌ (ح ص ی) کنکریاں

حَصَى (ح ص ی) کنکری

حَصَيَاتٍ (ح ص ی) کنکریاں

حَطَبٌ لکڑی۔ ایندھن

حُطَّ (ح ط ط) مٹا دیا گیا

حُطَّتْ (ح ط ط) مٹا دی گئی

حَفَّتْ (ح ف ف) اس نے گھیر لیا

حُفِّفَ (ح ف ف) اسے رخصت دی گئی

حِنْثِ بلوغت، جوانی

حَلَّتْ (ح ل ل) وہ حلال/ جائز ہوئی

حَلَقْتُ (ح ل ق) میں نے حلق کرا لیا۔ میں نے سر منڈا لیا

حُلْقُوْمٌ گلا، گردن

حُلْوٌ میٹھا

حَمَلْتُ (ح م ل) میں نے اٹھایا/ دیا

حَوَّلَ (ح و ل) اس نے پھیرا

حَيْضَةُ حیض

Marfat.com

حَیَّ تم آؤ

(خ)

خَازِنٌ (خ ز ن) خزانچی

خَاصَمْتُ (خ ص م) میں نے جھگڑا کیا

خَالَفَنَا (خ ل ف) اس نے ہماری مخالفت کی

خِدَاجٌ (خ د ج) ناقص۔ نامکمل

خَدِّہٖ (خ د د) اس کا گال/ رخسار

خَذْفِ انگلی سے کنکریاں مارنا

خِصَالٍ (خ ص ل) خوبیاں۔ خصلتیں (خصلة واحد)

خَضِرٌ سرسبز۔ دلکش

خِطَامِهَا (خ ط م) مہار اس کی

خَطَبَنَا (خ ط ب) اس نے ہمیں خطاب کیا

خُطُوَةٌ (خ ط و) قدم

خَفِيْفَتَانِ (خ ف ف) دو ہلکے

خَلَاهَا گھاس اس کی

خُلُوْفُ بو

(د)

دَآبَّتِهٖ (د ب ب) اس کا جانور

دَائِمِ ساکن۔ ہمیشہ

دَرْكِ پانا۔ آ پکڑنا

دَرَنِ میل کچیل

دَعِیْ (د ع و) تو عورت چھوڑ دے

دَلْوًا ڈول

دَنَا (د ن ی) وہ قریب ہوا

دُوْنَ کم

دُوْنَهُنَّ ان کے اندر/ میں

دُهْنٍ تیل

(ذ)

ذَا الْحَاجَةِ حاجت/ کام والا

ذُخْرَ ذخیرہ، آخرت کا ثواب

ذَوْدٍ تین سے لے کر دس تک اونٹ

(ر)

رَابِحٌ (ر ب ح) منافع بخش

رَاحِلَتُهٗ (ر ح ل) سواری اس کی

رُبَّ کئی، بعض، کتنے ہی

رِحَالٌ (ر ح ل) سواریاں، کجاوے

رُحِلَتْ (ر ح ل) سواری تیار کی گئی

رِدَاءَ چادر

رُدَّتْ (ر د د) وہ لوٹائی گئی

رَفَعَتْ (ر ف ع) اس عورت نے اونچا کیا

رُفِعَتْ (ر ف ع) بلند کی جاتی ہے

رِقَابِ (ر ق ب) گردنیں (رَقَبَةٌ واحد)

رَقِیَ عَلٰی وہ اوپر چڑھا

Marfat.com

رِکَابَ (رک ب) سواریاں اونٹ کی

رَکِبَ وہ سوار ہوا

رُکْبَتَیْنِ دو گھٹنے

رُءْیَۃٌ دیکھنا

رَیَّانٌ سیراب کرنے والا، جنت کا ایک دروازہ

(ز)

زَاغَتُ (زی غ) وہ جھکی/ ٹیڑھی ہوئی

زَالَتُ (زول) وہ ڈھل/ جھک گئی

زَبِیْبَتَانِ (زب ب) دو نقطے

زُوْرِ جھوٹ

زُوْرُوْھَا (زور) تم ان کی زیارت کرو

(س)

سَابَّہٗ (س ب ب) اس نے اسے گالی دی

سَارَ (س ی ر) وہ چلا

سَاَلْنَا (س ء ل) ہم نے پوچھا

سَبَابَۃٌ شہادت کی انگلی

سُحُوْرِ (س ح ر) سحری کھانا

سَخَطِ غصہ۔ ناراضی

سِدْرِ بیری کا درخت

سُفْلٰی (س ف ل) نیچا/ نیچی

سَقَاھُمَا (س ق ی) اس نے دونوں کو پانی پلایا

سِقَایَۃٌ (س ق ی) پانی پلانا

سَقَتُ (س ق ی) اُس نے پانی پلایا

سَقَطَ وہ گر پڑا

سُلَامٰی جوڑ، عضو

سُلْسِلَتُ (س ل س ل) باندھی/ جکڑی گئی

سَلَّمَ (س ل م) اس نے سلام کیا

سَمّٰی (س م ی) اس نے بسم اللہ پڑھی

سَمِیْنًا (س م ن) موٹا/ موٹی

سُوْقٌ بازار

سِوٰی سوائے۔ خلاف

(ش)

شَاۃٍ بکری

شَبَّکَ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملائیں

شُجَاعًا بڑا سانپ۔ اژدھا

شَحِیْحٌ (ش ح ح) خواہش مند

شِدْقَیْہِ اس کے دو جبڑے

شَرَحَ اس نے کھولا

شَطْرٌ طرف۔ حصہ

شُعَبِ جوڑ

شَعْرٍ بال

شَعِیْرٍ جو

شَمَاتَۃِ دوسروں کا خوش ہونا

شَوْکَۃٌ کانٹا اس کا، جھاڑیاں اس کی

Marfat.com

شَهْرَيْنِ دو مہینے

شَهْوَتَهٗ خواہش اس کی

(ص)

صَاعًا ایک صاع (پیمانہ یا وزن)

صَائِمُوْنَ (ص و م) روزہ رکھنے والے

صَبِيًّا (ص ب ی) بچہ

صَخْرَاتٍ پتھر، چٹانیں (صَخْرَةٌ واحد)

صَعِدَتَا (ص ع د) اس کے دونوں قدم چڑھے

صِفَاحِ (ص ف ح) پہلو

صُفْرَةٌ (ص ف ر) زردی

صُفُوْفٌ (ص ف ف) صفیں (صَفٌّ واحد)

صَلِّ (ص ل و) تو نماز پڑھ

صَلَوَاتٍ (ص ل و) رحمتیں

صَلِّيْ (ص ل و) تو عورت نماز پڑھ

صَلَّيْتَ (ص ل و) تو نے نماز پڑھی/ درود پڑھا

صَلّٰى عَلَيَّ اس نے مجھ پر درود بھیجا

صَنَعْتُ (ص ن ع) میں نے کیا/ بنایا

صَوَّامُوْنَ (ص و م) روزہ رکھنے والا

صُوْمُوْا (ص و م) تم روزہ رکھو

صَيْدٌ شکار

(ض)

ضُحًى چاشت کا وقت

ضَحّٰى (ض ح ی) اس نے قربانی کی

ضَخْمٌ بھرا ہوا۔ بڑا

ضَعْ (و ض ع) تو رکھ لے۔

ضُلَّالًا (ض ل ل) گمراہ (ضَلِيْلٌ واحد)

ضَلَعَ بوجھ۔ پسلی

(ط)

طُبِخَتْ (ط ب خ) وہ پکائی گئی

طِيْبٌ خوشبو

(ظ)

ظَمَأٌ پیاس

ظَنَنَّا (ظ ن ن) ہم نے گمان کیا/سمجھا

ظَهْرٌ پیٹھ

(ع)

عَاجِلِ (ع ج ل) دنیا

عَافِنِيْ (ع ف و) تو مجھے عافیت/ آرام دے

عَائِدُ (ع و د) واپس لوٹانے والا

عَشَرِيًّا بارانی (زمین)

عَجَّلُوْا (ع ج ل) انہوں نے جلدی کی

عِدَّةٌ (ع د د) گنتی

عِدْلِ برابر

عَرَّفَ (ع ر ف) وہ پہچان کرا دے

عَرَفَا (ع ر ف) دونوں نے پہچان جان لیا

Marfat.com

عَرَضَ پیش کیا۔ سامنے آیا

عَرَفْتُ (ع ر ف) میں نے جان/ پہچان لیا

عَرْقٌ ہڈی۔ جڑ (ڈی این اے)

عِرْقٌ رگ

عَرَقٌ ٹوکرا

عُرُوْقٌ رگیں واحد (عِرْقٌ)

عَشَاءَ شام/ رات کا کھانا

عِشَاءَ عشا کی نماز، عشا کا وقت

عَفَافَ پاک دامنی محتاج نہ ہونا

عِشْرِیْنَ بیس (20)

عَصَمَ اس نے حفاظت/ بچایا

عِصْمَۃٌ حفاظت، پاک دامنی

عُلْیَا (ع ل و) اونچا/ اونچی

عَنَاقًا بکری کا مادہ بچہ

عَنَزَۃٌ چھوٹا نیزہ/ برچھا

عُیُوْنٌ چشمے (واحد عَیْنٌ)

(غ)

غَابَ (غ ی ب) وہ چھپ گیا

غَرِیْقٌ (غ ر ق) ڈوبنے والا

غَشِیَتْ (غ ش ی) اس (مونث) نے ڈھانپ لیا

غُلِّقَتْ (غ ل ق) بند کی گئی

غُمَّ (غ م م) بادل ہوں، مطلع۔ ابر آلود ہو

غِنٰی (غ ن ی) خوش حالی

(ف)

فَاعْبُدُوْا (ب د ء) پس تم شروع کرو

فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کتاب کا آغاز۔ سورت فاتحہ مراد ہے

فُجَاءَۃِ اچانک

فَحُجُّوْا (ح ج ج) پس تم حج کرو

فَذٌّ (ف ذ ذ) اکیلا

فَرِحًا خوش

فَرْحَتَانِ دو خوشیاں

فَرَسٌ گھوڑا

فِرْسِنٌ کھر، پایہ

فَرَغْتَ (ف ر غ) تو فارغ ہوا

فَرِّقْ (ف ر ق) تم الگ کردو

فَصَاعِدًا پھر اور۔ مزید

فُضِّلْنَا (ف ض ل) ہمیں فضیلت دی گئی

فِطْرٌ افطاری، روزہ کھولنا

فَعَدَلَنِیْ (ع د ل) پھر مجھے اپنے برابر کو لیا

فَلَاۃِ صحرا۔ بیابان

فَلُوٌّ گھوڑے کا بچہ۔ بچھیری

فَلْیُتِمَّ (ت م م) پس چاہیے وہ پورا کرے

فَمٌ (ف و ہ) منہ

Marfat.com

فَنَاءَ (ن و ء) پھر اس نے جھکا دیا

(ق)

قَاتَلْتُ (ق ت ل) مَیں لڑا/لڑوں گا

قَائِلُوْنَ (ق و ل) کہنے والے۔ قیلولہ کرنے والے

قُبِضَ وہ فوت ہوا

قَبَّلْتُكَ (ق ب ل) میں نے تجھے بوسہ دیا

قُبَّةٌ خیمہ

قِدْرٍ ہانڈی

قُدِّمَ وہ پہلے کیا گیا

قَدَّمْتُ (ق د م) میں نے آگے بھیجا

قُرَابِ (ق ر ب) برابر۔ لگ بھگ

قُرْصٌ گول ٹکیہ

قَرْنَيِ دو سینگ

قُرُوْنٌ سینگ، قوس

قَسَمْتُ (ق س م) میں نے تقسیم کر لیا/قسم کھائی

قَصَّرُوْا (ق ص ر) انہوں نے بال کتروائے

قُمْتُ (ق و م) میں کھڑا ہوا

قِنَا (و ق ی) تو بچا ہم کو

قِيْرَاطٌ ڈھیر، بڑا ثواب

قِيْسُوْا (ق ی س) قیاس/پیمائش کر لو

قَيْنٌ لوہار کی بھٹی

(ک)

كَبْشَيْنِ دو مینڈھے

كَتِفِيَّ میرے دونوں کندھے (واحد كَتِفٌ)

كَذَاكَ اسی طرح

كَرَائِمَ (ک ر م) عمدہ۔ اعلیٰ (واحد كَرِيْمَةٌ)

كَسَلٌ سستی، کاہلی

كِسْوَتُهُنَّ لباس ان عورتوں کا

كَفٌّ ہتھیلی

كَفِّنُوْهُ (ک ف ن) تم اسے کفن دو

كَنْزُكَ خزانہ تیرا

كَهَيْئَتِهٖ اپنی اصل حالت جیسا

(ل)

لَا اَدْرِیْ میں نہیں جانتا

لَبَّسَ (ل ب س) اس نے شک/مغالطہ ڈالا

لَا بَتَيْهَا (ل و ب) اس کے دونوں کنارے، مدینہ منورہ مراد ہے

لَاحِقُوْنَ (ل ح ق) ملنے والے

لَبَنٌ دودھ

لَخُلُوْفُ ضرور البتہ بو

لَسْنَا ہم نہیں ہیں

لَقِّنُوْا (ل ق ن) تم تلقین کرو

لَقِيْتُهٗ (ل ق ی) میں اسے ملا

Marfat.com

لَلّٰهُ ضروری/ البتہ اللہ

لَمْ تَزَلْ ہمیشہ

لَهْزِمَتَيْهِ اس کے دو جبڑے

لَيَالِيَ راتیں (واحد لَيْلَةٌ)

(م)

مَا دَامَ جب تک رہا

مُبَرِّحٍ (ب ر ح) ہڈی توڑنے والا

مَبْرُوْرٌ (ب ر ر) مقبول

مَبْطُوْنَ (ب ط ن) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا

مُبَلَّغٌ (ب ل غ) جس کو پہنچایا جائے

مُتَتَابِعَيْنِ (ت ب ع) دو لگاتار

مُتَوَالِيَاتٍ (و ل ی) لگاتار

مُثِّلَ (م ث ل) شکل/صورت بنائی گئی

مَجَّدَنِيْ (م ج د) اس نے میری بڑائی/عظمت بیان کی

مَجِيْدٌ (م ج د) بڑائی/عظمت والا

مُحْرِمٌ (ح ر م) احرام کی حالت میں

مُحَلِّقِيْنَ (ح ل ق) حلق کرانے والے۔ سر منڈانے والے

مَرَّاتٍ (م ر ر) کئی بار (واحد مَرَّةٌ)

مَرَقٌ شوربا۔ سالن

مِرْمَاتَيْنِ دو پائے/پاؤں

مُرُوْا (ء م ر) تم حکم دو

مُسْتَرْضَعًا (ر ض ع) دودھ پلایا ہوا

مُسْتَقْبِلَةٌ (ق ب ل) سامنے

مُسِيْءٌ (س و ء) گناہ گار

مُشَاةٍ (م ش ی) پیدل چلنے والے (واحد مَاشِيٌ)

مَشٰى (م ش ی) وہ چلا

مُصَلًّا نماز، نماز کی جگہ، عید گاہ

مَضَاجِعِ (ض ج ع) بستر۔ خواب گاہیں

مَضْجَعٌ (ض ج ع) بستر۔ خواب گاہ

مَطْعُوْنٍ (ط ع ن) طاعون کی بیماری سے مرنے والا

مَعَادِيْ (ع و د) میرا ٹھکانا

مُفْسِدَةٌ (ف س د) بگاڑنے والی

مُفْطِرٌ (ف ط ر) روزہ نہ رکھنے والا

مَقَابِرَ (ق ب ر) قبریں (واحد مَقْبَرَةٌ)

مُقَدِّمُ آگے بڑھانے والا

مُقَصِّرِيْنَ (ق ص ر) بال کترانے والے

مِكْتَلُ (ک ت ل) بڑا تھیلا۔ ٹوکرا

مَكَثَ اس نے دیر کی۔ وہ ٹھہرا رہا

مُلَبِّدًا (ل ب د) بالوں کو چپکانے والا

مُلَبِّيًا (ل ب ی) تلبیہ پڑھتا ہوا

مَنَاسِكَكُمْ (ن س ک) تمہارے حج کے کام

Marfat.com

مَنْحَرُ (ن ح ر) قربانی کی جگہ

مَنَعُوْنِیْ (م ن ع) انہوں نے روکا مجھے

مَوْضُوْعٌ (و ض ع) ختم کیا گیا

مَوْضُوْعَةٌ (و ض ع) ختم کی گئی

مُوْقِنٌ (ی ق ن) یقین کرنے والا

مُهِلٌّ (ہ ل ل) احرام باندھنے والا۔ احرام کی نیت کرنے والا

مُؤَخِّرُ (ء خ ر) پیچھے کر دینے والا

(ن)

نَاحِيَةٌ (ن و ح) طرف (جمع نَوَاحٌ)

نَاوَلُوْهُ (ن و ل) انہوں نے اسے دیا

نَاءَ (ن و ء) اس نے جھکا دیا

نُجَامِعُهُنَّ (ج م ع) ہم ان (بیویوں) سے جماع کر لیں

نَجِدُ (و ج د) ہم پائیں

نَحَرَ اس نے قربانی کی

نَحْوَهَا طرف اس کی۔ اس جیسا

نَزَعْتُ (ن ز ع) میں نے (پانی) کھینچا

نَزَلْنَا (ن ز ل) ہم ٹھہرے

نَزَلَتْ (ن ز ل) وہ اتری

نُسَلِّمُ (س ل م) ہم سلام کریں/بھیجیں

نَصَحْتَ (ن ص ح) تو نے نصیحت/خیر خواہی کی

نَعْرِفُ (ع ر ف) ہم پہچانتے ہیں

نَفَقَةٌ (ن ف ق) خرچہ۔ خرچ کرنا

نِقْمَتِ (ن ق م) ناراضی۔ غصہ

نَكْفِتَ (ک ف ت) ہم سمیٹتے ہیں/ساتھ چمٹاتے ہیں

نَمِرَةٌ اونی چادر۔ اون کے بال

نَنْوِيُ (ن و ی) ہم نیت کرتے ہیں

نَهِيْتُ (ن ہ ی) میں نے روکا/منع کیا

نُؤْمَرُ (ء م ر) ہمیں حکم دیا جاتا

نَضْحِ آبپاشی

نُشُوْرٌ (ن ش ر) دوبارہ زندہ ہونا

نِكَاحُ (ن ک ح) صحبت، نکاح

(و)

وَاضِعًا (و ض ع) رکھے ہوئے۔ رکھنے والا

وَاقِفًا (و ق ف) ٹھہرنے/رکنے والا

وَجَدَ عَلٰی وہ اس پر ناراض ہوا

وِصَالَ (و ص ل) ملانا

وَضَعَ اس نے رکھا

وَضِعَ رکھ/لگا دیا جائے

وَقَّتَ (و ق ت) اس نے میقات مقرر کی

وَقَصَتْ (و ق ص) اس (مونث) نے گرا کر مار دیا

وَقَعْتُ عَلٰی میں نے صحبت کر لی

Marfat.com

وَلَدَتْ (ول د) اس نے جنا/جنم دیا

(ھ)

هَدْمٌ گرنا

هَدْیٌ قربانی/قربانی کا جانور

هَرْوَلَةً دوڑ کر

هَزْلٌ مذاق

هَزَمَ اس نے شکست دی

هَمَّ اس نے ارادہ کیا

هَمٌّ فکر۔ پریشانی

هَمَمْتُ (ہ م م) میں نے ارادہ کیا

(ی)

يُبَارَكُ (ب ر ک) اسے برکت دی جاتی ہے

يَبْسُطُ (ب س ط) وہ پھیلاتا ہے

يُبْعَثُ (ب ع ث) وہ اٹھایا جائے گا

يَبْلُغُوْا (ب ل غ) وہ سب پہنچے

يَبُوْلَنَّ (ب و ل) وہ پیشاب کرے

يَبِيْعُ (ب ی ع) وہ بیچتا ہے

يَتَحَرّٰى (ح ر ی) وہ سیدھے راستے کا ارادہ کرتا ہے

يُتَصَدَّقُ (ص د ق) اس پر صدقہ کیا جائے

يَتَطَهَّرُ (ط ھ ر) وہ پاک صاف ہوتا ہے

يَتَعَاقَبُوْنَ (ع ق ب) وہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں

يُتِمُّ (ت م م) وہ پورا کرے

يَتَوَضَّأَ (و ض و) وہ وضو کرے

يَثْبُتُ (ث ب ت) وہ قائم/ٹھہرا رہتا ہے

يُجَامِعُوْهَا (ج م ع) وہ صحبت کریں اس سے

يَجْتَمِعُوْنَ (ج م ع) وہ جمع ہوتے ہیں

يَجْرِیْ (ج ر ی) وہ بہتا ہے

يَحْتَسِبُ (ح س ب) وہ ثواب کی نیت کرتا ہے

يَحُجُّ (ح ج ج) وہ حج کرتا ہے

يُحْدِثُ (ح د ث) وہ بے وضو ہوتا ہے

يَحْضُرُ (ح ض ر) وہ حاضر ہو

يُحْطَبُ (ح ط ب) لکڑیاں جمع کی جائیں

يَحْمِلُ (ح م ل) وہ سوار کراتا ہے/اٹھاتا ہے

يُخْتَلٰی (خ ل و) وہ کاٹا/الگ کیا جاتا ہے

يَخْطُ (خ ط و) وہ قدم اٹھاتا ہے

يَخْطُوْ (خ ط و) وہ قدم اٹھاتا ہے

يُخَفِّفُ (خ ف ف) وہ ہلکا کرے

يَدْرِیْ (د ر ی) وہ جانتا ہے

يَدَعُ (د ع و) وہ چھوڑ دیتا ہے

يَدْعُوْنِیْ (د ع و) وہ مجھے پکارتا ہے

يَدَّهِنُ (د ھ ن) وہ تیل لگاتا ہے

يُرَبِّیْ (ر ب ب) وہ پرورش کرتا/بڑھاتا ہے

يَرْفُثُ (ر ف ث) وہ فحش کام کرتا ہے

Marfat.com

یَرْمِیْ (ر م ی) وہ رمی کرتا/کنکریاں مارتا ہے
یَزْرَعُ (ز ر ع) وہ کاشت کاری کرتا ہے
یَسَارِ (ی س ر) بائیں طرف
یَسْتَسْقِیْ (س ق ی) وہ پانی/بارش مانگتا ہے
یَسْتَغْفِرُ (غ ف ر) وہ بخشش مانگتا ہے
یَسِّرْ (ی س ر) تو آسان کردے
یُسَمّٰی (س م ی) اس کا نام لیا جاتا ہے
یَسْقُوْنَ (س ق ی) وہ پلاتے ہیں
یَسْقِیْنِیْ (س ق ی) وہ مجھے پلاتا ہے
یُسَمِّیْ (س م ی) وہ نام لیتا ہے
یَشْبَعُ (ش ب ع) وہ سیر ہوتا ہے
یَصْخَبُ (ص خ ب) وہ بدزبانی کرتا ہے
یُضَاعَفُ (ض ع ف) وہ بڑھا دیا جاتا ہے
یُطْعِمُنِیْ (ط ع م) وہ مجھے کھلاتا ہے
یُطَوَّقُ (ط و ق) اسے طوق پہنایا جائے گا
یَعْتَکِفُ (ع ک ف) وہ اعتکاف کرتا ہے
یَعْجَلُ (ع ج ل) وہ جلدی کرے
یَعْرُجُ (ع ر ج) وہ چڑھتا ہے
یَعْرِضُ (ع ر ض) وہ سامنے ہوتا/سنایا جاتا ہے
یُعْضَدُ (ع ض د) وہ کاٹا جاتا ہے
یُعِیْنُ (ع و ن) وہ مدد کرتا ہے
یَغِبُ (غ ی ب) وہ غائب ہوتا ہے

یَغْتَسِلُ (غ س ل) وہ غسل کرتا ہے
یَغْدُوْ (غ د و) وہ صبح کو جاتا ہے
یَغْرِسُ (غ ر س) وہ شجرکاری/کاشت کاری کرتا ہے
یُغْنِیَهٖ (غ ن ی) وہ اسے غنی/بے نیاز کردے
یَفْرُغَ (ف ر غ) وہ فارغ ہو جائے
یُفْرَغُ (ف ر غ) اسے فارغ کیا جائے
یُفَرِّقُ (ف ر ق) وہ پھلانگتا ہے
یُفْطَنُ (ف ط ن) اس کا پتہ چلتا ہے۔ وہ معلوم ہوتا ہے
یُقَبِّلُ (ق ب ل) وہ چومتا ہے۔ وہ بوسہ دیتا ہے
یُقَدَّرُ (ق د ر) اس کے مقدر میں ہو
یُقْضٰی (ق ض ی) فیصلہ کیا جائے
یُلْتَقَطُ (ل ق ط) وہ اٹھایا جاتا ہے
یَمْحُوْ (م ح و) وہ مٹاتا ہے
یُمْسِیَ (م س ی) وہ شام کرے
یَمُوْتُوْنَ (م و ت) وہ مرتے ہیں
یُمِیْطُ (م ط) وہ ہٹاتا ہے
یُنْزِلُ (ن ز ل) اسے انزال ہو جائے
یُنْصِتُ (ن ص ت) وہ چپ رہتا ہے
یَنْصَرِفُوْنَ (ص ر ف) وہ روانہ ہوتے ہیں
یُنَفَّرُ (ن ف ر) وہ بھگایا جاتا ہے
یَنْفِرَنَّ (ن ف ر) وہ کوچ کرتا ہے

Marfat.com

يَنقُصُ (ن ق ص) وہ کم کرتا ہے

يَنكُتُ (ن ک ت) وہ (انگلی) گراتا ہے

يُوطِئنَ (و ط ء) وہ روندوائیں/ پامال کرائیں

يُهِلُّ (ہ ل ل) وہ احرام باندھتا/ نیت کرتا ہے

يُهِلُّونَ (ہ ل ل) وہ احرام باندھتے/ نیت کرتے ہیں

يُؤكِلُوهَا (ء ک ل) وہ کھائیں اس کو

يُؤَدِّ (ء د ی) وہ ادا کرے

يُؤَدُّونَ (ء د ی) وہ ادا کرتے ہیں

يُؤَدِّي (ء د ی) وہ ادا کرتا ہے

يُؤذِ (ء ذ ی) وہ ایذا/ تکلیف دے

يُؤَذَّنَ (ء ذ ن) اذان دی جائے

يَؤُمَّ (ء م م) وہ امامت کرائے

Marfat.com

تفسیری ترجمہ قرآن مجید

مترجم: پروفیسر مولانا محمد رفیق

یہ بنیادی طور پر ترجمے اور تفسیر کا حسین امتزاج ہے جس کو تفسیری ترجمہ قرآن مجید کا نام دیا گیا ہے۔ یہ با محاورہ تفسیری ترجمہ اس لحاظ سے بالکل جدید اور منفرد ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے ایک عام قاری کو کسی تفسیر یا حاشیے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور وہ مطالب قرآنی کو آسانی کے ساتھ سمجھتا چلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں درج ذیل خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں:

1: یہ ایک نہایت آسان، سلیس اور رواں ترجمہ ہے۔

2: یہ باہم مربوط، شگفتہ اور پُر تاثیر عبارت رکھتا ہے۔

3: اس میں اردو زبان کے جملہ رموزِ اوقاف (Punctuation) کا خیال رکھا گیا ہے مگر کوئی بریکٹ استعمال نہیں کی گئی۔

4: اس میں قرآن مجید کے اندر وارد تمام ضمیروں کے مراجع واضح کر دیے گئے ہیں۔

5: اس میں ہر جگہ مخاطبین کی تعیین کی گئی ہے کہ کسی مقام پر کس سے کون مخاطب ہے۔

● خوبصورت جلد ● دو رنگہ طباعت ● مناسب ہدیہ

مکتبہ قرآنیات، لاہور

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون نمبر: 0321-7724032, 0333-4399812

Marfat.com

احادیث نبویہ کا سب سے پہلا اور قدیم ترین مجموعہ

صحیفہ ہمام بن منبہ رح

(الصحیفہ الصحیحۃ)

ترجمہ و تشریح: پروفیسر مولانا محمد رفیق

یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا روایت کردہ احادیث کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے شاگرد ہمام بن منبہ رح کو خود لکھوایا تھا۔ اس میں کل 139 حدیثیں ہیں جو سب کی سب صحیح احادیث ہیں۔ یہ کافی عرصہ نایاب رہا پھر ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے اسے حاصل کر کے انگلش ترجمے کے ساتھ شائع کیا۔

ہم نے اسے عربی متن اور آسان اردو ترجمے اور تشریح کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ہر حدیث جن دوسری کتب حدیث میں آئی ہے اُس کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

• خوب صورت جلد • عمدہ طباعت • دوسرا ایڈیشن • صفحات 352

مکتبہ قرآنیات لاہور یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

حدیث قدسی

مترجم: پروفیسر مولانا محمد رفیق

احادیث قدسیہ کے اس مجموعے میں صرف صحیح احادیث جمع کی گئی ہیں جو عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلق ہیں۔ عربی متن کے ساتھ ان کا نہایت آسان اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کا پورا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں حدیث وسنت کے وحی ہونے کے دلائل، صحاح ستہ کا تعارف اور تدوین حدیث کی مختصر تاریخ بھی شامل ہے۔

• خوب صورت جلد • عمدہ طباعت • تیسرا ایڈیشن • صفحات 208

مکتبہ قرآنیات لاہور یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

Marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر)

''اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکے اس سے رُک جاؤ''

مشکوٰۃ الحدیث

علم حدیث کے شائقین کے لئے صحیح احادیث کا ایک جدید جامع مجموعہ

''مشکوٰۃ المصابیح'' کی منتخب صحیح احادیث کا آسان اُردو ترجمہ وتشریح ,اُن کا قرآن مجید سے ربط ,مفصل مقدمہ ,اشاریہ ,فرہنگِ الفاظ ,صحاحِ ستہ کا تعارف اور راویانِ حدیث کے مختصر حالاتِ زندگی شامل ہیں

جلد دوم: عبادات

پروفیسر مولانا محمد رفیق مدظلہ العالی

Marfat.com